عمران سیریز
سیکرٹ ہارٹ
کلیم ایم اے

شریک کرے۔

راشد قریشی و طاہر قریشی صاحبان۔ ناولوں کی پسندیدگی کے لئے بے حد مشکور ہوں جہاں تک ٹائیگر کے ایکسٹو والے راز سے لاعلمی اور سلیمان، جوزف اور جوانا کے باخبری کا تعلق ہے تو ٹائیگر اور ان تینوں میں فرق موجود ہے۔ ٹائیگر عمران کا شاگرد ہے جبکہ یہ تینوں اس کے شاگرد نہیں ہیں اور اچھا شاگرد وہی ہوتا ہے جو ساری باتیں استاد سے ہی نہ پوچھتا رہے خود بھی محنت کرے۔ اس لئے آپ یہ مشورہ عمران کی بجائے ٹائیگر کو دیں تو زیادہ بہتر ہے ۔۔۔ کیا خیال ہے۔

وزیر آباد، ریل بازار سے محمد احسان صاحب لکھتے ہیں۔ ''واٹر پاور کا سلسلہ بے حد پسند آیا ہے لیکن یہ سوچ کر خوف آتا ہے کہ اگر عمران بوڑھا ہو کر سیکرٹ سروس سے ریٹائرڈ ہو گیا تو پھر یہودیوں کی ان خوفناک سازشوں کا مقابلہ کون کرے گا۔''

محمد احسان صاحب۔ ناولوں کی پسندیدگی کے لئے مشکور ہوں جہاں تک عمران کا بوڑھا ہو کر سیکرٹ سروس سے ریٹائرمنٹ کا تعلق ہے تو آپ کا خوف بے جا ہے اس لئے کہ عمران جب سیکرٹ سروس کا ملازم ہی نہیں تو وہ ریٹائر کیسے ہو گا۔ رہ گئی اس کے بوڑھے ہونے کی بات تو سچے جذبے رکھنے والے کبھی بوڑھے نہیں ہوتے۔ یہ جذبے انہیں ہمیشہ جوان رکھتے ہیں۔ اب اجازت دیجئے

والسلام

مظہر کلیم

عمران نے ناشتہ کرنے کے بعد اطمینان سے صوفے پر تقریباً نیم دراز ہو کر اخبار پڑھنے کے لئے میز سے اٹھایا ہی تھا کہ یکلخت چونک کر اس طرح سیدھا ہو گیا جیسے صوفے میں موجود سپرنگوں نے اچانک اسے اچھال دیا ہو۔

"کیا ۔۔۔ کیا آفندی اور روسیاہی جاسوس ۔۔۔ یہ کیسے ممکن ہے" ۔۔۔۔۔ عمران نے انتہائی حیرت سے پر لہجے میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کی نظریں اخبار پر جمی ہوئی تھیں جس کے درمیان ایک بڑا سا فوٹو تھا اور عمران یہی فوٹو دیکھ کر ہی اچھلا تھا۔ فوٹو میں ایک نوجوان کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں نظر آ رہی تھیں اور اس کے پیچھے سفارت خانے کے مخصوص پولیس کے سپاہی اور آفیسر تھے نوجوان کے چہرے پر فوٹو میں بھی انتہائی حزن و ملال کے آثار نمایاں تھے۔ تصویر کے نیچے لکھی ہوئی لائن میں بتایا گیا تھا کہ [illegible]

میں پاکستانی سفارت خانے میں حال ہی میں تعینات ہونے والا ثقافتی اتاشی آفندی روسیاہی جاسوس نکلا. یہ فوٹو اور اس کے نیچے موجود لائن پڑھ کر ہی عمران کے چہرے پر شدید ترین حیرت کے آثار نمودار ہوئے تھے. اس نے جلدی سے تین کالمی سرخی میں شائع ہونے والی خبر پڑھنی شروع کر دی اور جب اس نے خبر کا متن پڑھ لیا تو اس کے چہرے پر حیرت کے آثار پہلے کی نسبت کچھ اور زیادہ نمایاں ہو گیا. اس نے ہونٹ بھینچتے ہوئے اخبار واپس میز پر رکھا اور ٹیلی فون کا رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے.

"الٰہی بخش بول رہا ہوں جناب" ——— دوسری طرف سے سر سلطان کے ملازم خاص کی آواز سنائی دی.

"بابا میں عمران بول رہا ہوں ——— صاحب موجود ہیں یا دفتر چلے گئے ہیں" ——— عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں پوچھا.

"جی ——— صاحب ابھی ناشتے سے فارغ ہوئے ہیں ——— چھوٹے صاحب بات کراؤں" ——— الٰہی بخش نے جواب دیا.

"ہاں" ——— عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا اور چند لمحوں بعد رسیور پر سر سلطان کی آواز سنائی دی.

"کیا ہوا عمران ——— کیا طبیعت بہت خراب ہے" ——— سر سلطان کی تشویش بھری آواز سنائی دی.

"طبیعت خراب ——— کیا مطلب ——— کس کی طبیعت" ——— سب کو حیران کرنے والے عمران پر خود آج بار بار حیرت کے دورے پڑ رہے تھے

"تمہاری اور کس کی ——— بابا الٰہی بخش نے کہا ہے کہ چھوٹے صاحب کی طبیعت خراب ہے. وہ تو بالکل ہی رونہاسا ہو رہا تھا ——— کیا ہوا" ——— سر سلطان کے لہجے میں بھی گہری تشویش تھی اور عمران بوڑھے ملازم کے اس بے پناہ خلوص پر بے اختیار مسکرا دیا.

"اوہ ——— بابا الٰہی بخش کو غلط فہمی ہو گئی ہے. میں طبیعت خراب ہونے کی وجہ سے سنجیدہ نہیں ہوں بلکہ ایک اہم خبر کی وجہ سے سنجیدہ ہوں اور بابا نے سمجھا کہ چونکہ میں نے اس سے حسب روایت مذاق نہیں کیا اس لئے وہ مجھے بیمار سمجھ رہا ہے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور سر سلطان بھی ہنس پڑے.

"اچھا ——— اچھا اب سمجھا ——— بابا واقعی بے حد غمگین ہو رہا تھا. اچھا خبر بتاؤ ——— کیا بات ہے کس خبر کی بات کر رہے ہو" سر سلطان نے بھی ہنستے ہوئے جواب دیا لیکن ان کا لہجہ بتا رہا تھا کہ عمران کی بات سن کر انہیں بھی بے اختیار گہرا اطمینان محسوس ہو رہا ہے.

"آج اخبار میں خبر آئی ہے کہ ایکریمین سفارت خانے میں حال ہی میں تعینات ہونے والے ثقافتی اتاشی کو روسیاہی جاسوس کے طور پر گرفتار کیا گیا ہے اور اس نے اقرار جرم بھی کر لیا ہے ——— اس سے ایسی دستاویزات بھی برآمد ہوئی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ واقعی روسیاہی جاسوس ہے"

عمران نے اسی طرح انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ --- آفندی کی بات کر رہے ہو۔ ہاں واقعی ایسی ہی بات ہے۔ یہ قصہ تو کئی روز سے چل رہا ہے ---- آفندی یہاں سیکرٹریٹ میں تھا، پھر اسے ثقافتی اتاشی کے طور پر ایکریمین سفارت خانے میں تعینات کیا گیا اور وہاں جا کر معلوم ہوا ہے کہ وہ واقعی روسیاہی جاسوس تھا حالانکہ یہاں میرے خیال میں اس کی سترہ اٹھارہ سال کی سروس ہے مگر آج تک کسی کو بھی اس پر شک نہ ہو سکا" ---- سر سلطان نے دکھ بھرے لہجے میں کہا۔

"لیکن اسے تو سفارت خانے کا تحفظ حاصل تھا پھر اسے نہ صرف گرفتار کیا گیا بلکہ ہتھکڑی پہنا کر باقاعدہ اخبار میں فوٹو بھی شائع کیا گیا ہے۔ اس طرح پاکیشیا کی پوری دنیا میں جو بے عزتی ہوئی ہے اس کا حساب کون دے گا" ---- عمران نے تلخ لہجے میں کہا۔

"جہاں تک اس کی گرفتاری کا تعلق ہے اس کی اجازت تو ہم نے ایکریمیا میں پاکیشیا کے سفیر سے گفتگو کے بعد دی ہے سفیر نے علیحدگی میں آفندی سے بات کی ہے اور آفندی نے خود قبول کیا ہے کہ وہ روسیاہی جاسوس ہے اور پھر جو دستاویزات اس سے ملی ہیں اس کو بھی اس نے قبول کیا ہے۔ ان حالات میں اجازت دیئے جانے کے بغیر کوئی چارہ ہی نہ تھا۔ رہ گیا اخبارات میں فوٹو، تو تم نے کس اخبار میں دیکھا ہے اسے"

سر سلطان نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ایکریمین ٹائمز میں" ---- عمران نے جواب دیا۔

"ایکریمین ٹائمز تمہارے پاس کیسے پہنچ گیا۔ کیا آج کا ہے" سر سلطان نے چونک کر پوچھا۔

"آج کا نہیں کل کا ہے ---- میں پوری دنیا کے چیدہ چیدہ اخبارات سپیشل ایجنسی کے ذریعے منگواتا رہتا ہوں۔ روزانہ جاپان، ایکریمیا، گریٹ لینڈ، کافرستان، شوگران، غرضیکہ دنیا کے اہم ملکوں کے چیدہ چیدہ اخبارات مجھ تک پہنچتے ہیں اور جب بھی مجھے فرصت ملتی ہے میں ان کا مطالعہ کرتا رہتا ہوں اس طرح مجھے نہ صرف دنیا بھر کے تازہ ترین حالات سے آگاہی رہتی ہے بلکہ جدید ترین سائنسی، دفاعی ایجادات اور اس قسم کے دیگر موضوعات سے بھی واقفیت رہتی ہے" ---- عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا --- ویسے میں نے تو یہ سمجھا تھا کہ پاکیشیا کے اخبارات نے یہ فوٹو شائع کیا ہے۔ حالانکہ یہاں پاکیشیا میں حکومت نے اس سلسلے میں اخبارات کو خبر دینے سے بھی روک دیا تھا لیکن اب ایکریمین ٹائمز تو مکمل طور پر خود مختار ہے اس پر تو ایکریمیا کے حکام کا بھی اختیار نہیں ہے۔ اس نے اسے شائع کر دیا جب کہ ایکریمیا کے اعلیٰ حکام نے وعدہ کیا تھا کہ وہ ایکریمین ٹائمز کے علاوہ باقی کسی اخبار میں نہ ہی یہ خبر آنے دیں گے اور نہ ... اور میرے خیال میں ہوا بھی ایسے ہی ہے" ---- سر سلطان

نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ویسے سر سلطان مجھے اس سارے کھیل کے پیچھے کسی بہت بھیانک سازش کا احساس ہو رہا ہے کیونکہ میں آفندی کو ذاتی طور پر جانتا ہوں۔ وہ اس قدر شریف اور مرنجان مرنج آدمی ہے کہ جاسوسی کرنا تو ایک طرف وہ اس بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا۔ آپ کو شاید معلوم نہیں کہ آفندی سیکرٹ سروس کے ممبر نعمانی کا بہنوئی ہے" ۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"نعمانی کا بہنوئی ۔۔۔ کیا سگا بہنوئی ہے۔ یہ تو واقعی تم نے نئی خبر سنائی ہے۔ اگر ایسا ہے تو پھر تو نعمانی بھی مشکوک ٹھہرتا ہے" ۔۔۔ سر سلطان نے بری طرح چونک کر کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ میں آفندی کی صفائی دے رہا ہوں آپ نے نعمانی کو بھی مشکوک سمجھ لیا" ۔۔۔ عمران نے بے اختیار ہنستے ہوئے کہا۔

"عمران بیٹے انسان کے بدلتے کچھ دیر نہیں لگتی۔ آفندی تو بہرحال مجرم ہے ہی، اس کے خلاف تو باقاعدہ ثبوت مل چکے ہیں۔ تم اس نعمانی کے خلاف بھی سنجیدگی سے انکوائری کراؤ۔ ایسا نہ ہو کہ کسی وقت کوئی لمبا نقصان اٹھانا پڑے" ۔۔۔ سر سلطان نے انتہائی سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"آپ کو مجھ پر شک ہو سکتا ہے کہ میں ایسا کام کر سکتا ہوں" ۔۔۔ عمران کا لہجہ یکلخت بے حد سرد ہو گیا۔

"تم پر ۔۔۔ ارے نہیں۔ ایسا تو ناممکن ہے" ۔۔۔ سر سلطان نے بری طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیوں ۔۔۔ میں انسان نہیں ہوں۔ میرے بدلتے دیر کیوں نہیں لگتی" ۔۔۔ عمران نے پہلے سے بھی زیادہ سرد لہجے میں کہا۔

"اوہ تم تو ناراض ہو گئے۔ میرا یہ مطلب نہ تھا۔ میں نے تو ایک عمومی بات کی تھی" ۔۔۔ سر سلطان عمران کی اس بے پناہ سرد مہری پر واقعی بوکھلا سے گئے تھے۔

"سر سلطان میں نے آپ کا نجانے کس طرح لحاظ کیا ہے۔ اگر آپ کی بجائے کسی اور نے چاہے وہ صدر مملکت ہی کیوں نہ ہوتے، میری ٹیم کے کسی بھی ممبر کے خلاف ایسی بات کی ہوتی تو میں اسے دوسرا سانس لینے کی بھی اجازت نہ دیتا اور آپ بھی سن لیں، آئندہ آپ نے بھی اگر سیکرٹ سروس کے کسی رکن کی وفاداری پر معمولی سے شبے کا بھی اظہار کیا تو پھر آپ کا لحاظ بھی نہ کیا جائے گا۔ اسے میری طرف سے آخری وارننگ سمجھیں" ۔۔۔ عمران کے لہجے میں بے پناہ [illegible] تھی۔

"[illegible] ایم سوری ۔۔۔ عمران واقعی مجھے ایسا کہنا تو ایک [illegible] بھی سوچنا بھی نہ چاہیے تھا۔ واقعی پاکیشیا سیکرٹ سروس [illegible] ممبروں پر شک کرنا اپنے آپ پر شک کرنا ہے۔ آئی ایم [illegible] سوری" ۔۔۔ سر سلطان نے فوراً ہی معذرت

کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ شکریہ ——— آپ واقعی کھلے دل کے مالک ہیں۔ ورنہ آپ جتنے رینک کے آفیسر تو اپنی بات کو پتھر کی لکیر سمجھ لیتے ہیں۔

"آپ خود سوچیں جو لوگ اپنے رشتہ داروں، اپنے عزیز و اقارب، اپنے احباب اور دوستوں، اپنے والدین، اپنے بہن بھائیوں، سب سے صرف وطن کی خاطر ناطہ توڑ چکے ہوں جو ہر لمحہ اپنا سر ہتھیلی پر رکھے وطن کی عظمت اور اس کی سلامتی کے لئے خون کا سمندر پار کرتے رہتے ہوں۔ جن کی زندگیوں کا واحد مقصد صرف اور صرف وطن کی سلامتی کا تحفظ ہو۔ ان لوگوں پر بھی اگر شک کیا جائے تو پھر یقیناً لغت سے بھی اعتماد کا لفظ غائب کر دینا چاہیے" ——— عمران نے اس بار نرم لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مجھے اور شرمندہ نہ کرو عمران بیٹے ——— میں نے معافی مانگ لی ہے۔ واقعی مجھ سے حماقت ہوئی ہے" ——— سر سلطان نے انتہائی شرمندہ لہجے میں کہا۔

"اچھا ٹھیک ہے ——— آپ یہ بتائیں کہ آفندی کے پاس سے جو دستاویزات برآمد ہوئی ہیں وہ کس طرز کی ہیں اور اس کی گرفتاری کیسے ہوئی ——— کس نے مخبری کی" ——— عمران نے موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

"مجھے زیادہ تفصیلات تو معلوم نہیں ہیں۔ ابھی فائل

میرے پاس نہیں پہنچی۔ ویسے اتنا معلوم ہے کہ آفندی نے کسی خاص ٹرانسمیٹر پر کال کی جو ایکریمیا کے ایک سٹلائیٹ نے پکیچ کر لی۔ پھر معلوم ہوا کہ اس کال کا ماخذ آفندی کی رہائش گاہ ہے۔ وہاں چھاپہ مارا گیا تو نہ صرف ٹرانسمیٹر پکڑا گیا بلکہ وہاں سے ایسی دستاویزات بھی مل گئیں جن میں پاکیشیا اور ایکریمیا کے درمیان ہونے والی تازہ ترین انتہائی خفیہ معاہدے کی تفصیلات درج تھیں۔ اس کے بعد آفندی نے خود ہی سب کچھ تسلیم کر لیا" ——— سر سلطان نے جواب دیا۔

"اوکے ٹھیک ہے ——— شکریہ" ——— عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ لیکن اس کی پیشانی پر بے شمار لکیریں سی ابھر آئی تھیں۔ گو سر سلطان نے جو کچھ بتایا تھا اس سے بادی النظر میں یہی ثابت ہوتا تھا کہ آفندی واقعی روسیاہی ایجنٹ ہے لیکن اس کی چھٹی حس بار بار کہہ رہی تھی کہ جو کچھ نظر آ رہا ہے، ایسا نہیں ہے۔ عمران کچھ دیر خاموش بیٹھا سوچتا رہا۔

"سلیمان" ——— عمران نے اچانک سر اٹھاتے ہوئے تیز انداز میں کہا۔

"جی ——— " سلیمان دوسرے ہی لمحے کسی جن کی طرح دروازے پر نمودار ہو گیا۔ اس کے چہرے پر بھی گہری سنجیدگی تھی۔ وہ در اصل عمران کے موڈ کو اس حد تک پہچانتا تھا کہ وہ [illegible] سے ہی سمجھ جاتا [illegible]

عمران پر کونسی کیفیت طاری ہے۔

"سپیشل روم کی الماری سے فون ڈائری اٹھا لاؤ" ——— عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ابھی لاتا ہوں" ——— سلیمان نے جواب دیا اور واپس چلا گیا اور چند لمحوں بعد جب وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں سرخ رنگ کی جلد والی ایک چھوٹی سی ڈائری تھی۔

"چائے بناؤں" ——— سلیمان نے ڈائری عمران کے سامنے میز پر رکھتے ہوئے انتہائی مودبانہ لہجے میں پوچھا۔

"نہیں" ——— عمران نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا اور ڈائری اٹھا کر اسے کھولنے لگا۔ سلیمان خاموشی سے کان دبائے واپس چلا گیا۔ عمران نے ڈائری کے مختلف ورق پلٹے اور پھر ایک صفحے کو غور سے دیکھ کر اس نے ڈائری بند کر کے میز پر رکھی اور ٹیلی فون کا رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس پی۔ اے۔ ٹو ایمبیسڈر" ——— رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"ایمبیسڈر سے بات کراؤ۔ اٹ از ایکسٹو چیف آف پاکیشیا سیکرٹ سروس" ——— عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر ——— یس سر ہولڈ آن سر" ——— دوسری طرف سے بولنے والی عورت چیف آف پاکیشیا سیکرٹ سروس کے الفاظ سنتے ہی بری طرح بوکھلا گئی تھی کہ اس سے فقرہ

پورا نہ ہو رہا تھا۔

"یس سر ——— میں فضل حسین بول رہا ہوں" ——— چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی مگر لہجہ مودبانہ تھا۔

"اٹ از ایکسٹو" ——— عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

"یس سر ——— حکم سر" ——— سفیر صاحب نے جواب دیا۔

"آفندی کے متعلق آپ کے پاس جو رپورٹیں موجود ہیں وہ فوری طور پر سیکرٹری وزارت خارجہ کو بھجوا دیں۔ میں نے لفظ فوری کہا ہے۔ آپ سمجھ رہے ہیں ناں" ——— عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"یس سر ——— میں سمجھ رہا ہوں۔ میں ابھی سپیشل ایجنسی کے ذریعے بھجوا دیتا ہوں۔ چار گھنٹے کے اندر مل جائیں گی" سفیر صاحب نے جواب دیا۔

"آفندی اس وقت کس کی تحویل میں ہے" ——— عمران نے پوچھا۔

"ایکریمین سپیشل ایجنسی سر ——— وہ اس سے پوچھ گچھ کر رہی ہے" ——— سفیر صاحب نے جواب دیا۔

"آپ سفیر ہیں ——— کیا آپ کو علم نہیں ہے کہ بین الاقوامی قانون کے مطابق سفارت خانہ اس ملک کی سرزمین سمجھا جا

ہے جس ملک کا سفارت خانہ ہو۔ اس طرح آفندی کوئی بھی جرم کرے اس کے خلاف مقدمہ صرف پاکیشیا میں ہی اور پاکیشیا کے قوانین کے تحت ہی چل سکتا ہے اور اس سے پوچھ گچھ بھی پاکیشیا کے حکام ہی کر سکتے ہیں۔ پھر آپ نے اسے ایکریمین سپیشل ایجنسی کے حوالے کیوں کیا" ۔۔۔۔ عمران کا لہجہ بے حد سرد ہو گیا۔

"میں جانتا ہوں سر ۔۔۔ مگر سر اس کے لئے صدر مملکت نے باقاعدہ تحریری اجازت دی ہے۔ اس لئے میں مجبور ہو گیا تھا سر" ۔۔۔ سفیر نے بڑے معذرت خواہانہ لہجے میں کہا۔

"صدر کو کس نے اجازت دی ہے کہ وہ قانون میں اپنی مرضی سے تبدیلی کر سکیں۔ میں بحیثیت چیف آف سیکرٹ سروس اس اجازت نامہ کو کینسل کرتا ہوں۔ آپ فوراً آفندی کو اپنی تحویل میں لیں اور پھر اسے پاکیشیا بھجوا دیں اور سر سلطان کو ایک گھنٹے کے اندر فون کر کے اطلاع دیں کہ آپ نے میرے آرڈر کی تعمیل کی ہے یا نہیں" ۔۔۔۔ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر بیٹخ دیا۔

"نانسنس ۔۔۔ ایکریمین کون ہوتے ہیں پاکیشیائی سفارتی آدمی سے پوچھ گچھ کرنے والے" ۔۔۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور

نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس پی۔ اے ٹو سیکرٹری وزارت خارجہ" ۔۔۔۔ دوسری طرف سے سر سلطان کے پی۔ اے کی آواز سنائی دی۔ عمران نے اس بار دفتر فون کیا تھا کیونکہ اس کا اندازہ تھا کہ سر سلطان اس دوران دفتر پہنچ گئے ہوں گے۔

"ایکسٹو۔ سر سلطان سے بات کراؤ" ۔۔۔۔ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر ہولڈ آن کریں" ۔۔۔ دوسری طرف سے پی۔ اے نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"سلطان بول رہا ہوں جناب۔ فرمائیے" ۔۔۔۔ ایک سیکنڈ بعد ہی سر سلطان کی مؤدبانہ آواز رسیور پر سنائی دی۔

"سر سلطان میں نے ایکریمیا میں پاکیشیائی سفیر فضل حسین سے بات کی ہے۔ صدر مملکت نے ایکریمیا کو تحریری اجازت دی ہے کہ وہ آفندی کو اپنی تحویل میں رکھ کر اس سے پوچھ گچھ کریں حالانکہ ایسا قانون کے خلاف ہے۔ میں نے صدر مملکت کا یہ غیر قانونی اجازت نامہ کینسل کر دیا ہے اور سفیر کو حکم دیا ہے کہ وہ آفندی کو واپس اپنی تحویل میں لے کر آپ کو اطلاع دیں۔ اس کے ساتھ ہی میں نے اسے یہ آرڈرز بھی دیئے ہیں کہ وہ آفندی کی مکمل فائل فوری طور پر آپ کو بھجوائے۔ آپ یہ فائل پہنچنے پر مجھے بھجوا دیں اور جیسے ہی سفیر آپ کو آفندی کے سلسلہ میں اطلاع دے آپ اسے فوری طور پر پاکیشیا بھجوائیں

اور اسے میرے حوالے کر دیں۔ میں خود اس سے پوچھ گچھ کروں گا اور صدر مملکت کو میری طرف سے کہہ دیں کہ وہ آئندہ اس قسم کے غیر قانونی اجازت نامے جاری نہ کیا کریں"۔۔۔۔۔۔ عمران نے ایکسٹو کے مخصوص سرد لہجے میں کہا۔

"یس سر"۔۔۔۔۔۔ سر سلطان نے گھمبیر لہجے میں جواب دیا اور عمران نے بغیر کچھ کہے رسیور رکھا اور پھر اٹھ کر ڈرائینگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ لباس بدل کر باہر نکلا۔

"میں دانش منزل جا رہا ہوں سلیمان، اگر کوئی اہم فون آئے تو اسے وہاں ڈائریکٹ کر دینا۔ اہم فون سمجھتے ہو ناں"۔۔۔۔۔۔ عمران کا لہجہ اسی طرح سخت تھا۔

"جی صاحب"۔۔۔۔۔۔ سلیمان نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا اور عمران سر ہلاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد اس کی سپورٹس کار خاص تیز رفتاری سے دانش منزل کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔ دانش منزل پہنچ کر وہ جیسے ہی آپریشن روم میں داخل ہوا، بلیک زیرو اس کے استقبال کے لئے احتراماً کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"آج خیریت ہے عمران صاحب صبح صبح دانش منزل یاد آگئی"۔۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نعمانی کی پرسنل فائل لاؤ"۔۔۔۔۔۔ عمران کا لہجہ اسی طرح بے حد سنجیدہ تھا۔

"یس سر"۔۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے اس کے چہرے پر

موجود بے پناہ سنجیدگی دیکھ کر چونکتے ہوئے مگر مؤدبانہ لہجے میں کہا اور تیزی سے لائبریری کی طرف بڑھ گیا۔ عمران کرسی پر خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر بعد بلیک زیرو نے ایک موٹی سی فائل لا کر عمران کے سامنے رکھ دی۔ فائل پر نعمانی کا نام لکھا ہوا تھا۔ فائل رکھ کر وہ خاموشی سے اپنی کرسی پر بیٹھ گیا جبکہ عمران نے وہ ضخیم فائل کھولی اور اس کے صفحے پلٹنے لگا۔ عمران نے جب بھی کسی ممبر کو سیکرٹ سروس میں شامل کیا تھا شمولیت کے فیصلے سے پہلے نہ صرف اس کے متعلق بلکہ اس کے نزدیکی رشتہ داروں تک کی تفصیلی چھان بین کرائی تھی یہی وجہ تھی کہ سیکرٹ سروس کے ممبر شاید اپنے یا اپنے عزیزوں کے متعلق اتنا کچھ نہ جانتے ہوں جتنا عمران جانتا تھا اور لائبریری میں ہر ممبر کی ایسی ہی ضخیم پرسنل فائلز موجود تھیں۔ عمران صفحے پلٹتا رہا پھر اس کی نظریں ایک صفحے پر جم گئیں۔ اس پر آفندی کا فوٹو تھا اور اس کے متعلق پوری تفصیلات درج تھیں۔ آفندی نعمانی کی بڑی بہن ذکیہ کا شوہر بھی تھا اور نعمانی کا کزن بھی۔ وہ ایک بہت اچھا افسانہ نویس بھی تھا اور کافی عرصہ پہلے جب ایک بار عمران پر ادب نوازی کا دورہ پڑا تھا اور اس نے باقاعدہ ان کیفوں اور ہوٹلوں میں اٹھنا بیٹھنا شروع کر دیا تھا جس میں ادیب اور شاعروں کی نشستیں ہوتی تھیں تو آفندی سے اس کی خاصی یاد اللہ ہو گئی تھی۔ اور پھر جب عمران کے پاس فرصت ختم ہوئی تو ادب کا یہ دورہ بھی ختم ہو گیا اور [illegible]

بعد آفندی سے اس کی ملاقات نہ ہوسکی تھی لیکن عمران کو اتنے عرصے میں ہی آفندی کی طبیعت، مزاج، فطرت، سوچ سب کچھ کا اچھی طرح علم ہو گیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے سرسلطان کو کھلے عام کہہ دیا تھا کہ آفندی اس ٹائپ کا آدمی ہی نہیں ہے اور شاید یہی احساسات تھے جن کی وجہ سے اسے آفندی کے ساتھ ہونے والے اس واقعے کے پیچھے کوئی خاص چکر محسوس ہونے لگا تھا۔ وہ کافی دیر تک پڑھتا رہا پھر اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے فائل بند کر کے اسے میز پر رکھ دیا۔

"کیا دانش منزل کے ہاں کسی مہمان کی خاطر مدارت کے لئے اسے چائے پلوانے کا کوئی رواج نہیں ہے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے بلیک زیرو سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر چھایا ہوا سنجیدگی کا سخت خول تیزی سے ہٹتا جارہا تھا۔

"شکر ہے آپ جلدی مسکرا دیئے ورنہ اب میں سوچ رہا تھا کہ آپ کو گرفتار کر کے باقاعدہ آپ کا میک اپ چیک کیا جائے کہ اصل عمران اور اس قدر سنجیدہ۔ ایسا ہونا ناممکن ہے"۔۔۔ بلیک زیرو نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"دراصل جب ایکسٹو کے اختیارات مجھے یاد آجاتے ہیں تو خواہ مخواہ سنجیدہ ہونے کو جی چاہنے لگتا ہے۔ ابھی صدر مملکت کے ایک آرڈر کو کینسل کر کے آرہا ہوں۔ اب اتنا بڑا اختیار

استعمال کرنے کے بعد کچھ دیر تک تو سنجیدہ رہنا ہی چاہیے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"صدر مملکت کا آرڈر کینسل کر کے آرہے ہیں۔ کیا مطلب، میں سمجھا نہیں ۔۔۔ کیسا آرڈر"۔۔۔ بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"پہلے چائے تو بنا لاؤ۔ ایک تو ہر جگہ کنجوسوں سے واسطہ پڑ جاتا ہے۔ وہ سلیمان ہے لاکھ کہتے رہو کہ چائے کا موڈ ہے مگر مجال ہے جو بے وقت چائے مل جائے اور ایک تم ہو کہ بس حیرت ظاہر کئے جارہے ہو لیکن چائے والی بات کی طرف توجہ ہی نہیں کرتے"۔۔۔ عمران نے کہا اور بلیک زیرو ہنس پڑا۔

"ابھی لاتا ہوں"۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا اور اس سائیڈ پر بڑھ گیا جدھر اس نے ایک چھوٹا سا مگر جدید قسم کا کچن بنایا ہوا تھا۔ ابھی بلیک زیرو کچن میں ہی تھا کہ میز پر پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"۔۔۔ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سلطان بول رہا ہوں، عمران یہاں موجود ہے"۔۔۔ دوسری طرف سے سرسلطان کی آواز سنائی دی۔

"جناب سلطان بولا نہیں کرتے فرمایا کرتے ہیں۔ حکم دیا کرتے ہیں۔ آپ کیسے سلطان ہیں جو بولتے ہیں"۔۔۔

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" تو تم پر موجود وہ سنجیدگی کا دورہ ختم ہو گیا۔ بہر حال صدر مملکت سے میں نے بات کی تھی انہوں نے معذرت کرتے ہوئے خود ہی پاکیشیائی سفیر کو وہ اجازت نامہ کینسل کرنے کے آرڈر بھجوا دیئے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ ایکریمیا کے اس اصرار پر کہ ان کی ایجنسی صرف ایک دو روز تک تحقیقات کرنے کے بعد آفندی کو پاکیشیا کے حوالے کر دے گی، انہوں نے اجازت دی تھی۔ اب دوسری بات کی طرف آتا ہوں۔ ابھی پاکیشیائی سفیر فیض حسین صاحب کا فون آیا ہے۔ انہوں نے بتایا ہے کہ جب انہوں نے ایکریمین سپیشل ایجنسی کے چیف سے رابطہ کیا کہ آفندی کو واپس ان کے حوالے کیا جائے تو انہیں بتایا گیا ہے کہ آفندی رات ان کی حراست سے فرار ہو گیا ہے۔ ان کے چار ایجنٹ بھی مارے گئے ہیں۔ باقاعدہ کسی گروپ نے اس عمارت پر ریڈ کیا ہے جس میں آفندی موجود تھا اور اب ان کی ایجنسی آفندی کو تلاش کر رہی ہے۔ جب پاکیشیائی سفیر نے اس بات پر ناراضگی کا اظہار کیا تو انہوں نے انہیں اس عمارت کے دورے کی دعوت دی۔ سفیر صاحب فوری طور پر وہاں پہنچے تو واقعی عمارت پر بم پھینکے گئے تھے اور وہاں چار محافظوں کی لاشیں بھی موجود تھیں اور ہر طرف خون ہی خون پھیلا ہوا تھا۔ ایکریمین حکام کا خیال ہے کہ آفندی کو چھڑا کر لے جانے میں روسیاہی ایجنٹوں کا ہاتھ ہے"۔۔۔۔ سر سلطان نے انتہائی سنجیدگی

سے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" کل آفندی کی لاش کسی سڑک کے کنارے پڑی مل جائے گی اور کہا جائے گا کہ اسے روسیاہی ایجنٹوں نے قتل کر کے پھینک دیا ہے اور آپ فائل کے آخر میں یہ الفاظ لکھ کر فائل ہمیشہ کے لئے کلوز کر دیں گے۔ بہر حال ٹھیک ہے اب مجھے خود ہی حرکت میں آنا پڑے گا۔ آپ اس کی فائل پہنچنے پر مجھے بھجوا دیں"۔۔۔۔ عمران کا لہجہ ایک بار پھر تلخ ہو گیا۔

" مجھے احساس ہے عمران بیٹے کہ تم خواہ مخواہ اس بات پر سنجیدہ نہ ہو رہے ہو گے۔ ضرور کوئی نہ کوئی گہرا کھیل کھیلا جا رہا ہے۔ اس لئے میں آفندی کا کیس سرکاری طور پر تمہیں بھجوا دیتا ہوں۔ اگر کوئی خاص بات معلوم ہو تو ذاتی طور پر بھی مجھے بتانا ضرور، اب مجھے بھی اس سلسلے میں بے حد تشویش سی محسوس ہو رہی ہے"۔۔۔۔ سر سلطان نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

" ٹھیک ہے۔۔۔ میں بتا دوں گا"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اسی لمحے بلیک زیرو نے اس کے سامنے چائے کا کپ لا کر رکھا۔ اور عمران نے چائے پینے کے ساتھ ساتھ اسے اخبار کی خبر اور فوٹو سے لے کر اب تک ہونے والی ساری تفصیل بتا دی۔

" اوہ اس لئے آپ نعمانی کی فائل میں آفندی کے بارے میں تفصیلات پڑھ رہے تھے۔ ویسے عمران صاحب مجھے تو

یہ سب کچھ کوئی پُراسرار کھیل محسوس ہو رہا ہے لیکن اگر ایسا ہے بھی تو اس کا مقصد کیا ہو سکتا ہے "۔۔۔۔ بلیک زیرو نے بھی انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اگر یہ واقعی کھیل ہے تو بہرحال کوئی نہ کوئی مقصد تو ضرور ہو گا۔ تم ایسا کرو فوری طور پر ایکریمیا میں موجود فارن ایجنٹس کو احکامات دے دو کہ وہ اس سلسلے میں تمام کھوج نکال کر تفصیلی رپورٹ کریں۔ میں آفندی کے متعلق فائل پڑھنے کے بعد ہی کوئی فیصلہ کن اقدام کروں گا "۔۔۔۔ عمران نے کہا اور چائے کی چسکیاں لینے لگا۔ بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلایا اور ٹیلی فون کی طرف متوجہ ہو گیا۔

کال بیل کی آواز سنتے ہی نعمانی نے چونک کر بیرونی دروازے کی طرف دیکھا۔ وہ اس وقت آرام کرسی پر نیم دراز یک کتاب کے مطالعے میں مصروف تھا۔ چونکہ آج کل کوئی کیس وغیرہ نہ تھا اس لئے راوی ہر طرف سے بس چین ہی چین ن کے حق میں لکھ رہا تھا۔ نعمانی کا زیادہ تر وقت مطالعے میں ہی گزرتا تھا۔ آثار قدیمہ اس کا پسندیدہ موضوع تھا اور اس کے پاس آثار قدیمہ کے موضوع پر اچھی کتابوں کا خاصا ذخیرہ اکٹھا ہو چکا تھا لیکن آثار قدیمہ کے متعلق اسے صرف پڑھنے کی حد تک شوق تھا۔ عملی طور پر تو وہ کبھی پاکیشیا میں موجود کوئی آثار قدیمہ دیکھنے تک نہ گیا تھا اور نہ ہی اسے فرصت تھی۔ کال بیل کی ز سنتے ہی اس نے کتاب میز پر رکھی اور پھر اٹھ کر وہ دروا کی طرف بڑھ گیا۔

"کون ہے؟" ـــــ نعمانی نے جیب میں موجود ریوالور کے دستے پر ہاتھ رکھتے ہوئے پوچھا۔ ان کی زندگی کا طریقہ ہی ایسا بن گیا تھا کہ انہیں ہر لمحہ اپنے سائے سے بھی چوکنا رہنا پڑتا تھا۔

"یہ نعمانی صاحب کا فلیٹ ہے؟" ـــــ باہر سے کسی نوجوان کی آواز سنائی دی اور نعمانی یہ آواز سن کر چونک پڑا۔ کیونکہ کسی نوجوان لڑکے کا اس کے فلیٹ تک آنا اور پھر اس کا نام لے کر پوچھنا یہ اس کے لئے خاصا تعجب خیز تھا۔ بہرحال اس نے دروازہ کھول دیا تو سامنے سولہ سترہ سال کا ایک نوجوان لڑکا کھڑا تھا۔ نعمانی کو ایک لمحے کے لئے ایسے محسوس ہوا جیسے یہ لڑکا اس کا دیکھا ہوا ہے۔ لیکن دوسرے لمحے اس کے ذہن نے اس سے محسوس ہونے والی شناسائی کا واضح ثبوت نہ دیا تو اس نے سر جھٹک دیا۔

"کس سے ملنا ہے تمہیں؟" ـــــ نعمانی نے دروازے کے ادھر ادھر بغور دیکھتے ہوئے کہا۔ جیسے اسے خطرہ ہو کہ کوئی سائیڈ میں چھپا ہوا ہوگا۔ اسے یہ خیال اس لئے آیا تھا کہ شاید دروازہ کھلوانے کے لیے کسی نے اس نوجوان لڑکے کو بھیجا ہوگا۔

"انکل نعمانی ـــ آپ نے مجھے نہیں پہچانا؟" ـــــ لڑکے نے ایسے لہجے میں کہا جیسے نعمانی کے نہ پہچاننے سے اسے دلی تکلیف پہنچی ہو۔

"انکل نعمانی؟" ـــــ نعمانی نے چونک کر ایک بار پھر

نوجوان کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر اسے محسوس ہوا جیسے لڑکا واقعی اس کا دیکھا بھالا ہو۔ لیکن کوئی واضح بات اب بھی اس کے ذہن میں نہ آ رہی تھی۔

"سوری ـــ مجھے محسوس تو ہو رہا ہے کہ میں نے تمہیں کہیں دیکھا ہوا ہے مگر ......" ـــــ نعمانی نے قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"میں یاسر ہوں۔ اور کیا آپ کسی کو اپنے فلیٹ میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دیتے۔ دو روز سے میں آپ کو تلاش کر رہا ہوں۔ شاید فلیٹ تبدیل کرنا آپ کی ہابی ہے؟" ـــــ نوجوان نے اس بار قدرے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ آؤ اندر آ جاؤ؟" ـــــ نعمانی کا ذہن واقعی قلابازیاں کھانے لگا تھا۔ وہ ایک طرف ہٹ گیا تو نوجوان اندر داخل ہوا اور نعمانی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے دروازہ بند کر دیا۔ اب اس کا ذہن یاسر کے نام پر غور کرنے میں مصروف تھا۔

"ارے انکل آپ تو واقعی بے حد پریشان ہو گئے۔ میں یاسر آفندی ہوں ـــ آپ کا بھانجا؟" ـــــ نوجوان نے نعمانی کے چہرے کو دیکھتے ہوئے ہنستے ہوئے کہا اور نعمانی کے ذہن میں جیسے جھماکا سا ہوا۔

"ارے خدا کی پناہ تم وہ ٹینڈک ہو۔ لاحول ولا قوۃ ارے اب تو تم بڑے ہو گئے۔ اوہ ویری بیڈ، واقعی مجھے اب اپنے دماغ کا علاج کرانا پڑے گا؟" ـــــ نعمانی نے بے اختیار

ہنستے ہوئے کہا اور نوجوان ہنس پڑا۔

"جی ہاں ــــ میں وہی مینڈک ہوں مگر اب میں کنویں سے نکل کر ماموں سے ملنے آیا ہوں" ــــ نوجوان نے کہا اور نعمانی اس کے خوبصورت جواب پر نہ صرف کھلکھلا کر ہنس پڑا بلکہ اس نے آگے بڑھ کر نوجوان کو بے اختیار اپنے سینے سے لگا لیا کیونکہ یہ اس کی بڑی بہن ذکیہ کا بیٹا یاسر تھا۔ جسے وہ بچپن میں مینڈک کہا کرتا تھا۔ یاسر اس وقت گھٹنوں کے بل چلتا ہوا واقعی کسی مینڈک کی طرح اچھل اچھل کر چلتا تھا۔ اور پھر یہ نام اس کے منہ پر ایسے چڑھ گیا کہ اسے اصل نام تک بھول گیا لیکن اب وہ اسے تقریباً پندرہ سال بعد دیکھ رہا تھا۔ اس دوران دو تین بار وہ اپنی بہن سے مل بھی چکا تھا لیکن یاسر کو تعلیم کے لئے انہوں نے ہوسٹل میں داخل کرا رکھا تھا اس لئے اس سے ملاقات نہ ہو سکی تھی اور اب وہ یاسر ایک خوبصورت نوجوان کے روپ میں اس کے سامنے موجود تھا۔

"اوہ یاسر ــــ تم اتنی جلدی اتنے بڑے کیسے ہو گئے ہو۔ کیا کوئی دوا وغیرہ کھائی ہے" ــــ نعمانی نے بڑے بے تکلفانہ لہجے میں کہا اور یاسر بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ نے آخری بار مجھے کب دیکھا تھا" ــــ یاسر نے علیحدہ ہوتے ہوئے ہنس کر کہا۔

"آخری بار ــــ تقریباً میرے خیال میں بارہ پندرہ سال تو ہو گئے ہوں گے۔ شاید اس سے بھی زیادہ ہو گئے ہوں" ــــ

نعمانی نے بے اختیار سر کھجاتے ہوئے کہا۔

"تو آپ کا خیال ہے کہ پندرہ سال بعد بھی میں ویسے ہی گھٹنوں کے بل چلتا رہتا" ــــ یاسر نے منہ بناتے ہوئے کہا اور نعمانی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔ یاسر سے اس طرح ملنے پر واقعی اسے دلی مسرت محسوس ہو رہی تھی۔

"واقعی تم درست کہہ رہے ہو ــــ بیٹھو تمہیں جوس پلاؤں۔ ویسے تم اس فلیٹ تک پہنچ کیسے گئے ــــ کمال کر دیا تم نے" نعمانی نے ہنستے ہوئے کہا اور خود ریفریجریٹر کی طرف بڑھ گیا۔

"بتایا تو ہے دو روز سے آپ کو تلاش کر رہا ہوں۔ اگر میں جاسوسی ناول پڑھنے کا شوقین نہ ہوتا تو آپ کو تلاش کرنا ناممکن ہوتا۔ ممی نے آپ کا جو پتہ دیا اس کے بعد یہ بلا مبالغہ تیسواں فلیٹ ہو گا" ــــ یاسر نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا اور نعمانی ایک بار پھر ہنس پڑا۔ اس نے فرج سے جوس کے دو بڑے پیکٹ نکالے اور ایک پیکٹ یاسر کو دے کر وہ خود اس کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔

"تم صحیح کہہ رہے ہو ــ فلیٹ بدلنا واقعی میری ہابی ہے۔ بس جب دل اکتا جاتا ہے تو اسے چھوڑ کر کوئی اور جگہ تلاش کر لیتا ہوں۔ لیکن خیریت ہے۔ ذکیہ آپا ٹھیک ہیں۔ تمہارے ابو کا کیا حال ہے" ــــ نعمانی نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"ممی بیہوشی کے عالم میں دو دن ہسپتال میں رہی ہیں۔

ہوش میں آنے کے بعد انہوں نے مجھے ہوسٹل سے بلوایا۔ جب میں آیا تو انہوں نے مجھے فوری طور پر آپ کی تلاش کا حکم دیا اور تب سے میں آپ کو تلاش کر رہا ہوں۔ ابو ایکریمیا میں ہیں۔ وہ ابھی چند ماہ پہلے وہاں سفارت خانے میں ثقافتی اتاشی تعینات ہو کر گئے ہیں" ——— یاسر نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ذکیہ آپا دو روز بیہوش رہیں ——— کیوں کیا ہوا تھا انہیں" نعمانی نے بُری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"یہی تو مسئلہ ہے۔ کچھ بتاتی ہی نہیں ——— بس مسلسل روتی رہتی ہیں۔ جس وقت وہ بیہوش ہوئیں تو کوٹھی میں اکیلی تھیں۔ ملازمہ سودا سلف لینے بازار گئی تھی۔ وہ واپس آئی تو اس نے دیکھا کہ ممی بیہوش پڑی ہوئی ہیں اور ریک پر رکھا ہوا ٹیلی فون فرش پر ٹوٹا پڑا ہے۔ ٹیلی فون کا ریسیور بھی علیحدہ ٹوٹا پڑا تھا۔ اس نے شور مچا کر ہمسائیوں کو اکٹھا کیا۔ انہوں نے ممی کو ہسپتال پہنچایا۔ ڈاکٹروں نے بتایا کہ ممی کو کوئی گہرا صدمہ پہنچا ہے۔ دو روز تک تو ممی کو ہوش ہی نہ آیا۔ ہوش آیا تو انہوں نے میرا فون نمبر ہسپتال والوں کو دیا اور مجھے اطلاع ملی تو میں فوراً پہنچ گیا۔ میں نے لاکھ ممی سے پوچھا کہ کیا بات ہوئی لیکن میرے اصرار کے باوجود انہوں نے کچھ نہیں بتایا، بس روتی رہیں اور مجھے ایک پتہ دے کر کہا کہ میں ہر قیمت پہ آپ کو تلاش کر کے ان سے ملواؤں اور اب آپ ملے ہیں"

یاسر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ویری سیڈ ——— آؤ چلیں ——— ذکیہ آپا تو انتہائی مضبوط اعصاب کی مالک ہیں، وہ تو بڑی سے بڑی پریشانی سے کبھی نہیں گھبراتیں۔ ارے ہاں تم نے آفندی کو فون کیا، میرا مطلب ہے اپنے ابو کو" ——— نعمانی نے جوس کا پیکٹ ایک طرف رکھ کر کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"نہیں ——— ممی نے منع کر دیا تھا اور پھر میرے پاس ان کا فون نمبر بھی نہیں ہے۔ ان کی تو صرف ایک ہی رٹ ہے۔ انکل کو بلا لاؤ" ——— یاسر نے بھی اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے جواب دیا۔

"کس ہسپتال میں ہیں آپا" ——— نعمانی نے انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا۔

"اب گھر آ گئی ہیں ——— آئیے" ——— یاسر نے کہا اور نعمانی سر ہلاتا ہوا اسے لے کر فلیٹ سے نکلا۔ یاسر کے پاس کوئی سواری نہ تھی۔ شاید وہ رکشے میں آیا تھا۔ چنانچہ نعمانی نے گیراج میں سے کار نکالی اور یاسر کو بٹھا کر چل پڑا۔

"سول آفیسرز کالونی کوٹھی نمبر پچانوے، بی بلاک" ——— یاسر نے کار میں بیٹھتے ہی کہا اور نعمانی نے سر ہلا دیا۔

"تم کس چیز پر آئے ہو ——— سواری نہیں ہے تمہارے پاس" ——— نعمانی نے یاسر کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"موٹر سائیکل ہے لیکن وہ ہوسٹل میں ہے [illegible]

ہے۔ رکشے پر آیا ہوں"۔۔۔۔ یاسر نے جواب دیا اور نعمانی نے سر ہلا دیا۔

مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد وہ آخرکار سول آفیسرز کالونی میں داخل ہوگئے۔ یاسر کی رہنمائی میں چند ہی لمحوں میں کار ایک درمیانی قسم کی کوٹھی کے گیٹ پر پہنچ چکی تھی۔ یاسر نے نیچے اتر کر کال بیل کا بٹن دبایا تو ایک ملازم نے پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی سے باہر جھانکا اور پھر یاسر کو دیکھ کر تیزی سے مڑا۔ اور اس نے پھاٹک کھول دیا۔ نعمانی کار اندر لیتا گیا اور اسے پورچ میں جا کر کھڑا کر دیا۔ یاسر اس دوران دوڑتا ہوا کوٹھی کے اندر چلا گیا تھا۔ ابھی نعمانی کار سے باہر نکلا ہی تھا کہ ایک قدرے بھارے وجود کی عورت برآمدے میں آگئی۔ اس کی آنکھیں اس طرح سوجی ہوئی تھیں جیسے وہ مسلسل روتی رہی ہو۔ چہرہ نہ صرف ستا ہوا رہا تھا بلکہ زرد پڑ گیا تھا۔ یہ نعمانی کی بڑی بہن ذکیہ تھی اور نعمانی تیزی سے آگے بڑھ کر بڑی بہن کے گلے سے لگ گیا۔ اور ذکیہ بے اختیار رونے لگی۔

"ارے ارے آپا آخر کیا ہوا ہے ۔۔۔۔ روئیں آپ کے دشمن"۔ نعمانی نے انتہائی پریشانی سے علیحدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"نعمانی ۔۔۔ تم تو اب ملنے سے بھی گئے۔ یاسر بیچارہ کتنے دنوں سے تمہیں تلاش کرنے کے لئے دھکے کھا رہا ہے"۔۔۔۔ ذکیہ نے بے اختیار دوپٹے سے آنسو پونچھتے ہوئے کہا۔

"اوہ آپا بس مصروفیت ہی ایسی ہوگئی ہے۔ بہرحال

آئی۔ ایم۔ سوری۔ اب میں باقاعدہ آتا رہوں گا۔ مگر پہلے آپ مجھے بتائیں کہ ہوا کیا ہے۔ یاسر بتا رہا تھا کہ آپ بیہوش ہو کر گر گئیں تھیں اور دو روز تک آپ کو ہوش نہیں آیا"۔۔۔۔ نعمانی نے انتہائی پریشانی سے پوچھا۔

"ہاں اسی لئے میں نے تمہیں بلوایا ہے کیونکہ ایسے وقت میں صرف اپنے سگے بھائی کے علاوہ میں کسی پر اعتماد نہیں کر سکتی۔ یاسر بیٹے جا کر ملازمہ سے کہو کہ وہ نعمانی کے لئے کھانے کا بندوبست کرے۔ ہم دونوں اکٹھے کھانا کھائیں گے"۔۔۔۔ ذکیہ نے ایک طرف کھڑے یاسر سے کہا اور یاسر سر ہلاتا ہوا راہداری میں بڑھ گیا۔

"آؤ نعمانی"۔۔۔۔ ذکیہ نے کہا۔ وہ اب خاصی سنبھلی ہوئی نظر آ رہی تھیں۔ اور پھر وہ نعمانی کو لے کر ایک چھوٹے سے کمرے میں آئیں۔ یہ لائبریری کا کمرہ تھا جس کی الماریوں میں مختلف قسم کی کتابیں بھری ہوئی تھیں۔ آفندی چونکہ ادب سے بے حد لگاؤ رکھتا تھا اور کسی زمانے میں وہ ایک اچھا افسانہ نویس بھی رہا تھا اس لئے اس نے اپنے گھر میں باقاعدہ لائبریری بھی بنائی ہوئی تھی۔ ذکیہ نے اندر داخل ہو کر دروازہ باقاعدہ بند کر کے اس کی کنڈی چڑھا دی۔ نعمانی نے ہونٹ بھینچ لئے۔ کیونکہ ذکیہ کا رویہ خاصا پراسرار تھا۔

"یاسر ابھی بچہ ہے اور میں نہیں چاہتی کہ اسے کسی بات کا علم ہو۔ اس کے ناپختہ ذہن پر اس کے برے اثرات پڑیں

گے "۔۔۔۔ ذکیہ نے دروازہ بند کر کے مڑتے ہوئے کہا۔

"آپ بتائیں تو سہی آپا کہ آخر ہوا کیا ہے۔ آپ کے پراسرار رویے نے تو میرا آدھا خون خشک کر دیا ہے "۔۔۔۔ نعمانی نے انتہائی پریشان لہجے میں کہا۔

"بتاتی ہوں ۔۔۔ کیا تم یقین کرو گے کہ تمہارے بہنوئی آفندی کو روسیاہی جاسوس کے طور پر ایکریمیا میں گرفتار کر لیا گیا ہے "۔۔۔۔ ذکیہ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور نعمانی یہ بات سن کر اس طرح اچھلا جیسے اس کے پیروں تلے ایٹم بم پھٹ پڑا ہو۔

"کیا ۔۔۔ کیا کہہ رہی ہیں آپ ۔۔۔ آفندی بھائی، اور روسیاہی جاسوس ۔۔۔ یہ کیسے ممکن ہے ۔۔۔ ایسا تو سوچا بھی نہیں جا سکتا "۔۔۔۔ نعمانی نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہاں ۔۔۔ لیکن اس کے باوجود ایسا ہو گیا ہے۔ مجھے سفارت خانے کے ایک آدمی نے جب یہ اطلاع دی تو صدمے کی وجہ سے میں بیہوش ہو کر گر گئی۔ پھر ہسپتال میں جب مجھے ہوش آیا تو میں نے وہیں سے ایکریمیا سفارت خانے فون کیا تو مجھے بتایا گیا کہ آفندی نے نہ صرف اقرار جرم کر لیا ہے بلکہ اس کے پاس سے انتہائی اہم خفیہ دستاویزات بھی ملی ہیں اور اب وہ ایکریمیا کی سپیشل ایجنسی کی تحویل میں ہے جو اس سے پوچھ گچھ کر رہی ہے۔ اس سے زیادہ انہوں نے کچھ بتانے سے

انکار کر دیا۔ اب ظاہر ہے یہ ایسی بات تھی جسے میں کسی کو بتا بھی نہ سکتی تھی چنانچہ مجھے تمہارا خیال آیا کیونکہ تم بھی تو ملٹری انٹیلی جنس میں رہ چکے ہو۔ پھر میرے سگے بھائی بھی ہو۔ چنانچہ میں نے یاسر کو بلایا اور پھر اسے تمہاری تلاش میں لگا دیا۔ اب بتاؤ میں کیا کروں۔ اگر واقعی آفندی جاسوس ہے تو پھر سمجھو کہ ہم سب تو جیتے جی مر گئے۔ ہماری پوری نسلوں کو اس کے طعنے مار ڈالیں گے اور یاسر کو جب معلوم ہو گا تو وہ اپنے باپ کے متعلق کیا سوچے گا اور ظاہر ہے آفندی کو سزائے موت ملے گی "۔۔۔۔ ذکیہ نے بھرائے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

"آپا ۔۔۔ آپ حوصلہ کریں مجھے سو فیصد یقین ہے کہ آفندی بھائی ایسے نہیں ہو سکتے۔ یقیناً ان کے خلاف کوئی سازش کی گئی ہے۔ آپ قطعاً بے فکر رہیں۔ میں آفندی بھائی کے خلاف ہونے والی اس سازش کا پتہ کر کے ان پر آنے والا یہ الزام دھو دوں گا۔ آپ حوصلہ رکھیں اور یاسر سے چھپانے کی ضرورت نہیں۔ اسے سمجھائیں کہ اس کے ابو کے خلاف کوئی سازش ہوئی ہے۔ اس طرح وہ بھی حوصلے میں رہے گا "۔۔۔۔ نعمانی نے اپنی آپا کے کندھے پر تھپکی دیتے ہوئے بڑے پرعزم لہجے میں کہا اور ذکیہ نے بے اختیار آنسو پونچھنے شروع کر دیئے۔ اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ نعمانی کی بات نے اسے خاصا حوصلہ دیا ہے۔

"سنو نعمانی — میں تمہیں رقم دیتی ہوں۔ تم فوراً ایکریمیا جاؤ اور آفندی سے ملو۔ مجھے تو وہاں اس سے کوئی ملنے نہ دے گا۔ تم اس سے مل کر اصل حالات معلوم کرو اور مجھے فون پر بتاتے رہنا"۔ — ذکیہ نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"آپ رقم کی بات رہنے دیجیے۔ رقم کا کوئی پرابلم نہیں ہے۔ آپ بے فکر رہیں میں ایکریمیا جاؤں گا اور سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا"۔ — نعمانی نے کہا اور اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"رک جاؤ کھانا تو کھا کر جاؤ — کہاں جا رہے ہو"۔ — ذکیہ نے اسے دروازے کی طرف بڑھتے دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"نہیں آپا یہ مسئلہ اب دیر کرنے کا نہیں ہے۔ میرے اپنے ذرائع بھی ہیں۔ میں ابھی ان کی مدد سے اصل صورت حال معلوم کرتا ہوں اور پھر ایکریمیا کی تیاری بھی کرنی ہے۔ میں جلد ہی آپ کو خوشخبری سناؤں گا۔ خدا حافظ"۔ — نعمانی نے تیز لہجے میں کہا۔

اور پھر ذکیہ کے اصرار کے باوجود وہ وہاں نہ رکا اور کار لیکر کوٹھی سے باہر آ گیا۔ اس کا ذہن واقعی زلزلوں کی زد میں آ گیا تھا۔ وہ سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ ایسا ہو بھی سکتا ہے۔ آفندی سے وہ بہت اچھی طرح واقف تھا اور اسے یقین تھا کہ آفندی اور تو شاید سب کچھ ہو سکتا ہے کم از کم جاسوس نہیں ہو سکتا

یہ بات کسی طرح بھی اس کے حلق سے نہ اتر سکتی تھی لیکن پھر اصل بات کیا تھی۔ بس وہ یہی معلوم کرنا چاہتا تھا۔ کار دوڑاتا ہوا وہ سیدھا صفدر کے فلیٹ پر پہنچا کیونکہ ظاہر ہے وہ ایکسٹو سے رخصت اور اجازت لئے بغیر تو ایکریمیا نہ جا سکتا تھا اور اس طرح منہ اٹھائے ایکریمیا چلے جانے سے بھی تو مسئلہ حل نہ ہو سکتا تھا۔ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ آفندی پر جو الزام ہے اس کے بعد اس سے ملنے پر سخت ترین پابندی ہو گی۔ بہرحال اس نے بہتر یہی سمجھا کہ کچھ کرنے سے پہلے وہ صفدر سے ڈسکس کرے کیونکہ اس کے خیال کے مطابق صفدر پوری سیکرٹ سروس میں سب سے زیادہ ہوشیار اور سنجیدہ آدمی تھا۔ وہ ضرور اس مشکل کا کوئی نہ کوئی بہتر حل نکال لے گا۔

اس نے کال بیل کا بٹن دبایا تو اندر سے صفدر کی آواز سنائی دی۔ وہ شناخت پوچھ رہا تھا۔

"صفدر میں نعمانی ہوں"۔ — نعمانی نے جواب دیا تو دوسرے لمحے دروازہ کھل گیا اور نعمانی کو یہ دیکھ کر اور زیادہ اطمینان ہو گیا کہ صفدر کے فلیٹ میں اس وقت کیپٹن شکیل بھی موجود تھا۔

"آؤ نعمانی"۔ — صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا اور نعمانی اندر داخل ہو گیا۔ اس نے کوئی جواب نہ دیا۔

"ارے کیا بات ہے — کچھ پریشان سے لگ رہے ہو"۔ کیپٹن شکیل نے کہا تو دروازہ بند کر کے مڑتا ہوا صفدر بھی

چونک پڑا۔

" ہاں ــــ میں نے بھی محسوس کیا ہے۔ کیا بات ہے خیریت ہے "ــــ صفدر نے بھی سنجیدہ لہجے میں کہا اور جواب میں نعمانی نے آفندی کے بارے میں پوری تفصیل بتا دی۔

" اوہ یہ تو تم نے بہت بری خبر سنائی لیکن میں آفندی صاحب سے کئی بار مل ہوں۔ وہ ہرگز ایسے آدمی نہیں ہیں "ــــ صفدر بھی نعمانی کی بات سن کر پریشان ہوگیا۔

" میں اب فوری طور پر ایکریمیا جانا چاہتا ہوں تاکہ اس معاملے میں معلومات حاصل کرسکوں لیکن ظاہر ہے یہ الزام ایسا ہے کہ اسے انتہائی کانفیڈنشل رکھا گیا ہوگا۔ پھر چیف سے بھی اجازت اور رخصت لینے کا مسئلہ ہے "ــــ نعمانی نے کہا۔

" ٹھیک ہے ـ ـ میں چیف سے کرتا ہوں۔ یہ ایمرجنسی مسئلہ ہے اور میں بھی تمہارے ساتھ جاؤں گا "ــــ صفدر نے کہا اور اُٹھ کر ٹیلی فون کی طرف بڑھ گیا۔

" میری بھی بات کرلینا صفدر ــــ میں بھی تم لوگوں کے ساتھ جاؤں گا "ــــ کیپٹن شکیل نے کہا۔

" شکریہ کیپٹن شکیل ــــ لیکن میرا خیال ہے ـ چیف سب کے جانے کی اجازت نہ دیں گے "ــــ نعمانی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" میرا خیال ہے کہ اس سلسلے میں پہلے عمران سے کیوں نہ

بات کرلی جائے "ــــ صفدر نے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

" ارے ہاں اگر وہ رضامند ہو جائے تو پھر مجھے یقین ہے کہ سارا پرابلم ہی حل ہو جائے گا "ــــ نعمانی نے چونک کر کہا اور صفدر نے عمران کے فلیٹ کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

" سلیمان بول رہا ہوں "ــــ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے سلیمان کی آواز سنائی دی۔

" سلیمان میں صفدر بول رہا ہوں۔ عمران صاحب کہاں ہیں " صفدر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" صفدر صاحب وہ تو صبح سے کہیں گئے ہوئے ہیں۔ اور آپ جانتے ہیں کہ وہ بتا کر نہیں جاتے "ــــ سلیمان نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اچھا شکریہ "ــــ صفدر نے کہا اور کریڈل دبا دیا۔

" میرا خیال ہے اب چیف سے بات کر ہی لی جائے نجانے عمران کب ملے "ــــ صفدر نے کہا اور پھر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

" ایکسٹو "ــــ چند لمحوں بعد ہی رسیور پر ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

" میں صفدر بول رہا ہوں جناب ــــ ابھی نعمانی میرے

فلیٹ میں آیا ہے سر۔ اس نے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔" ـــــ صفدر نے تمہید باندھتے ہوئے کہنا شروع کر دیا۔

"مجھے معلوم ہے کہ نعمانی کیا خبر لایا ہوگا۔ اس کے بہنوئی آفندی کے متعلق ہی بات کرنا چاہتے ہو نا تم ــــ جسے روسیاہی ایجنٹ کے طور پر ایکریمیا میں گرفتار کر لیا گیا ہے۔" ــــ ایکسٹو نے انتہائی سرد لہجے میں صفدر کی بات کاٹتے ہوئے کہا اور صفدر کے ساتھ ساتھ نعمانی اور کیپٹن شکیل کے چہروں پر بھی انتہائی حیرت کے تاثرات نمایاں ہو گئے۔ وہ سوچ بھی نہ سکتے تھے کہ ایکسٹو کو اس معاملے کی پیشگی خبر ہو گی اور وہ آفندی کو بھی اس حیثیت میں جانتا ہو گا کہ وہ نعمانی کا بہنوئی ہے اور پھر یہ کوئی ایسی خبر بھی نہ تھی کہ اس کی باقاعدہ رپورٹ ایکسٹو تک پہنچتی لیکن اس کے باوجود ایکسٹو اس سے واقف تھا۔ وہ چیف کی بے پناہ اور فوری معلومات پر واقعی پاگل کر دینے کی حد تک حیران رہ گئے تھے۔

"اوہ سر ــــ آپ کو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔" ــــ صفدر نے حیرت کی زیادتی سے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہنا شروع کیا لیکن ظاہر ہے جو فقرہ اس کی زبان پر آگیا تھا وہ اسے پورا نہ کر سکتا تھا وہ تو یہ کہنا چاہتا تھا کہ آپ کو کیسے معلوم ہوا اور عین موقع پر اسے خیال آگیا کہ ایسی بات کہنا چیف کی توہین بھی ہو سکتی ہے اس لئے وہ فقرہ مکمل کئے بغیر ہی خاموش ہو گیا۔

"اس میں اس قدر حیرت کی کیا بات ہے۔ نعمانی سیکرٹ

سروس کا ممبر ہے اور کسی ممبر یا اس کے عزیز و اقارب کے ساتھ ہونے والے معمولی سے معمولی واقعات سے بھی ہر وقت باخبر رہنا میرے فرائض میں شامل ہے۔ تم لوگ اگر مصروفیات کی وجہ سے اپنے عزیز و اقارب سے نہیں مل سکتے تو کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ میں بھی ان سے بے خبر رہوں، ایسی بات نہیں ہے۔ تم لوگوں کے عزیز و اقارب کا خیال رکھنا بھی میرا فرض ہے تاکہ تم سب اطمینان اور سکون کے ساتھ اپنے فرائض سرانجام دیتے رہو۔ نعمانی کے بہنوئی کے اس سارے کیس کے متعلق مجھے مکمل معلومات حاصل ہو چکی ہیں۔ صدر مملکت نے ایکریمین سپیشل ایجنسی کو اجازت دی تھی کہ وہ آفندی سے پوچھ گچھ کرے لیکن چونکہ آفندی کا تعلق پاکیشیائی سفارت خانے سے تھا اور قانون کے مطابق صدر مملکت کی یہ اجازت غلط تھی اس لئے میں نے ان کی یہ اجازت کینسل کر دی اور آفندی کو فوری طور پر واپس پاکیشیا بھجوانے کے آرڈرز دے دیئے لیکن اب معلوم ہوا ہے کہ آفندی کو سپیشل ایجنسی کے مرکز سے اغوا کر لیا گیا ہے۔ وہاں باقاعدہ بموں سے ریڈ کیا گیا اور چار محافظ بھی ہلاک ہو گئے ہیں اور اس بات سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس سارے چکر کے پیچھے کوئی گڑبڑ ہے۔ ویسے بھی میں جتنا آفندی کے متعلق جانتا ہوں اتنا شاید نعمانی تو کیا اس کی بیوی اور نعمانی کی بڑی بہن ذکیہ بھی نہ جانتی ہو گی۔ اس لئے مجھے ذاتی طور پر بھی یقین ہے کہ آفندی اس قسم کے مکروہ فعل کا کسی طرح بھی

مرتکب نہیں ہو سکتا"۔۔۔۔ ایکسٹو نے اپنی عادت کے خلاف نہ صرف بڑے نرم لہجے میں بات کی بلکہ اس نے پوری تفصیل بھی بتا دی اور آفندی کے متعلق اپنی ذاتی رائے کا بھی اظہار کر دیا اور یہ واقعی ان کے لئے ایک اور انوکھی بات تھی لیکن اس کی اس گفتگو نے ان تینوں کے دلوں میں اس کی بے پناہ عظمت کے نقوش کچھ اور گہرے کر دیئے تھے اور نعمانی کی آنکھیں اپنے چیف کے ضمن میں تشکرانہ جذبات کی بنا پر بھر آئی تھیں۔

"تو باس اب کیا کرنا ہے ۔۔۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں اور کیپٹن شکیل نعمانی کے ساتھ ایکریمیا چلے جائیں تاکہ معاملے کے متعلق مکمل انکوائری کر سکیں"۔۔۔۔ صفدر نے تشکرانہ انداز میں کہا۔

"انکوائری میں پہلے ہی کرا چکا ہوں۔ ایکریمیا میں فارن ایجنٹس نے انکوائری کرکے رپورٹ دی ہے کہ آفندی اپنی گرفتاری سے چند روز قبل ایکریمین سپیشل ایجنسی کے ایک ایجنٹ میکالے کے ساتھ دیکھا جاتا رہا ہے ۔۔۔ لیکن جب آفندی کو گرفتار کیا گیا ہے تو یہ اوکلے چھٹیاں منانے جزائر ہوائی جزیرہ گیا ہوا تھا۔ ویسے آفندی کی رہائش گاہ سے باقاعدہ ٹرانسمیٹر اور ایک انتہائی خفیہ معاہدے کی دستاویزات بھی برآمد ہوئی ہیں لیکن مجھے یہ سب کچھ سازش محسوس ہو رہی ہے اور میں نے نعمانی کی وجہ سے اس کیس کو سرکاری طور پر

سیکرٹ سروس کے لئے ٹرانسفر کرا دیا ہے۔ ورنہ شاید عام حالات میں ایسا نہ ہوتا۔ بہرحال اب سب سے ضروری بات یہ ہے کہ آفندی کو برآمد کیا جائے چنانچہ میں نے فیصلہ کیا ہے کہ عمران کی سرکردگی میں باقاعدہ ٹیم ایکریمیا بھیجوں۔ میں نے عمران کو ہدایات دے دی ہیں لیکن ٹیم میں نعمانی، صدیقی اور چوہان شامل ہوں گے۔ تم لوگ یہیں رہو گے۔ کیونکہ یہاں بھی ایک کیس شروع ہونے کا امکان ہے۔ تم نعمانی کو کہو وہ اپنے فلیٹ میں پہنچ جائے۔ عمران خود وہیں اس سے رابطہ کرے گا"۔۔۔۔ ایکسٹو نے ایک بار پھر تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"یس باس"۔۔۔۔ صفدر نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا اور صفدر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"کمال ہے ۔۔۔ چیف باس کو نہ صرف تفصیلی معلومات ہیں بلکہ اس نے اپنے فارن ایجنٹوں کے ذریعے کارروائی بھی کر ڈالی ہے"۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا اور صفدر نے سر ہلا دیا۔

"ویسے چیف کی باتیں سن کر یقین کرو میری تمام پریشانی ہی دور ہو گئی ہے ورنہ میں تو سوچ رہا تھا کہ کہیں چیف اس بات پر نہ بگڑ جائے کہ میرے بہنوئی پر جاسوسی کا الزام ہے"۔ نعمانی نے پہلی بار مسکراتے ہوئے کہا اور صفدر اور کیپٹن شکیل بھی مسکرا دیئے۔

"ویسے چیف نے ہمیں روک دیا ورنہ میرا تو بڑا دل

چاہتا تھا تمہارے ساتھ جانے کو ''—— صفدر نے
کہا۔

''اوہ شکریہ صفدر —— لیکن ظاہر ہے چیف کی بات
بھی درست ہے۔ یہاں آپ لوگوں کا رکنا بھی بے حد ضروری
ہے۔ اچھا اب مجھے اجازت دو میں عمران سے مل لوں ''——
نعمانی نے اٹھتے ہوئے کہا اور ان دونوں نے سر ہلا دیئے
اور نعمانی ان سے مصافحہ کر کے فلیٹ سے باہر آ گیا۔

ایک چھوٹے سے کمرے میں موجود کرسی پر آفندی سر جھکائے
بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے بال بری طرح الجھے ہوئے تھے۔ چہرہ لٹکا
ہوا تھا اور آنکھیں سوجی ہوئی سی محسوس ہو رہی تھیں۔ کپڑے
میلے اور بری طرح مسلے ہوئے تھے۔ اس کی حالت دیکھ کر یوں
محسوس ہوتا تھا جیسے وہ صدیوں سے بیمار چلا آ رہا ہے۔ اس وقت
اسے دیکھ کر کوئی یقین بھی نہ کر سکتا تھا کہ یہ وہی آفندی ہے جس کی
خوش مزاجی کی مثال دی جاتی تھی اور کہا جاتا تھا کہ جس محفل میں
آفندی موجود نہ ہو وہ محفل بے رنگ ہوتی ہے لیکن یہ وہ آفندی
نہیں تھا جس کا چہرہ تو ایک طرف آنکھیں بھی مسکراتی تھیں۔
اس وقت وہ ایک شکست خوردہ مایوس اور اعصابی طور پر
ٹوٹا پھوٹا سا شخص لگ رہا تھا۔ اس کے دونوں ہاتھ عقب
میں بندھے ہوئے تھے اور وہ اسی حالت میں کرسی پر سر جھکائے

بیٹھا ہوا تھا۔ اس چھوٹے سے کمرے میں سازوسامان کے لحاظ
سے صرف یہی ایک کرسی موجود تھی۔ باقی سارا کمرہ قطعی طور پر
خالی تھا۔ اس کی کرسی کے بالمقابل ایک دروازہ تھا جو باہر
سے بند تھا۔ آفندی کا سر اس انداز میں جھکا ہوا تھا جیسے وہ ذہنی
طور پر مفلوج ہو چکا ہو۔ اچانک سامنے کا دروازہ ایک دھماکے
سے کھلا اور آفندی نے بڑی مشکل سے سر اٹھا کر چندھیائی
ہوئی نظروں سے دروازے کی طرف دیکھا۔ دروازے میں سے دو
مسلح فوجی اندر داخل ہوئے اور انہوں نے آگے بڑھ کر آفندی کے
دونوں بازو پکڑے اور اسے ایک جھٹکے سے کھڑا کر کے تقریباً گھسیٹتے
ہوئے دروازے کی طرف لے چلے۔ دروازے سے باہر ایک
طویل راہداری تھی جس کے باہر وسیع میدان تھا۔ راہداری کے
ساتھ ہی ایک فوجی بند جیپ موجود تھی۔ آفندی کو اس جیپ
میں سوار کر دیا گیا اور وہ دونوں مسلح فوجی اس کے دائیں بائیں
بیٹھ گئے۔ ان کے بیٹھتے ہی جیپ تیزی سے آگے بڑھنے لگی۔
جیپ کی سائیڈوں پر تو سیاہ کینوس موجود تھا البتہ سامنے کی
طرف بھی سیاہ پردہ پڑا ہوا تھا اور اس حصے سے نہ ہی ڈرائیور
نظر آتا تھا اور نہ کوئی منظر۔ آفندی نے ایک بار پھر سر جھکا
لیا اور جیپ کے اچھلنے کی وجہ سے اس کا سر بھی ساتھ ساتھ
اوپر نیچے جھٹکے کھا رہا تھا۔ جیپ کافی دیر تک چلنے کے بعد رک
گئی اور مسلح سپاہیوں نے عقبی کینوس ہٹایا اور ایک بار پھر
آفندی کو دونوں بازوؤں سے پکڑ کر جیپ سے نیچے اتارا۔ اس

وقت جیپ ایک بڑے سے کمرے کے اندر موجود تھی جس کی
چھت پر ایک ہلکی روشنی کا بلب جل رہا تھا۔ سائیڈ پر ایک دروازہ
تھا جس کی دوسری طرف طویل راہداری تھی۔ اس راہداری کے دونوں
اطراف میں بھی جگہ جگہ مسلح فوجی دیواروں سے پشت لگائے کھڑے
تھے۔ آفندی کو اسی طرح بازوؤں سے پکڑ کر دونوں مسلح فوجی راہداری
میں چلتے ہوئے اس کے آخر میں موجود ایک بڑے سے دروازے
پر رک گئے۔ دروازہ بند تھا اور اس کے اوپر سرخ رنگ کا بلب
جل رہا تھا۔ ایک مسلح فوجی نے جیب سے ایک سرخ رنگ کا چھوٹا
سا پلاسٹک کوٹڈ کارڈ نکالا جس پر کوئی بڑا سا ہندسہ لکھا ہوا
تھا اور کارڈ اس نے دروازے میں موجود ایک رخنے میں ڈال دیا۔
پھر وہ پیچھے ہٹا تو دوسرے مسلح فوجی نے بھی جیب سے ویسا ہی
کارڈ نکالا لیکن اس پر بڑے کی بجائے ایک چھوٹا ہندسہ لکھا
ہوا تھا۔ اس نے بھی کارڈ اسی رخنے میں ڈالا اور پیچھے ہٹ گیا۔
چند لمحوں بعد سرخ بلب ایک جھماکے سے بجھ گیا اور اس کے
ساتھ وہ بڑا سا دروازہ خودبخود بے آواز کھلتا گیا۔ آفندی کو اس
دروازے کی طرف لے جایا گیا۔ یہاں پر ایک بڑا ہال کمرہ تھا۔
جس میں ایک بڑی جہازی سائز کی اونچی میز تھی جس کے دوسری
طرف تین کرسیاں موجود تھیں اور اس میز سے ذرا فاصلے پر پہلے سے
ایک کرسی رکھی ہوئی تھی۔ آفندی کو اس کرسی پر بٹھا دیا گیا۔
اس کے دونوں بندھے ہوئے بازوؤں کی ہتھکڑی کھول دی
گئی اور پھر اس کے دونوں بازوؤں کو کرسی کے بازوؤں پر

رکھ کر کرسی کے بازوؤں کی سائیڈوں میں لٹکی ہوئی چمڑے کی بیلٹس سے باندھ دیا گیا۔ اس طرح اس کی دونوں پنڈلیوں کو بھی کرسی کے پایوں سے باندھا گیا اور پھر ایک مسلح فوجی نے کرسی کی پشت پر لٹکی ہوئی نیلے رنگ کی ایک گول پٹی کو کھینچا اور اسے آفندی کی پیشانی پر اس طرح چڑھا دیا جیسے ربن باندھا جاتا ہے اب آفندی کا سر اس نیلی پٹی کی وجہ سے کرسی کی پشت کے ساتھ جکڑا ہوا تھا اور دونوں مسلح فوجی تیزی سے مڑے اور واپس دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ ان کے باہر جاتے ہی دروازہ ایک بار پھر بند ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی سائیڈ پر موجود ایک دروازہ کھلا اور پھر اس میں تین لمبے تڑنگے افراد جن کے جسموں پر فوجی وردیاں تھیں اور کاندھوں پر باقاعدہ سٹارز موجود تھے۔ اندر داخل ہوئے۔ وہ اونچی میز کے پیچھے پڑی ہوئی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ درمیان میں بیٹھنے والا ادھیڑ عمر تھا۔ اس کی کنپٹیوں کے بال سفید تھے جبکہ اس کے گرد بیٹھے ہوئے دونوں افراد نوجوان تھے۔ ادھیڑ عمر نے جیب سے ایک لمبا سا لفافہ نکالا اور پھر اس میں سے ایک باریک کاغذ باہر نکال کر اسے اونچی آواز میں پڑھنے لگا۔

پاکیشائی سفارت خانہ کے ثقافتی اتاشی آفندی ولد جبران پر یہ الزام عائد کیا گیا ہے کہ اس نے ایکریمیا کے انتہائی جدید ترین حملہ کرنے والے نظام سیکرٹ ہارٹ کے بارے میں ایسی معلومات حاصل کر لی ہیں جن سے اس خفیہ ترین نظام کا راز وقت سے

پہلے آشکارا ہو سکتا ہے۔ اس جدید ترین حملہ کرنے والے نظام جس کا کوڈ نام سیکرٹ ہارٹ ہے جس پر ابھی فائنل ریسرچ ایکریمین کی ایک انتہائی خفیہ لیبارٹری زیرون میں ہو رہی ہے اور اس نظام کو اسرائیل میں خفیہ طور پر نصب کیا جانا مقصود ہے تاکہ اس حملہ آور نظام کے تحت اسرائیل پورے مشرق وسطیٰ حتیٰ کہ ایشیا کے دور دراز علاقوں تک کے ملکوں پر بوقت ضرورت حملہ آور ہو کر انہیں چشم زدن میں تباہ و برباد کر سکتا ہے۔ اس طرح اسرائیل نہ صرف اپنے مخالفوں عربوں، افریقیوں پر مستقل بالادستی حاصل کر سکے بلکہ اس طرح روسیاہ اور شوگران پر بھی وہ بوقت ضرورت ایکریمیا کا طفیلی حملہ آور اڈہ بن جائے گا اور جنگ کی صورت میں ایکریمیا کے ساتھ ساتھ اسرائیل بھی ان دونوں سپر پاورز کے مقابلے میں انتہائی موثر حملہ آور قوت کے طور پر ایکریمیا کے ساتھ مل کر کام کر سکتا ہے لیکن اگر سیکرٹ ہارٹ کا راز وقت سے پہلے افشا ہو گیا تو پھر نہ صرف تمام مسلم ممالک اس کے خلاف حرکت میں آ سکتے ہیں بلکہ روسیاہی اور شوگرانی ایجنٹ اس نظام کو تباہ کرنے کے لئے بھی یقیناً کوششیں شروع کر دیں گے۔ اس طرح یہ نظام نہ صرف عملی طور پر تباہ ہو جائے گا بلکہ اس سے ایکریمیا کی سیاسی ساکھ بھی اس بری طرح متاثر ہو گی کہ پورا مشرق وسطیٰ، افریقہ اور ایشیا کے تمام مسلم ممالک لازماً ایکریمیا سے کٹ کر روسیاہ کے ساتھ شامل ہو جائیں گے اور دنیا میں طاقت کا توازن اس طرح درہم برہم ہو کر رہ جائے گا کہ ایکریمیا

اور اس کا حواری ملک اسرائیل پوری دنیا میں یکہ و تنہا رہ جائیں
گے۔ ایکریمیا سپیشل ایجنسی کے ایک ایجنٹ میکالے نے غداری
کرتے ہوئے یہ راز چوری کیا اور پھر اس نے اسے آفندی کے
حوالے کر دیا تاکہ آفندی اسے پاکیشیا پہنچا دے جہاں سے پھر نہ صرف
یہ لازماً شوگران اور دوسرے مسلم ممالک تک پہنچ جاتا بلکہ آخر کار
روسیاہ تک بھی پہنچ جاتا۔ میکالے کی اس چوری کا فوری طور پر علم
ہو گیا اور میکالے کی تلاش شروع ہو گئی لیکن جیسے ہی اسے پکڑا
گیا اس نے خودکشی کر لی لیکن اس سے اس راز کی فائل نہ مل سکی پھر
انکوائری کرنے پر معلوم ہوا کہ میکالے آفندی سے کئی دنوں سے ملتا
جلتا رہا ہے چنانچہ اس آفندی کو گھیرا گیا لیکن اس نے اس قسم کے
کسی بھی راز کی واقفیت سے انکار کر دیا چونکہ اس کا تعلق سفارتخانے
سے تھا اس لئے اسے کسی عام آدمی کی طرح گرفتار کر کے مزید انکوائری
نہ کی جا سکتی تھی چنانچہ ایک ڈرامہ سٹیج کیا گیا اور آفندی کو فوری
طور پر اغوا کر کے اس کی جگہ ایکریمیا کا ایک ایجنٹ اس کے
میک اپ میں سامنے لایا گیا اور پھر اسے روسیاہی ایجنٹ ظاہر کرنے
کے لئے اس کی رہائش گاہ سے ٹرانسمیٹر اور عام سی دستاویزات
برآمد کی گئیں۔ ہمارے ایجنٹ نے کھلے عام اقرار جرم کر لیا۔ اس
کے بعد اعلیٰ سطحی دباؤ ڈال کر پاکیشیا کے صدر سے اس بات کا
تحریری اجازت نامہ حاصل کیا گیا کہ ایکریمیا کی سپیشل ایجنسی اس
سے پوچھ گچھ کر سکتی ہے چنانچہ اسے باقاعدہ طور پر گرفتار کر کے
لایا گیا لیکن یہ گرفتار ہونے والا ہمارا ایجنٹ تھا مگر ایک اخبار

نے اس سارے واقعہ کو نہ صرف اپنے اخبار میں شائع کیا بلکہ
آفندی کی گرفتاری کا فوٹو بھی شائع کر دیا حالانکہ دفاعی حکام نے
تمام اخبارات کے ایڈیٹرز کو حکماً اس سے منع کر دیا تھا مگر یہ
اخبار نے ایسا کر دیا۔ گو اس اخبار کے نیوز ایڈیٹر اور چیف رپورٹر
کو حکم تسلیم نہ کرنے کے جرم میں موت کی سزا دے دی گئی ہے لیکن
ان کی ہلاکت کو ایکسیڈنٹ ظاہر کیا گیا ہے تاکہ صحافتی حلقوں میں
احتجاج نہ ہو اور مزید صحافی اس خبر کی انکوائری کرنے سے خوفزدہ
ہو جائیں لیکن اخبار میں آنے کی وجہ سے روسیاہی ایجنٹ حرکت میں
آ گئے اور انہوں نے سپیشل ایجنسی کے مرکز پر حملہ کر کے ہمارے
ایجنٹ جو کہ آفندی کے روپ میں تھا اغوا کرنے کی کوشش کی۔ اس
حملے میں دو روسیاہی ایجنٹوں کے ساتھ ساتھ ہمارے چار محافظ مارے
گئے اور آفندی کے روپ میں ہمارا ایجنٹ بھی مارا گیا لیکن چونکہ
آفندی کا تعلق پاکیشیائی سفارت خانے سے تھا اس لئے ہم نے
یہی ظاہر کیا کہ آفندی کو روسیاہی ایجنٹ اغوا کر کے لے گئے ہیں۔
اس طرح اب پاکیشیا خود ہی روسیاہی ایجنٹوں سے اپنا آدمی رہا کرا
پھرے گا۔ اس پس منظر کو یہاں دہرائے جانے کا مقصد یہ ہے
کہ مارچ سیل کو اس کیس کی مکمل اہمیت کا احساس ہو جائے
آفندی سے سپیشل ایجنسی میں پوچھ گچھ کی گئی لیکن وہ اس سے کچھ
نہیں اگلوا سکے چنانچہ اس سے سیکرٹ ہارٹ کی فائل برآمد کرانے
کا مشن ہمیں یعنی مارچ سیل کے ذمہ لگایا گیا ہے اور اس وقت
آفندی ہمارے سامنے موجود ہے اور اب ہم نے

سے سیکرٹ پارٹ کا راز برآمد کرنا ہے چاہے اس کے لئے ہمیں آفندی کا ایک ایک ریشہ کیوں نہ علیحدہ کرنا پڑے۔ میں میجر ٹامی سے کہوں گا کہ وہ آفندی سے یہ فلم برآمد کرنے کے لئے کارروائی کا آغاز کریں "۔۔۔۔۔ اس ادھیڑ عمر آدمی نے کاغذ پڑھنے کے بعد اپنے دائیں طرف بیٹھے ہوئے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا اور کاغذ تہہ کر کے دوبارہ لفافے میں ڈال اور لفافہ جیب میں ڈال لیا۔ وہ نوجوان جس کا نام میجر ٹامی لیا گیا تھا کرسی سے اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا آفندی کی کرسی کی طرف بڑھا۔ اس نے بڑے سرد مہرانہ انداز میں جیب سے ایک باریک دھار والا تیز خنجر نکالا اور پھر ایک ہاتھ سے اس نے آفندی کے بال مٹھی میں جکڑے اور دوسرے ہاتھ میں موجود خنجر کی نوک اس نے آفندی کی گردن پر رکھ کر آہستہ سے دبا دیا۔ آفندی کے حلق سے بے اختیار سسکاری سی نکل گئی اور ساتھ ہی خون کی ایک پتلی سی لکیر اس جگہ سے بہہ کر اس کی گردن کی طرف بڑھنے لگی۔

" بولو کہاں ہے فلم ورنہ خنجر تمہاری شہ رگ کے اندر اتر جائے گا اور سنو اگر تم نے انکار کر دیا تو ہم چند گھنٹوں کے اندر پاکیشیا سے تمہاری بیوی کو اغوا کر کے یہاں لے آئیں گے اور پھر تمہارے سامنے دس ایکریمی جوان تمہاری بیوی کی عصمت پر حملہ کریں گے بولو ۔۔۔۔ "۔۔۔۔۔ میجر ٹامی نے انتہائی سرد آواز میں کہا اور ساتھ ہی خنجر کی نوک کو اور دبا دیا۔

" بب ۔۔۔ بب بتاتا ہوں۔ خدا کے لئے میری معصوم بیوی کو کچھ نہ کہو ۔۔۔ بتاتا ہوں "۔۔۔۔۔ آفندی نے یکلخت ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا اور میجر ٹامی نے اس طرح فاتحانہ انداز میں مڑ کر اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا جیسے کہہ رہا ہو۔ دیکھا تم نے اس طرح راز اگلوائے جاتے ہیں۔

" بتاؤ "۔۔۔۔۔ میجر ٹامی نے غراتے ہوئے کہا۔

" مم مم میں نے وہ فلم الپا کے کھنڈرات میں چھپا رکھی ہے "۔۔۔۔۔ آفندی نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا۔

" الپا کے کھنڈرات ۔۔۔۔ اوہ کس جگہ "۔۔۔۔۔ میجر ٹامی نے بے اختیار اچھلتے ہوئے کہا ۔۔۔ کرسیوں پر بیٹھے ہوئے دونوں افراد بھی آفندی کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑے۔

" وہ جگہ میں زبانی نہیں بتا سکتا۔ نشاندہی کر سکتا ہوں۔ تم وہ فلم لے لو اور میری جان بخش دو "۔۔۔۔۔ آفندی نے انتہائی مایوسانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے میجر ٹامی ۔۔۔ ہم اسے ساتھ لے جائیں گے آپ نے واقعی بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے "۔۔۔۔۔ اس ادھیڑ عمر نے پرجوش لہجے میں کہا اور میجر ٹامی نے خنجر واپس کھینچا اور ساتھ ہی آفندی کے بال چھوڑ کر وہ مسکراتا ہوا پیچھے ہٹ گیا۔

" کرنل جانسن ۔۔۔۔ میں ان ایشیائیوں کی نفسیات جانتا ہوں یہ لوگ اپنی عورتوں کے بارے میں بے حد حساس ہوتے ہیں۔ اس شخص نے سپیشل ایجنسی کے تھرڈ ڈگری تشدد کے باوجود

تک زبان نہ کھولی تھی" ــــــ میجر ٹامی نے اس ادھیڑ عمر سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا اور خود واپس اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"کرنل ـــ اپیا کھنڈرات تو ہر وقت غیر ملکی سیاحوں سے پر رہتے ہیں۔ اگر ہم اسے وہاں اسی حالت میں لے گئے تو ....." دوسرے نوجوان نے کرنل جانسن سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں ـــ یہی بات میں سوچ رہا ہوں۔ ہم اسے تکما خالی بھی نہیں کرا سکتے۔ البتہ رات کے وقت وہاں سیاح ہوتے تو ضرور ہیں کیونکہ رات کے وقت ان کھنڈرات کا حسن کچھ اور ہو جاتا ہے لیکن بہرحال ان کی تعداد کم ہوتی ہے۔ اس لیے ہم رات کے وقت اسے لے جائیں گے۔ اس کا میک اپ کر دیں گے اور اسے ہتھکڑیاں لگانے کی بجائے ویسے ہی عام آدمی کے روپ میں لے جائیں گے لیکن ہمارے ساتھ عام سیاحوں کے بھیس میں پوری مسلح گارڈ ہوگی۔ اگر اس نے ذرا بھی غلط حرکت کرنے کی کوشش کی تو نہ صرف اسے گولی مار دی جائے گی بلکہ بعد میں اس کی بیوی کا بھی عبرتناک حشر کیا جائے گا ــــ کیوں آفندی" ــــ جانسن نے تیز لہجے میں کہا۔

"جب میں تعاون پر آمادہ ہوں تو پھر میں نے کیا حرکت کرنی ہے۔ تم بس فلم لو اور میری جان چھوڑو۔ میں خواہ مخواہ ایک عذاب میں پڑ گیا ہوں" ــــ آفندی نے بڑی مشکل سے سر اٹھا کر رک رک کر کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اسے

بولنے میں کافی تکلیف ہو رہی ہے۔

"او۔ کے میجر براؤن ــــ اب یہ تمہاری ذمہ داری ہے۔ اس کی بینڈیج کراؤ۔ اسے غذا وغیرہ دو تاکہ رات تک یہ عام آدمیوں کی طرح چلنے پھرنے کے قابل ہو جائے اور پھر اس پر پکر میمن میک اپ بھی کر دو تاکہ روسیاہی ایجنٹ اسے پہچان نہ سکیں۔ ہم رات کو گیارہ بجے اسے لے کر اپیا کے کھنڈرات جائیں گے" ــ ـ کرنل جانسن نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"یس کرنل" ــــ دوسرے نوجوان نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور میجر کرنل جانسن اور میجر ٹامی تو سائیڈ دروازے کی طرف بڑھ گئے جبکہ میجر براؤن آفندی کی طرف بڑھا۔ اس نے پیشانی پر بندھی ہوئی بیلٹ ہٹائی۔ دونوں بازوؤں کو چمڑے کی بیلٹس سے آزاد کیا۔

"آؤ میرے ساتھ ــــ سنو اگر تم نے ہم سے پھر پور تعاون کیا تو ہمارا وعدہ کہ ہم تمہیں زندہ جانے دیں گے" ــــ میجر براؤن نے بڑے نرم لہجے میں کہا اور اسے بازو سے پکڑ کر کھڑا ہونے میں مدد دینے لگا۔

"میں تعاون کروں گا ــــ تم بے فکر رہو" ــــ آفندی نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور میجر براؤن اسے بازو سے پکڑے آہستہ آہستہ چلتا ہوا سائیڈ دروازے کی طرف لے گیا۔

پھر رات گیارہ بجے تک واقعی آفندی کا بہتر لحاظ سے خیال رکھا گیا۔ ڈاکٹروں نے نہ صرف اس کی بینڈیج کی بلکہ

طاقت کے انجکشن لگانے اسے توانائی سے بھرپور غذا بھی دی گئی۔ اس طرح آفندی کی حالت رات تک بالکل درست ہوگئی وہ اب پہلے جیسا آفندی نظر آنے لگا۔ اسے غسل کرایا گیا۔ اس کے بعد ایک بہترین سوٹ پہننے کے لئے دیا گیا۔ اس کے بعد اس کے چہرے پر ایکریمین میک اپ کر دیا گیا۔ اب آفندی ان کا ہی کوئی ساتھی لگ رہا تھا

ساڑھے دس بجے اسے اس عمارت سے ایک اور کمرے میں لایا گیا جہاں کرنل جانسن کے ساتھ میجر ٹامی بھی موجود تھا۔ میجر براؤن آفندی کو ساتھ لے کر اس کمرے میں آیا تھا۔

"گڈ میجر براؤن ——— اب تو یہ بالکل ٹھیک ٹھاک لگ رہا ہے"——— کرنل جانسن نے آفندی کی حالت دیکھتے ہوئے کہا۔

"یس سر ——— یہ ہر لحاظ سے ہمارے ساتھ تعاون پر آمادہ ہے اور میں نے اس سے وعدہ کرلیا ہے کہ اگر اس نے مکمل تعاون کیا تو ہم اسے نہ صرف زندہ چھوڑ دیں گے بلکہ اسے پاکیشیا بھی پہنچا دیں گے"——— میجر براؤن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ بالکل ——— ہمیں اس سے کوئی ذاتی دشمنی تو نہیں ہے ہمیں تو صرف وہ فلم چاہیے بس"——— کرنل جانسن نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"میں مکمل تعاون کروں گا جناب ——— آپ بے فکر رہیں"

آفندی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں میجر ٹامی ——— گارڈ وغیرہ تیار ہوگئی ہے"——— کرنل جانسن نے میجر ٹامی سے مخاطب ہوکر پوچھا۔

"یس سر ——— تیار ہے"——— میجر ٹامی نے جواب دیا۔

"آؤ پھر چلیں"——— جنرل جانسن نے کہا اور اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

چند لمحوں بعد دو بڑی جیپیں ولنگٹن سے ایک سو دس کلومیٹر شمال کی طرف واقع مشہور زمانہ الپا کھنڈرات کی طرف انتہائی تیز رفتاری سے بڑھی جا رہی تھیں۔ دونوں جیپیں بظاہر عام سی جیپیں تھیں۔ پہلی جیپ میں کرنل جانسن، میجر ٹامی اور میجر براؤن کے ساتھ آفندی سوار تھا جبکہ دوسری جیپ میں چھ مسلح فوجی عام لباس میں تھے۔ آفندی کو پچھلی سیٹ پر بٹھایا گیا تھا اور میجر براؤن اس کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا جبکہ ڈرائیونگ سیٹ پر میجر ٹامی تھا۔ اور ساتھ والی سیٹ پر کرنل جانسن، وہ تینوں بھی عام سوٹوں میں ملبوس تھے لیکن ان کے پاس ریوالور موجود تھے۔

"الپا کھنڈرات تو بے حد وسیع ہیں، تم نے کس جگہ فلم چھپائی ہے"——— کرنل جانسن نے پیچھے مڑ کر آفندی سے مخاطب ہوکر پوچھا۔

"ستونوں والے حصے میں"——— آفندی نے جواب دیا

"اوہ اس کا مطلب ہے کھنڈرات کے بالکل آخری حصے میں۔ چلو اچھا ہے وہاں تک سیاح ویسے بھی بہت کم پہنچتے ہیں۔" ——— جانسن نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

جیپیں مسلسل سفر کرنے کے بعد آخرکار میلوں میں پھیلے ہوئے کھنڈرات تک پہنچ ہی گئیں۔ یہاں داخلی دروازے پر باقاعدہ پولیس کی چوکی بنی ہوئی تھی لیکن وہ صرف انتظامات اور نگرانی کے لئے تھی۔ ورنہ وہ کوئی مداخلت نہ کرتے تھے۔ کھنڈرات میں ہر جگہ اس انداز کی لائیٹنگ کی گئی تھی کہ رات کو بھی وہاں دن کا سا سماں محسوس ہوتا تھا اور اس وقت حالانکہ آدھی رات گزر چکی تھی لیکن کھنڈرات میں سیاحوں کی اس قدر کثرت تھی کہ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے یہاں کوئی بڑا میلہ لگا ہوا ہو۔

"ستونوں والے حصے کی طرف چلو" ——— کرنل جانسن نے میجر ہامی سے کہا اور اس نے سر ہلا دیا۔ جیپیں سائیڈ پر بنی ہوئی پختہ سڑک پر دوڑتی ہوئیں کھنڈرات کے آخری حصے کی طرف بڑھنے لگیں۔ آفندی بالکل خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ البتہ اس کے ہونٹ بھینچے ہوئے تھے اور اس وقت اس کا ذہن ایک لحاظ سے زلزلوں کی زد میں آیا ہوا تھا۔ اس نے انتہائی سوچ سمجھ کر ان کھنڈرات کا نام لیا تھا حالانکہ وہ فلم اس نے یہاں نہ چھپائی تھی بلکہ فلم تو اس کی رہائش گاہ میں ایک خفیہ جگہ پر چھپی ہوئی تھی۔ یہ فلم واقعی اسے میکالے نے دی تھی اور اسے اس فلم کے بارے میں تمام پس منظر بھی بتا دیا تھا۔ گو آفندی اس قسم

کے کاموں میں کبھی ملوث نہ ہوا تھا لیکن میکالے نے اسے بتایا تھا کہ یہ خودکار حملہ آور نظام اسرائیل میں اس لئے بنایا جا رہا ہے تاکہ اس کی مدد سے مسلمانوں کے انتہائی مقدس مقامات پر حملہ کیا جا سکے اور ساتھ ہی اس کی مدد سے پاکیشیا کی ایٹمی تحقیقاتی لیبارٹری کو بھی آسانی سے تباہ کیا جا سکتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ آفندی نے اسے سفارتی بیگ کے ذریعے پاکیشیا کے اعلیٰ حکام تک پہنچوانے کی ذمہ داری قبول کر لی تھی اور تب تک اس نے اس فلم کو رہائش گاہ میں ہی ایک خفیہ جگہ پر چھپا دیا تھا کیونکہ سفارتی بیگ نے دو روز بعد جانا تھا لیکن اسی رات ہی آفندی کو سوتے ہوئے میں بیہوش کر کے اغوا کر لیا گیا اور اس پر بے پناہ تشدد کیا گیا لیکن آفندی نے وطن اور مقدس مقامات کی سلامتی کی غرض سے اس قدر بہیمانہ تشدد بھی برداشت کر لیا لیکن زبان نہ کھولی اور پھر اسے ٹارچر سیل کے حوالے کر دیا گیا۔ وہاں جا کر آفندی نے دوسرا فیصلہ کیا۔ اسے احساس ہو گیا تھا کہ اس کی حالت اس قدر خستہ ہو چکی ہے کہ اب اگر اس پر خوفناک تشدد کیا گیا تو اس کا ذہن لازماً اس کا ساتھ چھوڑ جائے گا اور پھر ہو سکتا ہے وہ ذہنی طور پر ٹوٹ کر انہیں وہ جگہ بتا دے۔ اس لئے اس نے انہیں چکر دیا کہ اس نے فلم کھنڈرات میں چھپائی ہے تاکہ یہ لوگ اسے وہاں لے جائیں اور وہ موقع دیکھ کر وہاں سے فرار ہو جائے۔ اس کے بعد وہ چھپ جائے گا اور پاکیشیا کے اعلیٰ حکام کو کہیں سے فون کر کے

کے متعلق تفصیلات بتا دے گا چونکہ اس نے اپنے ذاتی شوق کی غرض سے اُلپیا کھنڈرات کو اچھی طرح دیکھا ہوا تھا۔ اس لئے اس نے ستونوں والے حصے کا نام لیا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ اس حصے کے بعد دور تک کھیتوں کا طویل و عریض سلسلہ ہے جس کے ایک زرعی فارم میں اس کا ایک پاکیشیائی دوست اسلم منیجر ہے۔ اسلم نے پاکیشیا کی ایک زرعی یونیورسٹی سے ڈگری لی اور پھر زراعت میں اعلیٰ تعلیم کے لئے ایکریمیا آیا اور اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے بعد وہ یہاں ایک فارم میں منیجر لگ گیا۔ اسلم اس کا بچپن کا دوست تھا اس لئے ایکریمیا آتے ہی اس نے اسے تلاش کیا اور پھر اسلم نہ صرف اس سے ملا تھا بلکہ وہ اسے اپنے فارم پر بھی لے گیا تھا اور اسلم کے پاس اس فارم میں آفندی دو روز گزار آیا تھا۔ اسے یقین تھا کہ اگر ایک بار وہ اسلم تک پہنچنے میں کامیاب ہو گیا تو پھر وہ آسانی سے ان لوگوں کے ہاتھ نہ چڑھ سکے گا اور اب وہ بیٹھا یہی سوچ رہا تھا کہ اتنے سارے مسلح افراد کے گھیرے سے نکل کر وہ کس طرح اسلم تک پہنچ سکتا ہے۔ اسے ان کاموں کا قطعی کوئی تجربہ نہ تھا لیکن بہرحال ملک کی خاطر وہ اس کٹھن کام پر بھی آمادہ ہو گیا تھا۔ اسے اچھی طرح معلوم تھا کہ اگر وہ انہیں فلم دے بھی دے تو تب بھی یہ لوگ اسے زندہ نہ چھوڑیں گے۔ اس لئے اگر وہ فرار نہ بھی ہو سکا تب بھی مر تو جائے گا۔ موت تو بہرحال دونوں طرف موجود تھی لیکن فرار ہونے میں بہرحال ایک چانس موجود تھا اور وہ چانس کو استعمال کرنا چاہتا تھا۔ اس کے

باوجود اگر موت نے آنا ہے تو پھر آفندی ذہنی طور پر موت کو قبول کرنے کے لئے پوری طرح تیار ہو چکا تھا۔ گو یہ سب کچھ اس کے لئے نیا تھا۔ اس نے زندگی میں کبھی کسی انسان تو کجا کسی پرندے کو بھی ہلاک نہ کیا تھا کیونکہ وہ ذہنی طور پر اور فطرتاً اس ٹائپ کا آدمی ہی نہ تھا۔ وہ تو ادب، فنون لطیفہ، انسانیت نوازی کی راہ پر زندگی گزار رہا تھا لیکن میکالے نے جس سے اس کی ملاقات ایک ہوٹل میں ہوئی تھی۔ اسے اس خار زار میں آ پھنسایا تھا مگر اب اس کے ذہن میں صرف پاکیشیا کی سلامتی اور مسلمانوں کے مقدس ترین مقامات کے تحفظ کا جذبہ موجود تھا اور یہ جذبہ اس وقت بے حد قوی ہو گیا تھا جب سپیشل ایجنسی والوں نے اس پر غیر انسانی تشدد کیا تھا۔ اس ظالمانہ اور غیر انسانی تشدد کے دوران استقامت صرف اس لئے قائم رہی کہ اس کے ذہن میں آغاز اسلام کا وہ دور فلم کی طرح چلنے لگ گیا تھا جب نئے نئے مسلمان ہونے والوں پر مکہ کے کافر ہولناک تشدد کرتے تھے۔ مگر پھر بھی ان مسلمانوں کے پائے استقامت میں لغزش نہ آتی تھی اور ان کی زبان سے صرف اللہ کا نام ہی نکلتا تھا۔ بس آفندی کے ذہن میں بھی وہی جذبہ موجزن رہا اور اس قوی ترین جذبے کے زیر اثر اس نے اس بھیانک ترین تشدد کا نہ صرف انتہائی مستقل مزاجی سے مقابلہ کیا بلکہ کہیں بھی اپنے اندر رخنہ نہ پیدا ہونے دیا اور شاید یہی وجہ تھی کہ سپیشل ایجنسی والوں نے تنگ آ کر اسے ٹارچر سیل کے حوالے کر دیا تھا جسے تم ہی ... کے لئے کیا گیا تھا جو کسی طرح بھی تشدد کے سامنے ...

تھے۔ ٹارچر سیل والے انسانوں سے راز اگلوانے کے باقاعدہ
تربیت یافتہ ماہرین تھے۔ وہ نہ صرف جسمانی تشدد کرتے تھے بلکہ
نفسیاتی، ذہنی، سائنسی ہر قسم کا تشدد کرنے کے بے پناہ ماہر
تھے۔ یہی وجہ تھی کہ آفندی نے ان کے پاس پہنچتے ہی یہ
پلاننگ کر لی تھی اور اب وہ اسی پلاننگ پر عمل کرنے کے لئے
ذہنی طور پر پوری طرح تیار ہو چکا تھا۔ گو عام زندگی میں وہ ایک
عام انسان کی طرح خاصا بزدل تھا اور اگر کوئی اسے ایک تھپڑ
بھی مار دیتا تو شاید وہ اپنے گھر کے سیف کی چابیاں بھی اس کے
حوالے کرنے سے دریغ نہ کرتا لیکن اب اسے یوں محسوس ہو رہا
تھا جیسے وہ انتہائی قومی آدمی ہو اور یہ کرنل، میجر اور ان کے
ساتھ موجود مسلح افراد اس کے مقابلے میں بونے ہوں جنہیں وہ
آسانی سے توڑ مروڑ کر پھینک سکتا ہے۔

جیپ تھوڑی دیر بعد ستونوں والے حصے کے سامنے پہنچ کر
رک گئی۔ یہاں بھی غیر ملکی اور مقامی سیاح موجود تھے لیکن ان کی
تعداد خاصی کم تھی۔ جیپ رک کر کرنل جانسن میجر ٹامی اور میجر برانا
کے ساتھ ساتھ آفندی بھی نیچے اتر آیا اور پچھلی جیپ سے بھی چھ
لمبے تڑنگے فوجی نیچے اتر آئے۔ ان کی جیبیں بھی پھولی ہوئی تھیں
اور چہروں پر انتہائی درشتگی اور کرختگی موجود تھی۔ وہ اس طرح
کڑی نظروں سے آفندی کو دیکھ رہے تھے جیسے آفندی کوئی
بھیڑ ہو جسے ان بھوکے بھیڑیوں نے شکار کرنا ہو۔

"ہاں اب بتاؤ کہاں ہے وہ فلم؟" ——— کرنل جانسن

نے خشک لہجے میں آفندی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میرے ساتھ آئیے۔" ——— آفندی نے سر ہلاتے ہوئے
کہا اور آگے بڑھ گیا۔ سب لوگ اس کے ساتھ اور پیچھے پیچھے
اس طرح چلنے لگے کہ آفندی فرار نہ ہو سکے۔ بڑے بڑے قدیم
کھنڈرات کے درمیان ایک بڑے میدان میں اونچے اونچے شکستہ
ستون پھیلے ہوئے تھے۔ اس لئے اسے ستونوں والا حصہ کہا
جاتا تھا۔ چلتے چلتے آفندی کی نظر ایک دیوار کی جڑ میں موجود
ایک بڑے سے سوراخ پر پڑی اور وہ چونک پڑا۔ اسے اسی وقت یاد
آیا کہ جب وہ پہلی بار یہاں آیا تھا تو اس کے ساتھ موجود گائیڈ
نے اسے بتایا تھا کہ یہ ایک بہت طویل سرنگ کا دہانہ ہے۔ اس
وقت تو آفندی نے اس پر کوئی توجہ نہ دی تھی لیکن اب اس
دہانے کو دیکھتے ہی اس کے ذہن میں فوراً ایک نئی پلاننگ
آگئی اور وہ رک گیا۔

"کیا ہوا؟" ——— کرنل جانسن نے ٹھٹھک کر رکتے ہوئے
چونک کر کہا۔

"دیکھئے میں غیر مسلح ہوں۔ یہاں سے بھاگ کر میں کہیں نہیں
جا سکتا اور میں آپ سے مکمل تعاون بھی کر رہا ہوں۔ اس لئے
آپ کو بھی مجھ پر اعتماد کرنا چاہیے۔ یہ سوراخ آپ دیکھ رہے
ہیں۔ یہ سوراخ ذرا سا گھوم کر نیچے ایک تہہ خانے تک جاتا ہے
اور ٹوٹے پھوٹے تہہ خانے میں بے شمار روزن دیواروں میں
موجود ہیں۔ اور فلم انہی ہزاروں روزنوں میں سے ایک میں

موجود ہے۔ یہ دہانہ اور تہہ خانہ اس قدر تنگ ہے کہ مشکل سے دو آدمی اکٹھے جا سکتے ہیں۔ اس لئے آپ کرنل صاحب میرے ساتھ چلیں۔ باقی یہاں موجود رہیں اور میں آپ کو وہ فلم نکال دیتا ہوں "۔۔۔۔ آفندی نے بڑے سٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔

" میں جاؤں گا ساتھ ۔۔۔ آپ سب یہاں رہیں "۔۔۔۔ میجر ٹامی نے کہا۔

" ٹھیک ہے ٹامی ساتھ جائے گا ۔۔۔ ٹامی خیال رکھنا "۔ کرنل جانسن نے کہا۔

" اوہ سر آپ فکر نہ کریں، ٹامی اپنا فرض بخوبی پہچانتا ہے۔ چلو آفندی "۔۔۔۔ ٹامی نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور آفندی خاموشی سے آگے بڑھا اور پتھروں کے اس ٹوٹے ہوئے حصے میں اترنے لگا۔ وہ اس سے پہلے اس میں نہ اترا تھا اور یہ کرسے والی کہانی بھی اس نے صرف اس لئے گھڑی تھی تاکہ یہ سارا مجمع سرنگ میں نہ آ جائے۔ اب مقابلہ صرف ایک آدمی کے ساتھ ہی رہ جانا تھا۔ اس کے لئے وہ ذہنی طور پر تیار ہو چکا تھا۔ نیچے ایک بڑا سا گڑھا تھا جس کی سائیڈ سے ایک خاصی بڑی سرنگ جا رہی تھی لیکن سرنگ اس وقت بے حد تاریک تھی۔ ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہ دیتا تھا۔

" اوہ یہاں تو بے پناہ تاریکی ہے۔ ٹھہرو میں ٹارچ لے آؤں۔ اس کے بغیر ہم آگے نہ بڑھ سکیں گے "۔۔۔۔ ٹامی نے دہانے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے جناب ۔۔۔ واقعی بہت اندھیرا ہے "۔۔۔۔ آفندی نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور ٹامی واپس مڑ کر تیزی سے اوپر چڑھنے لگا۔ اس کے اوپر جاتے ہی آفندی جھکا اور اس نے ایک طرف پڑا ہوا پتھر کا ایک بڑا سا نوکدار ٹکڑا اٹھایا اور اسے جیب میں رکھ لیا۔ چند لمحوں بعد ہی ٹامی واپس آ گیا۔ آفندی کو اسی جگہ کھڑے دیکھ کر اس کے چہرے پر اطمینان کی جھلکیاں نظر آنے لگیں۔ اس کے ہاتھ میں ایک طاقتور ٹارچ تھی۔

" چلو "۔۔۔۔ ٹامی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹارچ روشن کر دی۔ ٹارچ روشن ہوتے ہی سرنگ میں سے چیں چیں کرتی کئی چمگادڑ ان کے سروں کے اوپر سے ہوتے ہوئے باہر نکل گئے۔ سرنگ میں بے حد سیلن اور بدبو سی تھی، ایسی بو جیسے صدیوں سے بند کسی جگہ میں خود بخود پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ سرنگ خاصی بڑی تھی۔ وہ آگے پیچھے چلتے ہوئے سرنگ میں داخل ہوئے۔

" یہ تو خاصی بڑی سرنگ ہے۔ تم تو کہہ رہے تھے تنگ ہے "۔۔۔۔ ٹامی نے مشکوک لہجے میں کہا۔

" آگے جا کر تنگ ہو جاتی ہے "۔۔۔۔ آفندی نے جواب دیا۔ ٹامی چونکہ ٹارچ لے کر اس کے عقب میں چل رہا تھا اس لئے آفندی کا اپنا سایہ بھی آگے تاریکی پیدا کر رہا تھا۔ آفندی

نے اس وقت ہی ٹامی سے چھٹکارا پانے کا فیصلہ کیا۔ اس کے ذہن میں وہ لمحہ آگیا جب ٹامی نے اس کے بال انتہائی بے دردی سے پکڑ کر اس کی گردن میں خنجر کی نوک اتار دی تھی اور اس منظر کے ذہن میں آتے ہی آفندی کے دل میں جیسے ٹامی کے لئے نفرت کا جوالا مکھی پھوٹ پڑا۔ اس نے جیب میں موجود پتھر پر اپنی گرفت مضبوط کی۔

"جناب یہ ٹارچ مجھے دے دیجئے"۔۔۔۔ آفندی نے یکلخت مڑتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا پتھر والا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور ٹامی ایک کریہہ چیخ مار کر پشت کے بل دھماکے سے زمین پر گرا۔ پتھر کا نوکیلا حصہ اس کی آنکھوں کے درمیان گھس گیا تھا۔ گو آفندی نے اپنے طور پر اس کی پیشانی پر مارنا چاہا تھا لیکن چونکہ اسے ان باتوں کا تجربہ نہ تھا اس کا ہاتھ ذرا سا نیچے پڑا اور دونوں آنکھوں کا درمیانی حصہ پتھر کی نوک کی زد میں آگیا۔ ٹامی کے ایک ہاتھ میں ٹارچ تھی جب کہ دوسرے ہاتھ میں ریوالور تھا۔ ٹامی کو شاید خواب میں بھی توقع ۔ تھی کہ غیر مسلح آفندی اس قسم کی حرکت بھی کرے گا۔ اس لئے وہ سنبھل ہی نہ سکا تھا۔ نیچے گرتے وقت اس کے ہاتھ سے نہ صرف ٹارچ گر گئی بلکہ ریوالور بھی اچھل کر سرنگ کی دیوار سے ٹکرا کر نیچے گرا۔ ٹارچ اس زاویے سے گری تھی کہ اس کی روشنی اس حصے کو منور کر رہی تھی جس حصے میں دیوار سے ٹکرا کر ریوالور گرا تھا اور ٹامی کے نیچے گرتے ہی آفندی نے چھلانگ لگا

ور حیرت انگیز پھرتی سے اس نے زمین پر گرے ۔ ے ریوالور کو جھپٹ لیا۔ ٹامی دونوں ہاتھ چہرے پر رکھے اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن پتھر ایسی جگہ لگا تھا کہ اس کی دونوں آنکھوں کے کنارے بھی پھٹ کر زخمی ہو گئے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ وہ باوجود کوشش کے آنکھیں نہ کھول پا رہا تھا۔ آفندی نے ریوالور والا ہاتھ پوری قوت سے گھمایا اور ریوالور کا بھاری دستہ اٹھ کر بیٹھنے والے ٹامی کے سر پر پوری قوت سے پڑا اور ٹامی ایک بار پھر چیخ مار کر نیچے گرا اور تڑپنے لگا۔ اس کے دونوں ہاتھ چہرے سے علیحدہ ہو گئے تھے۔ اس کا چہرہ پھٹ کر انتہائی بھیانک ہو گیا تھا۔ چہرے پر خون ہی خون تھا۔ بھیانک اور مسخ شدہ چہرہ ٹامی نہ صرف مسلسل چیخ رہا تھا بلکہ وہ تڑپ بھی رہا تھا۔

"دوسروں پر تشدد کرتے وقت تمہیں ان کی تکلیف کا خیال نہیں آتا درندے۔۔۔ اب خود کو ضرب لگی ہے تو چیخ رہے ہو"۔۔۔ آفندی نے انتہائی نفرت آمیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ریوالور کی نالی اس کے سینے سے لگی اور پھر ہونٹ بھینچتے ہوئے ٹریگر دبا دیا۔ اس وقت اس کے ذہن میں صرف یہی بات تھی کہ وہ کسی انسان کی بجائے ایک خوفناک درندے اور ایک بھیانک عفریت کو ہلاک کر رہا ہے۔ اس کے ہاتھ کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور وہ خود بخود اچھل کر پیچھے ہٹ گیا۔ گولی ٹامی کے سینے میں گھس گئی تھی اور اس کے حلق سے صرف ایک کریہہ چیخ نکلی اور وہ [illegible]

تڑپ کر یکلخت ساکت ہو گیا۔

آفندی نے نفرت بھرے انداز میں اس کی لاش پر تھوک دیا اور پھر اس نے ایک طرف رکھی ہوئی ٹارچ اٹھائی اور اندھادھند سرنگ میں آگے ہی آگے بھاگنے لگا لیکن جلد ہی اس کے قدم سست پڑنے لگے کیونکہ اب سرنگ میں موجود سیلن اور بدبو اس کے دماغ اور اعصاب کو ماؤف کرنے لگ گئی تھی اور سرنگ تھی کہ شیطان کی آنت کی طرح طویل ہوتی جا رہی تھی۔ اس کی آنکھیں اب دھندلانے لگی تھیں۔ ہونٹ بھینچے ہوئے تھے اور اب ہاتھ میں موجود ریوالور اسے اس قدر وزنی محسوس ہونے لگ گیا تھا جیسے اس نے منوں کے حساب سے وزن اٹھایا ہوا ہو۔ پھر اس کے قدم لڑکھڑانے لگے اور دماغ پر اندھیرا سا چھانے لگ گیا۔ وہ اپنی قوت ارادی کو بار بار مضبوط کرتا اور آگے بڑھنے کی کوشش کرتا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ ایک بار اگر وہ ٹامی کے ساتھیوں کے ہاتھ لگ گیا تو وہ اس کا جسم گولیوں سے چھلنی کر دیں گے۔ اسی جذبے کے تحت وہ کسی نہ کسی طرح لڑکھڑاتا ہوا آگے بڑھتا گیا لیکن اس کا سانس اب بری طرح پھول گیا تھا اور اس کی حالت لمحہ بہ لمحہ خستہ ہوتی جا رہی تھی۔ پھر اچانک سرنگ ختم ہو گئی اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر بمشکل دیکھتے ہوئے آفندی کو سرنگ کا اختتام قطعاً نظر نہ آیا۔ نتیجہ یہ کہ وہ منہ کے بل ایک گہرے گڑھے میں جا گرا اور اس کے ساتھ ہی اس کا ذہن بھی اس کا ساتھ چھوڑ گیا۔ شاید ہمیشہ ہمیشہ کے لئے۔

ٹیکسی ٹاپ بار کے سامنے جا کر رک گئی اور عمران اپنے ساتھیوں [illegible] چوہان اور صدیقی کے ہمراہ ٹیکسی سے اتر آیا۔ ان تینوں کے چہروں پر ایکریمین میک اپ تھا اور اسی میک اپ کے مطابق بنائے گئے کاغذات پر وہ کافرستان سے ہوتے ہوئے یہاں دلشن ایئرپورٹ پر پہنچے تھے۔ عمران پہلے ایک لانچ کے ذریعے پاکیشیا سے کافرستان کے دارالحکومت پہنچا۔ اور پھر وہاں سے اسی ایکریمین میک اپ میں وہ بین الاقوامی پرواز کے ذریعے ایکریمیا کے دارالحکومت پہنچے تھے۔ عمران کو یہ ساری کارروائی اس لئے کرنی پڑی تھی کہ آفندی چونکہ پاکیشائی تھا اور اگر آفندی کے پیچھے کوئی بڑی سازش ہوتی تو لازماً ایکریمین [illegible] دیسی ہی ایجنٹ ان کی ایکریمین آمد کی توقع کر رہے ہوں گے۔ اس لئے عمران نے اپنی شناخت ختم کرنے کے لئے [illegible]

طویل کارروائی کی تھی اور اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے اس نے جولیا، صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر کو بھی اس مشن میں ساتھ نہ رکھا تھا کیونکہ عمران کے ساتھ زیادہ تر مشنز میں یہی کام کرتے رہتے تھے۔ اس لئے اکریمین اور روسیاہی ایجنٹوں کے پاس ان کے متعلق فائلیں موجود تھیں۔

عمران نے نیچے اتر کر ٹیکسی کا کرایہ ادا کیا اور پھر وہ اطمینان سے ٹاپ بار کے مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے تینوں ساتھی بھی اس کے پیچھے ہی اندر داخل ہوئے۔ ان تینوں کے ہاتھوں میں سفری بریف کیس تھے جبکہ عمران خالی ہاتھ تھا۔ بار کے اندر کا ماحول خاصا خوشگوار تھا کیونکہ بار ہال میں سوسائٹی کا اعلیٰ طبقہ موجود تھا۔ سب لوگ سرگوشیوں میں باتیں کر رہے تھے۔ البتہ جام کھنکنے اور بوتلوں کے کارک اڑنے کی آوازیں مسلسل سنائی دے رہی تھیں۔ ایک طرف وسیع و عریض کاؤنٹر تھا۔ عمران اس کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔ کاؤنٹر پر دو نوجوان کھڑے ویٹروں کو آرڈرز کی تکمیل میں مدد دے رہے تھے۔

"یس سر"۔۔۔ ایک بارمین نے عمران کو قریب آتے دیکھ کر بڑے اخلاق بھرے لہجے میں پوچھا۔

"گرینڈ فادر سے کہو کہ ڈینجر مین آیا ہے"۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ یس سر"۔۔۔ بارمین نے چونک کر ایک لمحے کے لئے غور سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو دیکھا پھر کاؤنٹر

کے نیچے ہاتھ بڑھا کر اس نے سرخ رنگ کا رسیور اٹھایا اور کان سے لگا لیا۔

"سر کاؤنٹر پر چار مقامی افراد موجود ہیں۔ انہوں نے پیغام دیا ہے کہ گرینڈ فادر سے کہیں کہ ڈینجر مین آیا ہے"۔۔۔ بارمین نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"یس سر"۔۔۔ بارمین نے دوسری طرف سے بات سننے کے بعد کہا اور رسیور واپس رکھ کر وہ ایک طرف کھڑے نوجوان سے مخاطب ہوا۔

"ڈینکی ان صاحبان کو جی۔ ایف تک پہنچا آؤ"۔۔۔ بارمین نے اس نوجوان سے کہا اور نوجوان عمران اور اس کے ساتھیوں کو ساتھ آنے کا اشارہ کر کے دائیں طرف مڑ گیا۔ بار کے اس حصے میں ایک راہداری تھی جس کے اختتام پر ایک دروازہ تھا۔ ڈینکی نے آگے بڑھ کر دروازے پر دستک دی۔

"یس کم ان"۔۔۔ اندر سے ایک آواز سنائی دی اور ڈینکی پیچھے ہٹ گیا۔

"تشریف لے جائیے جناب۔۔۔ دروازہ کھلا ہے"۔۔۔ ڈینکی نے کہا اور عمران تھینک یو کہہ کر آگے بڑھا اور دروازے کو دھکیل کر اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک درمیانے سائز کا کمرہ تھا جس میں صرف دو لمبے سائیڈوں پر صوفے ہی رکھے ہوئے تھے۔ ایک صوفے پر ایک بوڑھا سا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی دونوں آنکھیں سکڑی ہوئی تھیں۔ چہرے پر جھریاں موجود ہونے کے باوجود

اس کی جلد خاصی تروتازہ سی دکھائی دے رہی تھی۔ اس کی ناک بھی عجیب انداز کی تھی۔ کہیں سے موٹی کہیں سے پتلی کہیں سے کوہان کی طرح باہر کو نکلی ہوئی اور کہیں سے پچکی ہوئی۔ اس ناک کی وجہ سے اس کی شکل خاصی کریہہ سی محسوس ہو رہی تھی۔ سر کے بال چھوٹے چھوٹے اور سرکنڈوں کی طرح سیدھے کھڑے ہوئے تھے۔ جسم اس کا خاصا بھاری تھا۔

"گرینڈ فادر"۔۔۔۔ عمران نے اس کریہہ شکل کے بوڑھے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"یس بیٹھو"۔۔۔۔ بوڑھے نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور عمران سامنے والے صوفے پر بیٹھ گیا۔ نعمانی، صدیقی اور چوہان بھی اس کے ساتھ ہی بیٹھ گئے۔

"میں نے تمہارا نام آج سے پہلے کبھی نہیں سنا اور اگر وہ شیطان پرنس آف ڈھمپ نے تمہارے متعلق نہ بتایا ہوتا تو میں مر کر بھی یقین نہ کر سکتا تھا کہ یہاں ایکریمیا میں کوئی ڈینجر مین موجود ہو اور مجھے اس کا علم نہ ہو"۔۔۔۔ اس بوڑھے نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو کیا آدمی اپنا لقب بھی ڈینجر مین نہیں رکھ سکتا۔ چلو اس طرح کچھ لوگ ہی ڈر جاتے ہیں۔ پرنس آف ڈھمپ کا لقب شیطان آپ نے رکھا ہے یا اس نے میری طرح اسے خود ہی اختیار کر لیا ہے"۔۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور بوڑھا عمران کی بات سن کر کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"اس کا مطلب ہے تم واقعی اس شیطان کو نہیں جانتے ورنہ تم کبھی ایسی بات نہ کرتے۔ وہ دنیا کا سب سے بڑا شیطان ہے یہ میری ٹانگیں دیکھ رہے ہو، یہ اس کا کارنامہ ہے"۔۔۔۔ بوڑھے نے اس طرح ہنستے ہوئے کہا جیسے عمران کا نام پرنس آف ڈھمپ زبان سے لینا بھی اسے چٹخارہ دے رہا ہو۔

"اوہ تو پرنس لکڑی کی ٹانگیں بناتے ہیں۔ اچھا مجھے تو علم نہ تھا۔ میں تو واقعی انہیں پرنس ہی سمجھتا رہا"۔۔۔۔ عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"شٹ اپ۔۔۔۔ پرنس کی توہین میں ہرگز برداشت نہیں کر سکتا۔ وہ میرا محسن ہے، اگر وہ آڑے نہ آتا تو ٹانگیں تو ایک طرف اس وقت میں سالم لکڑی کا بنا ہوا ہوتا۔ یہ اسی کا کام ہے کہ اس نے فوری طور پر میری دونوں ٹانگوں کا آپریشن کیا۔ اس طرح زہر اوپر نہ چڑھ سکا اور میری زندگی بچ گئی۔ بہرحال تم بتاؤ کیا کام ہے تمہیں"۔۔۔۔ گرینڈ فادر کا چہرہ غصے سے سرخ پہلے ہو گیا اور عمران کے ساتھی بے اختیار مسکرا اٹھے۔ اب اس کریہہ شکل کے بوڑھے کو کیا بتاتے کہ جس کے سامنے بیٹھا وہ پرنس کی تعریفیں کر رہا ہے وہی اصل پرنس ہے۔

"آج کل سپیشل ایجنسی کا چیف کون ہے"۔۔۔۔ عمران نے بھی انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا۔۔۔۔ کیا پوچھ رہے ہو"۔۔۔۔ بوڑھا عمران کی بات سن کر بری طرح چونک پڑا۔

”کیا تم اونچا سنتے ہو گرینڈ فادر —— میں نے پوچھا ہے کہ آج کل سپیشل ایجنسی کا چیف کون ہے“ —— عمران نے اس بار اونچی آواز میں کہا۔

”تمہیں اس سے کیا کام پڑ گیا ہے“ —— گرینڈ فادر نے اب غور سے عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”میں نے اس سے اس کی بیٹی کے رشتے کی بات کرنی ہے دیکھو یہ سوال جواب کرنے کی بجائے بہتر یہی ہے کہ تم صرف مجھے معلومات مہیا کر دو ورنہ میں جا کر پرنس سے کہہ دوں گا کہ تمہارے ٹیلی فون کے باوجود گرینڈ فادر نے تعاون نہیں کیا۔ حالانکہ پرنس تمہاری بے حد تعریفیں کر رہا تھا“ —— عمران کا لہجہ بے حد سنجیدہ تھا۔

”کاش تمہیں پرنس نے نہ بھیجا ہوتا پھر میں دیکھتا کہ تمہاری زبان تمہارے حلق میں کتنی بار گھومتی ہے۔ بہرحال تمہارے سوال کا جواب یہ ہے کہ آج کل سپیشل ایجنسی کا چیف ڈارسن ہے“ —— بوڑھے نے ہونٹ بھینچتے ہوئے جواب دیا۔

”اس کا ہیڈ کوارٹر وہی الیون تھرٹی سٹریٹ والا ہے یا تبدیل کر لیا گیا ہے“ —— عمران نے پوچھا۔

”ہونہہ اس کا مطلب ہے تم کوئی خاص آدمی ہو ورنہ سپیشل ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں تو اچھے اچھے نہیں جان سکتے“ —— بوڑھے کے ہونٹ ایک بار پھر بھینچ گئے۔

”کیا یہ میرے سوال کا جواب ہے“ —— عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

”یو شٹ اپ —— تمیز سے بات کرو —— تم مجھے کیا سمجھتے ہو“ —— بوڑھا عمران کی بات سن کر بیٹھے سے ہی اکھڑ گیا۔ اس کا چہرہ اس قدر سرخ پڑ گیا کہ جیسے پکا ہوا ٹماٹر ہوتا ہے۔

”لکڑی کی ٹانگوں اور ٹیڑھی میڑھی ناک والا ایک ایسا بوڑھا جو کسی زمانے میں سرکس کا مشہور مسخرہ ہوا کرتا تھا“ —— عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور بوڑھے کے جسم نے یکلخت تیز جھٹکا کھایا اور دوسرے لمحے وہ اس طرح اچھل کر کھڑا ہو گیا کہ شاید اصلی ٹانگوں والا بھی اس قدر تیزی سے نہ اٹھ کر کھڑا ہو سکتا تھا۔ اس کے ہاتھ میں اب ریوالور لہرا رہا تھا اور آنکھوں سے شعلے سے نکل رہے تھے۔

”ہوں —— اب تم نے موت کو آواز دے ہی ڈالی ہے“ بوڑھے نے انتہائی غضبناک لہجے میں کہا۔

”مجھے تو عرصہ ہو گیا ہے موت کو آواز دیتے لیکن اگر موت ہی بہری ہو تو میں کیا کر سکتا ہوں، جان بلٹ عرف گرینڈ فادر“ اس بار عمران نے مسکراتے ہوئے اپنے اصلی لہجے میں کہا تو بوڑھے کے ہاتھ سے ریوالور خود بخود نیچے جا گرا۔ اس کی آنکھیں تیزی سے پھیلنے لگیں۔ رخساروں کا گوشت پھڑ پھڑانے لگا۔

”کک —— کک —— کیا مطلب۔ تت —— تم پرنس ——

تم پرنس "۔۔۔۔۔ بوڑھے نے انتہائی حد تک لرزتے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ کھٹ کھٹ کرتا اس قدر تیزی سے عمران کی طرف بڑھا کہ عمران بے اختیار بوکھلا کر اٹھ کھڑا ہو مگر دوسرے لمحے بوڑھے نے اپنے لمبے اور بھاری بازوؤں میں عمران کو جکڑ لیا۔

" ارے ۔۔۔ ارے میری پسلیاں ۔۔۔ ارے گرینڈ فادر میری پسلیاں پرانے زمانے کی نہیں ہیں جو خالص گھی سے بنتی تھیں اب تو ویجی ٹیبل آئل کا زمانہ ہے۔ ارے بیک وقت ٹوٹ جائیں گی "۔۔۔۔ عمران نے اس طرح چیختے ہوئے کہا جیسے گرینڈ فادر کی گرفت کی وجہ سے واقعی اسے بے پناہ تکلیف محسوس ہو رہی ہو۔

" اوہ شیطان پرنس کی اولاد مجھے کتنی خواہش تھی اپنی زندگی میں تم سے دوبارہ ملنے کی اور تم میک اپ کر کے آگئے "۔۔۔ گرینڈ فادر نے عمران کو علیحدہ کر کے انتہائی مسرت سے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔ اس وقت اس کے چہرے پر واقعی ایسی خوشی محسوس ہو رہی تھی جیسے کسی کا عزیز ترین ساتھی صدیوں بعد اچانک مل گیا ہو۔

" یعنی اب قبلہ والد صاحب کو بھی جنت سے نکلنا پڑے گا "۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" کیا ۔۔۔ کیا مطلب "۔۔۔۔۔ بوڑھا جان بلٹ عمران کی بات سن کر یکلخت بوکھلا سا گیا۔

" تم نے اب انہیں شیطان بنا دیا اور شیطان اگر جنت میں گھس بھی جائے تو اسے نکلنا ہی پڑتا ہے "۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بوڑھا جان بلٹ ایک بار پھر قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

" بیٹھو بیٹھو ۔۔۔ اوہ خدا کی پناہ کس قدر خوش قسمت دن ہے آج پرنس سے دوبارہ ملاقات ہو رہی ہے۔ پندرہ سال تو ہو ہی گئے ہوں گے تمہاری آواز فون پر سننے کے بعد مجھے ساری رات خوشی سے نیند نہ آئی تھی اور اب تم خود آگئے "۔۔۔۔ بوڑھے کی حالت واقعی دیکھنے والی ہو رہی تھی اور عمران کے تینوں ساتھی حیرت سے اس کریہہ شکل کے بوڑھے کو دیکھ رہے تھے جس کا خلوص بتا رہا تھا کہ اگر عمران اسے صرف اشارہ کر دے کہ خودکشی کر لو تو یقیناً وہ ایک لمحہ ہچکچائے بغیر ریوالور اپنی کنپٹی پر رکھ کر گولی چلا دینے سے بھی دریغ نہ کرے گا اور وہ سوچ رہے تھے کہ نجانے عمران ایسے لوگوں پر کیا جادو کرتا ہے کہ وہ اس قدر عقیدت مند بن جاتے ہیں۔

" تم نے بھی تو آج تک اپنی وصیت تبدیل نہیں کی "۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور بوڑھا جان بلٹ ایک بار پھر قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

" تم بالکل ویسے ہی ہو۔ آج سے پندرہ سال پہلے والے۔ جس نے ایک بوڑھے اور زخمی مجرم کو نہ صرف دشمنوں سے بچایا بلکہ دس روز تک اس کے سرہانے بیٹھا رہا تا کہ کہیں وہ بوڑھا

مجرم مر نہ جائے. تم نے نہ صرف اس بوڑھے مجرم کی ٹانگوں کا آپریشن کیا بلکہ دس روز تک خود کچھ کھائے پیئے بغیر اس بوڑھے کی جان بچانے میں لگے رہے اور پھر اس بوڑھے مجرم نے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جرائم کی راہ چھوڑ دی. تم وہی پرنس ہو بالکل وہی پرنس ہو"۔۔۔۔۔ بوڑھے نے انتہائی جذباتی لہجے میں خود کلامی کے انداز میں کہا اور اس کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو بھی نکلنے لگ گئے.

"ارے ارے ابھی ان کا سٹاک موجود ہے ۔۔۔ کمال ہے میں نے تو سوچا تھا کہ اتنا عرصہ زندہ رہنے تک سٹاک ختم ہو چکا ہو گا"۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بوڑھے جان بلٹ نے ہنستے ہوئے اپنے ہاتھ سے آنسو پونچھ ڈالے.

"لیکن پرنس تم میک اپ میں کیوں آئے اور پھر اتنا لمبا چکر چلانے کی کیا ضرورت تھی کہ پہلے فون کیا کہ میرا دوست ڈینجر میں آ رہا ہے اسے معلومات مہیا کر دوں. کیا تمہیں اب مجھ پر اعتبار نہیں رہا تھا"۔۔۔۔۔ یکلخت بوڑھے نے انتہائی سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا.

"ارے یہ بات نہیں گرینڈ فادر ۔۔۔ بس کچھ حالات ہی ایسے ہیں کہ مجھے ایسا کرنا پڑا. بہرحال اب کافی باتیں ہو گئی ہیں اور ہم اس وقت انتہائی ایمرجنسی میں ہیں. میں اپنی شناخت شاید فی الحال نہ ہی کراتا لیکن میں نے دیکھا کہ تم سپیشل ایجنسی کے الفاظ سنتے ہی چوکنا ہو گئے تھے اور تم نے اس کے چیف کا نام بھی غلط بتایا ہے"۔۔۔۔۔ عمران نے بھی سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا.

"ظاہر ہے مجھے ایسا کرنا ہی چاہیے تھا لیکن جب تمہیں اس کے نام کا علم ہے تو پھر تم نے پوچھا ہی کیوں"۔۔۔۔۔ بوڑھے نے ہنستے ہوئے کہا.

"اس لئے کہ مجھے یہ اطلاع ملی تھی کہ سپیشل ایجنسی کا چیف ٹوف بھی تم سے معلومات حاصل کرتا رہتا ہے. وہ بھی تمہارے گاہکوں میں سے ایک ہے اس لئے میں نے صرف چیک کرنے کے لئے نام پوچھا تھا. جب تم نے غلط نام بتایا تو اب دو صورتیں رہ گئی تھیں کہ یا تو میں اپنی شناخت کرا دوں یا پھر تمہیں مار دوں کیونکہ ظاہر ہے تم نے فوری طور پر ہمارے متعلق اطلاع دے دینی تھی"۔۔۔۔۔ عمران نے خشک لہجے میں کہا.

"ارے نہیں ۔۔۔ پرنس کا فون آنے کے بعد کم از کم میں یہ نہ کر سکتا تھا لیکن کسی عام آدمی کو اس قدر اہم معلومات بھی اس وقت تک نہ دے سکتا تھا جب تک میں اس کے متعلق مکمل انکوائری نہ کر لیتا. بہرحال پوچھو اب تم کیا پوچھنا چاہتے ہو"۔ بوڑھے نے قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا.

"پاکستانی سفارت خانے کے ثقافتی اتاشی آفندی کو روسی ایجنٹ کے طور پر پکڑا گیا. اسے سپیشل ایجنسی لے جایا گیا اور چیف سے میں بتایا گیا کہ روسیاہی ایجنٹوں نے حملہ کر کے ۔۔۔ ۔۔۔

ٹارچر سیل "۔۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

" یہ ٹارچر سیل راگورا چھاؤنی کے اندر ہے۔ پیلے رنگ کی عمارت ہے۔ چھاؤنی کے دائیں ہاتھ پر، اس کا انچارج کرنل جالسن ہے اور اس کے ماتحت دو ہیں میجر براؤن اور میجر ٹامی۔ باقی فوجی عملہ ہے "۔۔۔۔۔ گرینڈ فادر نے جواب دیا۔

" کیا تم اب معلوم کر سکتے ہو کہ آفندی کی کیا پوزیشن ہے "۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

" نہیں پرنس ۔۔۔ چھاؤنی میں میرا ایک ہی مخبر تھا، وہ ایک ایکسیڈنٹ میں ہلاک ہو چکا ہے "۔۔۔۔۔ گرینڈ فادر نے جواب دیا۔

" اچھا یہ بتاؤ کہ وہ راز کیا ہے۔ اس کی کوئی تفصیل "۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

" صرف اس گفتگو میں اس کا نام لیا گیا تھا۔ سیکرٹ ہارٹ اور اس میکالے نے آفندی کو یہ بتایا تھا کہ یہ کوئی حملہ آور نظام ہے جسے ایکریمیا اسرائیل میں نصب کرنا چاہتا ہے تاکہ اس کی مدد سے پاکیشیا کے کسی اہم ایٹمی تحقیقاتی مرکز کو تباہ کیا جا سکے اور اس کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کے انتہائی مقدس ترین مقامات بھی اس کے حملے کی ہر وقت زد میں رہیں گے "۔۔۔۔۔ گرینڈ فادر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اس گفتگو کی ٹیپ ہے تمہارے پاس "۔۔۔۔۔ عمران نے چونک کر پوچھا۔

" نہیں ۔۔۔ وہ میں نے ایجنسی کے چیف کے حوالے کر دی تھی "۔ گرینڈ فادر نے جواب دیا۔

" او۔ کے ۔۔۔ اب سنو مجھے ایک کوٹھی دو کاریں اور ہر قسم کا اسلحہ چاہیے لیکن فوراً کیا تم مہیا کر سکتے ہو "۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

" بالکل کر سکتا ہوں۔ یہ تو معمولی چیزیں ہیں۔ میں تو تمہارے لئے جان بھی دے سکتا ہوں "۔۔۔۔۔ گرینڈ فادر نے کہا اور اٹھ کر وہ ایک کونے میں کھڑی الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھولی اور اس میں سے ایک چابی اٹھا کر وہ مڑا۔

" یہ جارک کالونی کی کوٹھی نمبر بیس کی چابی ہے۔ یہ میرا انتہائی خفیہ اڈہ ہے جس سے سوائے میرے چند خاص آدمیوں کے اور کوئی واقف نہیں ہے۔ اس میں تمہارے مطلب کی ہر چیز موجود ہے اور سنو میں واقعی بے حد شرمندہ ہوں کہ میری وجہ سے تمہارا ساتھی پھنس گیا ہے۔ اس لئے اگر تم چاہو تو میں کام کے لئے تمہیں آدمی بھی دے سکتا ہوں "۔۔۔۔۔ گرینڈ فادر نے کہا۔

" نہیں ۔۔۔ اس کی ضرورت نہیں ہے بس اتنا ہی کافی ہے شکریہ ۔۔۔۔ پھر ملیں گے "۔۔۔۔۔ عمران نے اس کے ہاتھ سے چابی لی اور پھر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ کوٹھی میں موجود تھے۔ کوٹھی میں واقعی ہر قسم کا جدید اسلحہ موجود تھا اور دو کی بجائے چار طاقتور انجن والی کاریں بھی موجود تھیں۔

"سنو — اب دو مرحلے سامنے ہیں۔ ایک تو آفندی کو اس ٹارچر سیل سے نکالنا ہے اور دوسرا سپیشل ایجنسی کے چیف شاٹوف سے اس سیکرٹ ہارٹ کا اصل راز معلوم کرنا ہے۔ دونوں ہی بیک وقت اہم ہیں۔ اس لئے ہم دو گروپ بنا لیتے ہیں۔

میں اور چوہان — اور صدیقی اور نعمانی — اب یہ فیصلہ تم کرو کہ دونوں گروپوں کو کیا کام کرنا ہے" — عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میرا خیال ہے عمران صاحب، سیکرٹ ہارٹ کی تفصیلات تکنیکی طرز کی ہوں گی اس لئے ان کے متعلق آپ زیادہ بہتر انداز میں تفصیلات اس شاٹوف سے حاصل کر سکتے ہیں۔ میں اور صدیقی اس چھاؤنی میں گھس کر آفندی کو نکال لاتے ہیں" — نعمانی نے کہا۔

"بات تو ٹھیک ہے لیکن یہ سوچ لو کہ یہ ایکریمین چھاؤنی ہے اس میں سے کسی آدمی کو نکال لانا انتہائی جان جوکھوں کا کام ہوگا" عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"آپ فکر نہ کریں عمران صاحب، اب ہم اتنے بھی گئے گزرے نہیں ہیں جتنا آپ نے ہمیں سمجھ رکھا ہے" — اس بار صدیقی نے کہا اور عمران ہنس پڑا۔

"او کے میں دیکھ لوں گا کہ تم کتنے گئے گزرے ہو۔ بہرحال چھاؤنی کا محل وقوع میں بتا دیتا ہوں، آگے تمہارا اپنا کام ہے" عمران نے کہا اور سارے ہنس پڑے۔ پھر عمران نے انہیں

چھاؤنی کا محل وقوع سمجھایا اور اس کے ساتھ ہی اٹھ کھڑا ہوا۔

"آؤ چوہان ہم اپنا مشن شروع کریں اس کے لئے ہمیں سپیشل ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر میں داخل ہونا ہوگا اور یہ بھی کسی چھاؤنی میں داخل ہونے سے کم ثابت نہ ہوگا" — عمران نے مسکراتے ہوئے چوہان سے کہا اور چوہان سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

آفندی کی آنکھیں کھلیں تو چند لمحوں تک وہ خالی خالی نظروں
سے اس طرح اوپر دیکھتا رہا جیسے اس کا ذہن مکمل طور پر ماؤف
ہو چکا ہو لیکن پھر آہستہ آہستہ اس کا شعور جاگنے لگا اور اس
کے ساتھ ہی نہ صرف اس کے منہ سے کراہ سی نکل گئی بلکہ اسے اپنی
آنکھوں کے سامنے ایک چھت بھی نظر آنے لگ گئی۔ اس نے جلدی
سے سر گھمایا اور پھر یہ دیکھ کر اس کے منہ سے ہلکی سی کراہ
نکل گئی کہ وہ ایک سٹریچر نما بستر پر لیٹا ہوا تھا اور اس کے بازو
اور ٹانگیں بستر کے ساتھ چمڑے کی بیلٹس سے کسی ہوئی تھیں۔
اس کے پورے جسم میں درد کی تیز لہریں سی دوڑ رہی تھیں۔ کمرہ
خالی تھا اور اس کے اندر صرف وہی سٹریچر نما بستر موجود تھا۔ چند
لمحوں بعد کمرے کا اکلوتا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اور خوبصورت
لڑکی اندر داخل ہوئی۔

"اوہ تمہیں ہوش ہو گیا مسٹر آفندی" ___ لڑکی نے انتہائی
مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کے ہاتھ میں ایک سرنج موجود تھی۔
"میں کہاں ہوں اور مجھے باندھ کر کیوں رکھا گیا ہے" ___
فندی نے حیرت بھرے لہجے میں اس لڑکی کی طرف دیکھتے ہوئے
جو اب اس کے بازو میں انجکشن لگانے میں مصروف تھی۔
"آپ دوستوں میں ہیں مسٹر آفندی ___ اور آپ کو باندھ کر
لئے رکھا گیا ہے کہ آپ کے دونوں بازوؤں اور ٹانگوں میں
یکچر ہو گئے ہیں۔ ان کی بینڈیج کر دی گئی ہے لیکن وہ اگر ذرا
ل گئے تو آپ بقیہ ساری عمر کے لئے معذور ہو جائیں گے"
نے انجکشن لگاتے ہوئے مسکرا کر کہا۔
"دوست کون ___ کچھ تفصیل تو بتاؤ" ___ آفندی نے
یل سانس لیتے ہوئے کہا۔
"ابھی معلوم ہو جاتا ہے" ___ لڑکی نے مسکراتے ہوئے
ر تیزی سے واپس مڑ کر دروازے سے باہر چلی گئی۔
"یہ کیسے فریکچر ہیں کہ کہیں درد تک محسوس نہیں ہو رہا۔ شاید
کرنے کے انجکشن لگائے گئے ہوں" ___ آفندی نے
د کلامی کے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ بہرحال اسے اتنا
ینان ضرور محسوس ہو رہا تھا کہ کم از کم وہ کرنل جانسن اور اس
ے ساتھیوں کی گرفت سے نکل آنے میں کامیاب ہو چکا ہے۔
سی لمحے دروازہ کھلا اور ایک ایکریمین نوجوان اندر داخل ہوا۔
س کے چہرے پر انتہائی دوستانہ مسکراہٹ تھی۔

"ہیلو آفندی ——— شکر ہے کہ تم ہمیں زندہ مل گئے ورنہ ہم تو تمہاری طرف سے نا امید ہو کر رہ گئے تھے" ——— اس نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا اور بستر کی سائیڈ پر آ کر کھڑا ہو گیا۔ اسی لمحے دروازے سے وہی لڑکی اندر داخل ہوئی۔ اس نے ایک کرسی اٹھائی ہوئی تھی۔ اس آدمی نے کرسی اس سے لی اور پھر بستر کے ساتھ اسے رکھ کر وہ بیٹھ گیا۔

"آپ کون صاحب ہیں اور مجھے کیسے جانتے ہیں؟" آفندی نے غور سے اس نوجوان کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"میرا نام رابرٹ ہے اور میرا تعلق پاکیشیائی سیکرٹ سروس سے ہے۔ جیسے ہی ہمیں تمہارے متعلق اطلاع ملی ہم نے تمہاری تلاش شروع کر دی اور آخرکار ہم نے تمہیں پا ہی لیا" ——— رابرٹ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم اور پاکیشیا سیکرٹ سروس ——— مگر تم تو ایکریمین ہو" ——— آفندی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ مسٹر آفندی آپ کی بات واقعی بجا ہے لیکن آپ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے شاید واقف نہیں ہیں۔ دنیا کے ہر ملک میں اس کے فارن ایجنٹ موجود ہیں۔ میں یہاں ایکریمیا میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایجنٹ ہوں" ——— رابرٹ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے شکریہ" ——— آفندی نے خشک لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا کیونکہ رابرٹ کی وضاحت سے اس کا ذہن

ابھی مطمئن نہ ہوا تھا۔ وہ سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کسی غیر ملکی کو اپنا ایجنٹ مقرر کر سکتی ہے۔ اس کے اپنے خیال کے مطابق ایسا ہونا ناممکن تھا۔

"مسٹر آفندی ہمارے چیف نے حکم دیا کہ آفندی کو فوری ٹریس کیا جائے اور اس سے وہ راز حاصل کر کے جو اسے میکلے نے دیا تھا پاکیشیا بھجوایا جائے چنانچہ ہم نے تمہاری تلاش شروع کر دی۔ ہمیں معلوم ہو گیا کہ تمہیں ملٹری ٹارچر سیل میں بھجوا دیا گیا ہے۔ ابھی وہاں ریڈ کرنے کی پلاننگ ہی بنا رہے تھے کہ ہمارے مخبروں نے اطلاع دی کہ آپ کو ٹارچر سیل سے نکال کر ہیڈ کوارٹر میں لے جایا گیا ہے چنانچہ ہم وہاں پہنچے تو ہمارے مخبر نے حیرت انگیز بات سنائی کہ آپ کو یہاں سے دوسری جگہ لے جایا گیا لیکن آپ ایک سرنگ میں ایک آدمی کے ساتھ داخل ہوئے ہیں اور اب باقی لوگ باہر کھڑے آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ اس پر میں چونک پڑا۔ مجھے معلوم ہے کہ یہ سرنگ کہاں جا کر نکلتی ہے اس لیے میں ادھر دوڑ پڑا اور پھر میرا اندازہ درست نکلا۔ آپ وہاں گڑھے میں منہ کے بل بیہوش پڑے ہوئے تھے۔ میں نے اپنے ساتھیوں کی مدد سے وہاں سے آپ کو نکالا اور مخبروں کے ذریعے ہم آپ کو لے کر یہاں اپنے خفیہ اڈے پر آ گئے۔ اب آپ کو ہوش آیا ہے" ——— رابرٹ نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"لیکن آپ نے مجھے پہچان کیسے لیا۔ میرے چہرے

میک اپ کیا گیا تھا" ۔۔۔۔ آفندی نے حیرت سے کہا۔

"ہم سیکرٹ ایجنٹ ہیں۔ ہمارے لئے یہ کوئی مسئلہ نہیں ہو۔ آپ کا قد و قامت چال ڈھال بھی آپ کا پتہ دے سکتا ہے اور اصل بات یہ کہ اس ٹارچر سیل میں بھی ہمارے مخبر موجود ہیں جنہوں نے ہمیں یہ اطلاع دی کہ آپ کو میک اپ کر کے الپا کھنڈرات لے جایا گیا ہے۔ آپ کے موجودہ حلیے کی تفصیل بھی بتا دی گئی۔ ہمارے آدمی تعاقب کرتے ہوئے وہاں پہنچ ہی گئے۔ بہرحال اب آپ جلد از جلد وہ راز ہمارے حوالے کریں تاکہ ہم اسے پاکیشیا چیف کو بھجوا کر اپنی ذمہ داری پوری کریں" ۔۔۔۔ رابرٹ نے کہا۔

"سوری مسٹر رابرٹ ۔۔۔۔ اصل چکر تو یہی ہے کہ میرے پاس کوئی راز ہی نہیں ہے اور اس کے باوجود سب یہی سمجھ رہے ہیں کہ میرے پاس راز ہے۔ ان لوگوں نے مجھ پر انتہائی خوفناک تشدد کیا لیکن ظاہر ہے مجھے کچھ معلوم ہوتا تو میں بتاتا۔ پھر انہوں نے مجھے ٹارچر سیل میں بھیج دیا۔ میں نے سوچا کہ اس طرح یہ لوگ آخرکار مجھے مار ہی ڈالیں گے۔ چنانچہ میں نے فرار ہونے کی منصوبہ بندی کی اور میں نے انہیں چکر دیا کہ راز میں نے الپا کھنڈرات میں رکھا ہوا ہے۔ چنانچہ وہ مجھے یہاں لے آئے اور پھر میں ان کے ایک میجر نامی کے ساتھ اس سرنگ میں داخل ہوا۔ وہاں میں نے میجر نامی کو مار ڈالا اور خود دوڑتا ہوا آگے بڑھا لیکن صدیاں گزرنے کے باعث اس سرنگ میں زہریلی ہوا موجود تھی اس لئے میں بیہوش ہو گیا مگر عین اسی لمحے سرنگ ختم ہو گئی اور میں اس گڑھے میں

گر گیا اور اب میری آنکھ یہاں کھلی ہے۔ تم مجھے پاکیشیا پہنچا دو تب تمہارے چیف کو خود ہی مطمئن کر لوں گا" ۔۔۔۔ آفندی نے مضبوط لہجے میں کہا۔

"تو تمہارے پاس واقعی کوئی راز نہیں ہے مگر میکالے تو تم سے ملتا رہا تھا" ۔۔۔۔ رابرٹ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"میکالے مجھ سے ملا ضرور تھا مگر میری اور اس کی صرف دوستی تھی۔ ہم دونوں کا ایک شوق مشترکہ تھا۔ پوری دنیا کے دلو رڈ اکٹھے کرنا اور یہی وجہ ہماری دوستی کی بن گئی۔ مجھے ہرگز معلوم نہ تھا کہ میکالے کوئی ایجنٹ وغیرہ ہے۔ اس نے مجھے بتایا تھا کہ وہ ناراک میں بزنس کرتا ہے" ۔۔۔۔ آفندی نے جواب دیا۔

"ہونہہ ۔۔۔۔ تو تم واقعی ایک مضبوط آدمی ہو کہ تم نے سپیشل ایجنسی کی تھرڈ ڈگری بھی برداشت کر لی اور زبان نہ کھولی اور اب میرا نفسیاتی داؤ بھی تمہاری زبان نہیں کھلوا سکا لیکن مسٹر آفندی میرا نام رابرٹ ہے رابرٹ۔ میرے سامنے تو پتھر بھی بولنے پر مجبور ہو جاتے ہیں" ۔۔۔۔ رابرٹ کا لہجہ یکلخت بدل گیا۔ اب وہ کسی بھیڑیے کی طرح غرا رہا تھا۔

"کیا مطلب ہے ۔۔۔۔ تم کیا کہہ رہے ہو" ۔۔۔۔ آفندی نے چونک کر کہا مگر دوسرے لمحے رابرٹ کا ہاتھ گھوما اور آفندی کے حلق سے ایک زوردار چیخ نکل گئی۔ رابرٹ کا بھرپور

تھپڑ آفندی کے چہرے پر پڑ چکا تھا۔

"حرام زادے ---" شولوف نے اڑنے کی کوشش کر رہے ہو۔ جانتے ہو میں کون ہوں۔ میں روسیاہ کا سپر ایجنٹ ہوں۔ روسیاہ کو جیسے ہی تمہارے متعلق اطلاعات ملیں انہوں نے فوراً مجھے یہاں بھیج دیا اور میں نے تحقیقات کر لی ہیں۔ میکا نے ایکریمیا کا ایک انتہائی قیمتی راز چوری کر لیا تھا۔ میکا روسیاہ کا ایجنٹ تھا لیکن اسے معلوم ہو گیا کہ اس کی چوری کا علم سیکرٹ ایجنسی کو ہو گیا ہے۔ چنانچہ اس نے وہ راز تمہارے حوالے کیا اور خود چھپ گیا۔ اس نے البتہ ٹرانسمیٹر پر کال کر کے ہمیں بتا دیا کہ وہ ایک اہم فوجی حملہ اور نظام کا کھوج لگانے میں کامیاب ہو گیا ہے جس کا کوڈ نام سیکرٹ ہارٹ ہے اور یہ راز تمہارے [illegible] اور [illegible] ہر قیمت پر اسے میرے حوالے کرنا ہے [illegible] --- اس راز [illegible] شولوف نے ایک تھپڑ آفندی کے چہرے پر زوردار تھپڑ مارتے ہوئے کہا اور [illegible] ایک بار پھر چیخ نکل گئی۔ اس کے منہ میں اپنے ہی خون کا ذائقہ محسوس ہونے لگا لیکن اسی لمحے اس کے ذہن میں ایک بار پھر وہ خیال ابھر آیا جو سیکرٹ ایجنسی کے انتہائی خوفناک تشدد کے دوران بھی اس کے ذہن میں ابھرا تھا کہ اسلام کے دور میں مسلمانوں نے انتہائی [illegible] سزائیں برداشت کی ہیں لیکن اسلام سے انہیں دنیا کی کوئی طاقت نہ ہٹا سکی تھی اور یہ خیال اس کے ذہن میں ابھرتے ہی اسے یوں محسوس

ہوا جیسے یہ تشدد ان سزاؤں کے مقابلے میں پرکاہ کی بھی حیثیت نہ رکھتا ہو اور اس کا دل اطمینان کے [illegible] جذبے سے بھر گیا۔ اسے محسوس ہونے والی ہر تکلیف اسی طرح ختم ہو گئی جیسے یہ تشدد اس کی بجائے کسی اور پر کیا جا رہا ہو۔

"جو صحیح بات تھی میں نے بتا دی۔ اب تم بھی جو چاہو کر لو۔ مجھے جب کچھ معلوم ہی نہیں تو میں بتاؤں کیا" ---- آفندی کے لہجے میں ایسا اطمینان تھا کہ شولوف حیرت سے اسے دیکھنے لگا۔

"میں نے تمہاری ہسٹری بھی چیک کی ہے۔ تم ایک عام سے آدمی ہو۔ فنون لطیفہ کی دنیا کے انسان لیکن تشدد کے مقابلے میں تمہارا اطمینان دیکھ کر تو یوں لگتا ہے جیسے تم باقاعدہ تربیت یافتہ ایجنٹ ہو" ---- شولوف نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اصل بات یہ ہے کہ میں بے بس ہوں۔ مجھے کچھ معلوم ہی نہیں" ---- آفندی نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ابھی معلوم ہو جاتا ہے کہ تمہیں کیا معلوم ہے کیا نہیں" ---- شولوف نے کہا اور کرسی سے اٹھ کر تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکل گیا۔ آفندی کے ہونٹ بھینچ گئے۔ اب وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ آسمان سے گر کر کھجور میں اٹک گیا ہے۔ ایکریمیا والوں کے ہاتھ سے نکلا ہے تو

روسیاہ والوں کے ہاتھ لگ گیا ہے۔

"یا اللہ میری مدد فرما تو قادر مطلق ہے ـــ تو میری حفاظت کر" ـــ آفندی کے دل سے بے اختیار دعا نکلی اور اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھیں بند ہو گئیں۔ اس کا ایک جبڑا شدید درد کر رہا تھا اور درد کی یہ لہر پورے جسم میں مسلسل رہی تھی۔ اسی لمحے آہٹ سنائی دی اور آفندی نے بے اختیار آنکھیں کھول دیں۔ وہ لڑکی جس نے پہلے اسے انجکشن لگایا تھا اندر آ رہی تھی۔ وہ ایک ٹرالی دھکیلتی ہوئی آ رہی تھی جس پر کوئی مشین موجود تھی اور یہ مشین سرخ رنگ کے کینوس سے ڈھکی ہوئی تھی۔ لڑکی نے مشین اس کے بستر کے قریب روکی اور پھر اس پر سے کینوس ہٹا دیا۔ آفندی نے دیکھا کہ یہ ایک مستطیل شکل کی مشین تھی جس کی پشت آفندی کی طرف تھی۔

"سنو آفندی ـــ بہتر ہے کہ تم سب کچھ بتا دو ورنہ یہ مشین تمہاری ایک ایک رگ پھاڑ دے گی۔ تمہیں موت بھی نہ آئے گی اور تمہاری حالت موت سے بھی بدتر ہو جائے گی۔ شولوف پتھر دل آدمی ہے۔ اس نے تم پر کوئی رحم نہیں کرنا۔ اگر تم خود ہی سب کچھ بتا دو تو میرا وعدہ کہ میں شولاف کو منا لوں گی کہ وہ تمہیں زندہ چھوڑ دے" ـــ لڑکی نے آفندی سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کا لہجہ بے حد شیریں تھا جیسے اس بھری دنیا میں آفندی کی سب سے عزیز دوست ہو۔

"میں کیا بتاؤں مجھے کچھ معلوم ہی نہیں۔ بتاؤ میں کیا

کروں ـــ کہاں جاؤں" ـــ آفندی نے انتہائی مایوس سے لہجے میں کہا۔

"تمہیں معلوم تو ہے کیونکہ میکالے نے ٹرانسمیٹر پر خود بتایا ہے کہ اس نے تمہیں وہ راز دے دیا ہے اس لئے اب تمہارا انکار تو بیکار ہے" ـــ لڑکی کا لہجہ بھی سخت ہو گیا۔

"اس نے جھوٹ بولا ہے ـــ قطعی جھوٹ ـــ اس نے مجھے کچھ نہیں دیا ہاں ویلو کارڈ اس نے مجھے تحفے میں دیئے تھے جو میں نے گھر جا کر رکھ دیئے۔ عام سے ویلو کارڈ تھے۔ اب اگر وہ راز ہے تو وہ وہاں میرے بیگ میں شاید اب بھی پڑے ہوں" آفندی نے جواب دیا اور لڑکی کی آنکھیں بے اختیار چمک اٹھیں۔

"اوہ ضرور وہ راز ان ویلو کارڈز میں ہو گا" ـــ اس لڑکی نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"گڈ ماریا ـــ تمہاری پلاننگ کامیاب رہی۔ ٹھیک ہے میں جا کر وہ بیگ لے آتا ہوں۔ تم تب تک اس کا خیال رکھنا" ـــ کمرے کے دروازے میں داخل ہوتے ہوئے شولوف نے کہا اور ماریا کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"تم نے دیکھا کہ میں نے کیسے ایک لمحے میں وہ کچھ معلوم کر لیا جو تم شاید اس مشین سے بھی معلوم نہ کر سکتے" ـــ ماریا نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا اور شولوف سر ہلاتا کمرے سے باہر نکل گیا۔

"مس ماریا ـــ پلیز میری ایک بات سنو، اگر مجھ جیسے

بے ضرر سے آدمی سے خوف محسوس نہ ہو رہا ہو تو پلیز میرے ہاتھ پیر کھول دو. مجھے باتھ روم کی حاجت محسوس ہو رہی ہے" آفندی نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد بڑے منت بھرے لہجے میں کہا۔

"لیکن وہ فریکچر"۔۔۔۔۔ ماریا نے چونک کر کہا اور آفندی نہ چاہنے کے باوجود ہنس پڑا۔

"اب میں اتنا بھی احمق نہیں ہوں کہ یہ بھی نہ سمجھ سکوں کہ فریکچر ہوتا تو کم از کم ان حصوں میں درد تو ہوتا"۔۔۔۔۔ آفندی نے ہنستے ہوئے کہا اور ماریا بھی کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"اچھا پھر تو تم واقعی عقلمند آدمی ہو. اس پوائنٹ کی طرف تو ہمارا خیال ہی نہ گیا تھا اور ویسے بھی اب اس کی ضرورت نہیں رہی. ہم نے تو صرف تمہیں اس لئے باندھ دیا تھا تاکہ اگر نہ مشین استعمال کرنی پڑے تو تم حرکت نہ کر سکو. ویسے ایک بات بتا دوں مسٹر آفندی کہ میں بھی شولوف کی طرح روسیاہ کی سپر ایجنٹ ہوں اور بغیر کسی ہتھیار کے ایک لمحے میں دس بہترین لڑاکوں کو بیک وقت ہمیشہ کے لئے بیکار کر سکتی ہوں"۔۔۔۔۔ ماریا نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے تم جیسے لوگ واقعی بہترین تربیت یافتہ ہوتے ہو"۔۔۔۔۔ آفندی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور ماریا نے اس کے بازوؤں کے گرد موجود چمڑے کی بیلٹس کھولنا شروع کر دیں. اس کے بعد اس نے اس کی پنڈلیوں پر بندھی ہوئی بیلٹس کھول دیں اور آفندی پہلے تو اٹھ کر بیٹھ گیا. اس نے اپنی کلائیاں مسلیں اور پھر بستر سے اٹھ کر نیچے اتر آیا۔

"باتھ روم کس طرف ہے مس ماریا"۔۔۔۔۔ آفندی نے ماریا کی طرف مڑ کر پوچھا جو ابھی تک بستر کے قریب کھڑی اسے غور سے دیکھ رہی تھی۔

"اوہ ہاں آؤ ادھر"۔۔۔۔۔ ماریا نے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتی دروازے کی طرف بڑھ گئی. آفندی لڑکھڑاتے ہوئے انداز میں اس کے پیچھے چلنے لگا کیونکہ مسلسل ایک ہی طرح پڑے رہنے کی وجہ سے ابھی تک اس کی ٹانگیں پوری کام نہ کر پا رہی تھیں. دروازے سے باہر نکل کر اس نے دیکھا کہ وہ ایک طویل راہداری تھی جس کے آخر میں سیڑھیاں اوپر جاتی دکھائی دے رہی تھیں. راہداری کراس کر کے وہ سیڑھیاں چڑھتا ہوا ماریا کی رہنمائی میں ایک بڑے کمرے میں پہنچ گیا۔

"یہ دروازہ باتھ روم کا ہے"۔۔۔۔۔ ماریا نے اس بڑے کمرے کے کونے میں موجود دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور آفندی سر ہلاتا ہوا اس دروازے کی طرف بڑھ گیا. اسے واقعی باتھ روم کی حاجت محسوس ہو رہی تھی اور پھر وہ کلیاں بھی کرنا چاہتا تھا کیونکہ تھپڑوں کی وجہ سے اس کے منہ میں جو خون کا ذائقہ سا آگیا تھا. وہ مسلسل اسے بے چین کئے ہوئے تھا. باتھ روم کافی کشادہ تھا. آفندی نے دروازہ بند کیا

اور پھر سب سے پہلے اس نے اپنی حاجت پوری کی۔ اس کے
بعد اس نے واش بیسن سے ہاتھ دھوئے اور پھر کلیاں کرنی
شروع کر دیں۔ کلی کرتے ہوئے اس نے جیسے ہی منہ اوپر کو اٹھایا
وہ بے اختیار چونک پڑا کیونکہ اوپر چھت کے قریب ایک بڑا سا
روشندان موجود تھا۔ اتنا بڑا کہ آفندی اس میں سے آسانی سے
گزر سکتا تھا۔ اس میں شیشہ لگا فریم ضرور موجود تھا۔ لیکن وہ فریم
روشندانوں کے طریقے کے مطابق آگے سے آدھا نیچے کو جھکا
ہوا تھا اور سب سے اچھی بات یہ تھی کہ اس میں نہ ہی سلاخیں
تھیں اور نہ کوئی جال کیونکہ یہ روشندان لوہے کی بجائے لکڑی کا
تھا۔ اس لئے بس عام سا کھلا روشندان تھا۔ آفندی نے پانی
چلنے دیا کیونکہ اس طرح باہر موجود ماریا کو یہی احساس ہوتا
کہ آفندی ابھی مصروف ہے۔ روشندان سے باہر آسمان نظر آ رہا
تھا اور روشنی بتا رہی تھی کہ صبح طلوع ہوئے کافی دیر گزر چکی
آفندی نے ایک پیر واش بیسن پر رکھا اور ایک ہاتھ سے
اوپر لگی ہوئی کپڑے ٹانگنے والی کھونٹی کو پکڑ کر ایک جھٹکے سے
واش بیسن پر چڑھ کر کھڑا ہو گیا۔ باتھ روم کی چھت صرف دس فٹ
تھی اس لئے آفندی کا ہاتھ آسانی سے روشندان کے فریم تک
پہنچ گیا۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے فریم کو پکڑ کر زور سے جھٹکا
دیا لیکن فریم خاصا مضبوط تھا اس لئے ذرا سی چرچراہٹ
کے باوجود وہ اپنی جگہ مضبوطی سے جما رہا۔ آفندی نے پیر اٹھا
کر کھونٹی پر رکھا اور دوسرے لمحے وہ پورا زور لگا کر اپنے جسم

... دونوں کے بل اوپر اٹھتا گیا۔ ہلکی سی چرچراہٹ ابھری اور
ایک لمحے کے لئے آفندی کو یوں محسوس ہوا جیسے روشندان
کا فریم ٹوٹ کر اس سمیت نیچے جا گرے گا لیکن روشندان اس
کے جسم کا وزن برداشت کر ہی گیا کیونکہ سوائے چرچراہٹ
کے اور کچھ نہ ہوا۔ ابھی آفندی اوپر کو گھسٹ ہی رہا تھا کہ باتھ روم
کا دروازہ باہر سے تیز آواز میں کھٹکھٹایا گیا۔
"ایک منٹ مس ماریا —— بس ابھی فارغ ہو جاتا ہوں"
آفندی نے وہیں لٹکے لٹکے زور سے چیخ کر کہا اور اس کے بعد
دستک دوبارہ نہ ہوئی۔ آفندی اب آدھے سے زیادہ روشندان پر
سمٹ کر باہر کو نکل چکا تھا۔ اس نے سر اٹھا کر دیکھا تو اسے
روشندان کے اوپر چھت کی باہر کو نکلی ہوئی کارنس نظر آئی۔ نیچے
تھوڑے سے فاصلے پر اس کوٹھی کی چار دیواری تھی جس کے
دوسری طرف ایک چوڑی گلی تھی۔ آفندی نے اوپر کو ہاتھ اٹھا کر
کارنس کو مضبوطی سے پکڑا اور پھر اس کا پورا جسم روشندان
سے باہر نکل کر ہوا میں لٹکنے لگا۔ اسے یوں محسوس ہوا ہی تھا کہ
جیسے اس کے ہاتھ اس کارنس سے علیحدہ ہو جائیں گے لیکن اس
نے اپنی انگلیوں کو کارنس پر مضبوطی سے جمائے رکھا اور دونوں
ٹانگیں ادھر ادھر ماریں اور دوسرے لمحے اس کے دل میں مسرت
کی ایک لہر سی دوڑ گئی کیونکہ دائیں طرف اس کے پیر ایک کھڑکی
کے شیڈ سے جا ٹکرائے تھے۔ آفندی نے اپنے آپ کو سنبھالا
اور پھر اپنے جسم کو ذرا سا جھکولا دے کر اس نے کارنس پر

مضبوطی سے جمے ہوئے ہاتھ چھوڑ دیئے۔ ہلکے سے جھٹکے کے ساتھ
اس کے پیر کھڑکی کے اوپر بنے ہوئے شیڈ سے ٹکرائے۔ اس کا جسم
بُری طرح لڑکھڑایا لیکن اس نے دیوار پر ہاتھ رکھ کر بڑی مشکل سے
اپنے آپ کو سنبھال ہی لیا۔ اب وہ کھڑکی کے شیڈ پر کھڑا تھا اور تقریباً
پانچ فٹ کے فاصلے پر وہ دیوار تھی جس کی دوسری طرف گلی تھی۔ دیوار
کی اونچائی اس کھڑکی کے شیڈ سے ذرا نیچے تک تھی۔ آفندی نے ادھر
اُدھر دیکھا اور پھر اس نے شیڈ کے کنارے کی طرف کھسکنا شروع کر دیا۔
کنارے پر پہنچ کر اس نے اپنے جسم کو سنبھالا اور پھر ایک لات کو تیزی سے
دیوار کی طرف بڑھا دیا۔ ایک بار تو اس کا جسم بری طرح ڈولا جیسے وہ سر
کے بل اُلٹ کر درمیانی جگہ میں جا گرے گا لیکن پھر وہ سنبھل گیا۔ اب
اس کا ایک پیر دیوار پر تھا اور دوسرا شیڈ کے کنارے پر۔ بیرونی دیوار
کمرے کی دیوار کا درمیانی فاصلہ پانچ فٹ تھا لیکن شیڈ تقریباً ڈھ
تین فٹ آگے کو نکلا ہوا تھا اس لئے شیڈ کے کنارے سے دیوار کو
فاصلہ بہت معمولی رہ گیا تھا اس لئے اس کا پیر آسانی سے
بیرونی دیوار تک پہنچ ہی گیا تھا۔ ایک لمحے کے لئے اپنے آپ کو
سنبھال کر اس نے دوسرا پیر بھی شیڈ سے اٹھا لیا لیکن اسی لمحے
اس کا جسم بُری طرح لڑکھڑایا اور وہ لڑکھڑا کر پہلے اندر کی طرف مگر
دوسرے لمحے جھکولا کھا کر سر کے بل باہر گلی کی طرف گرنے لگا لیکن
آفندی نے لاشعوری طور پر اپنے آپ کو نیچے گرنے سے بچانے کی
کوشش کی تو اس کے ہاتھ چوڑی دیوار کے اوپر جیسے ایک لمحے
کے لئے جمے مگر دوسرے لمحے اس کا نچلا جسم کسی قوس کی

طرح گھومتا ہوا گلی کی طرف گیا اور پلک جھپکنے میں اس کا جسم اس
کے ہاتھوں کے بل گلی میں لٹکا ہوا نظر آنے لگا۔ اس کے دونوں
ہاتھ دیوار کے سرے پر جمے ہوئے تھے اور جسم نیچے لٹکا ہوا تھا۔
اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ چھوڑ دیئے اور دھپ سے گلی کے
فرش پر اس طرح بیٹھ گیا جیسے کوئی اکڑوں بیٹھتا ہے۔ اس
طرح پیروں کے بل گرنے کی وجہ سے ایک لمحے کے لئے اسے
یوں محسوس ہوا جیسے اس کی پنڈلیوں کی ہڈیاں ٹوٹ گئی ہوں لیکن
درد کی یہ لہر صرف چند سیکنڈ تک ہی رہی۔ پھر وہ ایک جھٹکے
سے اُٹھ کھڑا ہوا۔ تو وہ صحیح سلامت تھا اور نہ صرف صحیح سلامت
تھا بلکہ وہ روسیاہی ایجنٹوں کے اس اڈے سے نکل آنے میں بھی
کامیاب ہو گیا تھا۔ اب اسے اپنے آپ حیرت ہو رہی تھی کہ فنون
لطیفہ کی دنیا میں رہنے والا کس طرح سیکرٹ ـــــ ایجنٹوں کی
طرح کام کرتا پھر رہا ہے لیکن ظاہر ہے جان کا خوف انسان
سے ہر وہ کام کرا لیتا ہے جس کی توقع شاید عام حالات میں وہ
خود اپنے آپ سے بھی نہ کر سکتا ہو اور یہی کام اس وقت آفندی
سے ہوا تھا۔ آفندی کبھی خواب میں بھی نہ سوچ سکتا تھا کہ وہ
اس قسم کے حالات میں اس قسم کے کام کر سکتا ہے۔

آفندی تیزی سے گلی میں دوڑنے لگا۔ اس نے جان بوجھ کر
اپنا رخ سڑک کے مخالف طرف رکھا تھا تا کہ کہیں مار یا سڑک کے
راستے اس پر فائر نہ کر دے۔ گلی آگے جا کر مڑ گئی اور آفندی بھی
ساتھ ہی مڑ گیا۔ یہ گلیاں کوٹھیوں کے درمیانی گلیاں تھیں۔ اس

طرح مختلف گلیوں میں دوڑتا ہوا وہ تھوڑی دیر بعد ایک سڑک پر پہنچ گیا۔ سڑک پر خاصی ٹریفک موجود تھی۔ آفندی چند لمحے دیوار سے پشت لگا کر اپنے تیز تیز سانس کے معمول پر آنے کا انتظار کرتا رہا۔ پھر وہ آہستہ سے آگے بڑھنے لگا تاکہ کہیں سے کوئی خالی ٹیکسی اسے مل جائے لیکن وہ اس طرح چلتا ہوا ذرا سا ہی آگے بڑھا تھا کہ یکلخت ایک نو تعمیر کوٹھی کی دیوار کے پیچھے سے کوئی آفندی پر جھپٹا اور دوسرے لمحے آفندی کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے پیروں نے یکلخت زمین چھوڑ دی ہو اور پھر وہ ایک دھماکے سے زمین پر گرا اور درد کی تیز ترین لہر اس کے جسم میں دوڑتی چلی گئی۔ اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن پر تاریکی نے بار بار جھپٹا مارنا شروع کر دیا۔ اس نے اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کی لیکن پھر اس کے سر پر ایک دھماکہ ہوا اور اس کا ذہن تیزی سے تاریک دلدل میں ڈوبنے لگا۔ مکمل تاریکی کی لپیٹ میں آنے سے پہلے اس کے ذہن میں ایک چیختی ہوئی آواز گونجی کہ کرنل جانسن کو کال کرو مارٹن آفندی مل گیا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کا ذہن مکمل تاریکی میں ڈوب گیا۔

سیاہ رنگ کی کار خاصی تیز رفتاری سے ولنگٹن کی ایسی سڑک پر دوڑ رہی تھی جو شہر سے باہر نکل کر مضافات کی طرف جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر نعمانی بیٹھا ہوا تھا جبکہ اس کے ساتھ والی سیٹ پر صدیقی موجود تھا۔ عمران نے انہیں راگورا چھاؤنی کا جو محل وقوع سمجھایا تھا اس کے مطابق راگورا چھاؤنی اسی طرف واقع تھی۔ اسی سڑک سے ایک اور سڑک دائیں طرف نکلتی تھی جس پر آگے جا کر راگورا چھاؤنی تھی۔ نعمانی اور صدیقی نے باہمی طور پر ایک پلاننگ بنائی تھی اور اب اس پلاننگ کے تحت وہ کار میں بیٹھے اس چھاؤنی کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ دونوں ہی خاموش بیٹھے ہوئے تھے کیونکہ جس مشن پر وہ جا رہے تھے وہ ایک لحاظ سے بلائنڈ مشن تھا اور انہوں نے جو پلاننگ کی تھی وہ ضروری نہ تھی کہ کامیاب ہی ہوتی۔ ان کی پلاننگ تھی کہ وہ

اس سڑک پر جا کر ایک سائیڈ پر چھپ جائیں گے اور پھر جیسے ہی کوئی جیپ چھاؤنی کی طرف جاتی ہوئی یا آتی ہوئی نظر آئی وہ اس پر حملہ کر کے اس میں موجود افراد کی یونیفارمز خود پہن لیں گے۔ سپیشل میک اپ باکس ان کے پاس موجود تھا۔ اس طرح وہ ان فوجیوں کے روپ میں چھاؤنی میں گھسنے کی کوشش کریں گے۔ اس کے بعد جو ہوگا دیکھا جائے گا کیونکہ اس کے علاوہ ان کے پاس اور کوئی چارہ کار بھی نہ تھا۔

کافی آگے جا کر دائیں طرف کو ایک چوڑی سڑک نکلتی ہوئی دکھائی دی تو نعمانی نے کار کا رخ ادھر ہی موڑ دیا۔ سڑک کے دونوں اطراف میں گھنے درختوں کا سلسلہ دور تک چلا گیا تھا اور یہاں واقعی دور دور تک اس کثیر تعداد میں درخت موجود تھے کہ وہ سارا علاقہ کسی گھنے جنگل کا ایک حصہ دکھائی دے رہا تھا۔ وہ سمجھ گئے کہ چھاؤنی کو قدرتی تحفظ دینے کے لئے باقاعدہ پلاننگ کے طور پر اس سارے علاقے میں شجر کاری کی گئی ہے لیکن یہ صورت حال فی الحال ان کے فائدے میں جا رہی تھی۔ نعمانی خاموشی سے کار چلاتا ہوا آگے بڑھا جا رہا تھا اور پھر کافی آگے پہنچ کر اس نے کار کا رخ موڑا اور اسے درختوں کے اندر دوڑاتا ہوا کافی آگے لے جا کر اس نے روک دیا۔ پھر وہ دونوں ہی بغیر ایک دوسرے سے کوئی بات کیے دروازے کھول کر نیچے اترے اور دوڑتے ہوئے دوبارہ سڑک کی طرف جانے لگے۔ سڑک کے قریب پہنچ کر وہ ایک دوسرے سے علیحدہ ہو کر درختوں کی اوٹ میں چھپ کر کھڑے ہو گئے۔ ان دونوں کے انداز اس قدر میکانکی تھے۔ جیسے وہ دونوں روبوٹ ہوں اور یہ ساری حرکات ان کے ذہنوں میں پہلے سے اسی طرح سیٹ کر دی گئی ہوں حالانکہ اصل بات یہ تھی کہ وہ دونوں پہلے ہی اپنی پلاننگ کو مکمل طور پر ڈسکس کر چکے تھے اور اس کے لئے ذہنی طور پر پوری طرح تیار ہو چکے تھے۔

ابھی انہیں وہاں درختوں کے پیچھے کھڑے ہوئے تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ سڑک کی طرف سے ایک فوجی جیپ تیزی سے چھاؤنی کی طرف جاتی ہوئی دکھائی دی۔ جیپ کی چھت کھلی تھی اور اس میں صرف دو فوجی سوار تھے۔ دونوں کے کاندھوں پر موجود سٹار بتا رہے تھے کہ ان میں سے ایک میجر اور ایک کیپٹن ہے۔ ان دونوں نے ایک نظر میں تاڑ لیا کہ دونوں ہی تقریباً ان کے قد و قامت کے ہیں اور یہ ایک ایسا حسن اتفاق تھا جس کے لئے وہ قدرت کا جتنا بھی شکر ادا کرتے کم تھا۔ جیپ تیزی سے دوڑتی ہوئی ان کے سامنے سے ہو کر آگے بڑھی ہی تھی کہ نعمانی کے ہاتھ میں موجود لمبی نالی کے ریوالور سے شعلہ سا نکلا اور ٹشک کی آواز کے ساتھ ہی جیپ کا عقبی ٹائر ایک دھماکے سے برسٹ ہو گیا۔ جیپ تھوڑی سی لڑکھڑائی اور پھر رک گئی۔ اور وہ دونوں فوجی اچھل کر نیچے اترے اور اکٹھے ہو کر جیپ کے عقبی پہیے پر جھک گئے۔ نعمانی نے عقبی ٹائر سائیلنسر لگے ریوالور کی گولی سے برسٹ کر دیا تھا۔ اب ان دونوں فوجیوں کی ان کی طرف پشت تھی۔ وہ دونوں درختوں کی اوٹ سے نکلے اور

پھر دبے پاؤں دوڑتے ہوئے ایک لمحے میں ان کے قریب پہنچ گئے۔

”یہ گولی چلائی گئی ہے مارک“ ——— ایک فوجی کی آواز سنائی دی۔

”ہاں مگر........“ ——— دوسرے نے کچھ کہنا ہی چاہا تھا کہ قریب پہنچ جانے کی وجہ سے شاید ان کی آہٹ دونوں فوجیوں نے سن لی اور وہ بجلی کی سی تیزی سے مڑے ہی تھے کہ نعمانی اور صدیقی دونوں کے ہاتھ گھومے اور کھٹاک کھٹاک کی آوازوں کے ساتھ ہی ریوالوروں کے دستے ان کے سروں کی سائیڈوں پر پڑے اور وہ دونوں چیختے ہوئے نیچے گرے۔ اسی لمحے ان دونوں نے اچھل کر اپنے اپنے بوٹ کی نوک ان کی کنپٹیوں پر جڑ دی اور اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے وہ دونوں ہی ساکت ہو گئے۔

”انہیں اٹھا کر جیپ میں ڈالو میں جیپ کو اسی حالت میں درختوں میں لے جاتا ہوں“ ——— نعمانی نے چیخ کر کہا اور اچھل کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا جبکہ صدیقی نے بجلی کی سی تیزی سے جھک کر ایک فوجی کو اٹھا کر جیپ کے پچھلے حصے میں پھینکا اور پھر جب تک نعمانی نے جیپ سٹارٹ کی وہ دوسرے کو بھی اٹھا کر پہلے کے اوپر پھینک چکا تھا اور دوسرے لمحے وہ خود بھی اچھل کر جیپ پر سوار ہو گیا۔ نعمانی نے پہلا گیئر لگا کر پوری قوت سے ایکسیلیٹر دبا کر سٹیرنگ موڑ دیا اور جیپ کا انجن شور مچاتا ہوا مڑ کر درختوں کی طرف جیپ کو گھسیٹنے لگا۔ چونکہ اس کا ٹائر برسٹ ہو چکا تھا اس لئے نعمانی کو اس کا توازن برقرار رکھنے میں خاصی مشکل پیش آ رہی تھی۔ لیکن وہ بہرحال کسی نہ کسی طرح اسے گھسیٹتا ہوا آگے لئے چلا جا رہا تھا۔ درختوں کے اندر وہ اسے لے گیا اور پھر اس نے کار کے قریب لے جا کر جیپ روک دی اور اس کے ساتھ ہی وہ دونوں اچھل کر نیچے اترے۔

”جلدی کرو پہلے ان کی یونیفارم اتار دو، میرا خیال ہے یہ ہمارے لباسوں کے اوپر پوری آ جائے گی۔ اس طرح ہم جس وقت چاہیں گے انہیں آسانی سے اتار پھینکیں گے“ ——— نعمانی نے کہا اور صدیقی نے سر ہلا دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ ان کی یونیفارم پہن چکے تھے۔ پھر نعمانی نے کار میں موجود میک اپ باکس کھولا اور وہ دونوں ہی ماسک میک اپ میں مصروف ہو گئے کیونکہ یہ ایک ایسا میک اپ تھا جو جلدی سے جلدی بھی ہو سکتا تھا اور آسانی سے بھی کیا جا سکتا تھا۔ یہ باکس چونکہ اسی گرینڈ فادر کی کوٹھی سے ہی ملا تھا اس لئے اس میں موجود ماسک اور ان پر لگے ہوئے بال مقامی افراد کے رنگ و بالوں کے مطابق ہی بنائے گئے تھے۔ تھوڑی دیر بعد وہ میک اپ سے بھی فارغ ہو گئے۔

”تم بالکل اس دائیں ہاتھ والے کی طرح لگ رہے ہو لیکن ناک کی جڑ کو اور باریک کرو“ ——— صدیقی نے نعمانی کو دیکھتے ہوئے کہا اور نعمانی نے ناک کی جڑ کو انگلیوں کی مدد سے کھینچا۔

"بس ٹھیک ہے"۔۔۔۔ صدیقی نے اسے بغور دیکھتے ہوئے کہا اور پھر نعمانی نے اسے ہدایات دینی شروع کر دیں۔ اس کے بعد انہوں نے یونیفارمز کی جیبوں سے ملنے والے سامان کو چیک کرنا شروع کر دیا۔ جیبوں میں کاغذات بھی موجود تھے۔

"اوہ تو میرا نام میجر براؤن ہے ۔۔۔ ارے بہت خوب میں تو ٹارچر سیل کا ہی میجر ہوں ۔۔۔ یہ دیکھو کارڈ"۔۔۔۔ نعمانی نے خوشی سے اچھلتے ہوئے کہا۔

"میرا نام کیپٹن مارک ہے ۔۔۔ ویری گڈ، میرا تعلق بھی ٹارچر سیل سے ہے۔ واہ اس کا مطلب ہے قسمت بھی ساتھ دے رہی ہے"۔۔۔۔ صدیقی نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔ نعمانی نے سر ہلا دیا۔

"اب تو یہیں ان دونوں سے آفندی کے متعلق پوچھ گچھ کی جا سکتی ہے"۔۔۔۔ نعمانی نے کہا اور پھر وہ تیزی سے کار کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ اس میں موجود نائیلون کی باریک رسی کا گچھا نکال لایا۔ اور اس نے اس رسی کی مدد سے ان دونوں کے ہاتھ پشت پر کر کے باندھے اور باقی رسی سے ان کے پیر بھی علیحدہ علیحدہ باندھ دیئے اور پھر نعمانی اور صدیقی نے رسی کے بقایا ٹکڑے کی مدد سے انہیں درختوں کے تنوں سے باندھ کر ان کے ناک اور منہ بند کر دیئے تاکہ یہ جلد از جلد ہوش میں آ سکیں۔ چند لمحوں بعد ہی ان کے جسموں میں حرکت محسوس ہوئی اور پھر ان کی آنکھیں کھل گئیں۔

"یہ ٹارچر سیل کے لوگ ہیں اس لئے ان پر خصوصی طریقہ استعمال کیا جانا چاہیے۔ پہلے ان کی آوازیں اور لب و لہجہ وغیرہ چیک کر لیں ورنہ ہم چھاؤنی میں گھستے ہی ٹریس ہو جائیں گے"۔۔۔۔ صدیقی نے کہا اور اس بار نعمانی نے سر ہلا دیا۔

"کک کک کون ہو تم ۔۔۔ ہماری ہی شکلیں ۔۔۔ اوہ تو تم نے ہمارا میک اپ کیا ہے"۔۔۔۔ میجر براؤن نے سامنے کھڑے صدیقی اور نعمانی کو دیکھتے ہی انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ کیپٹن مارک ابھی تک قدرے غنودگی کے عالم میں تھا۔

"سنو میجر براؤن اور کیپٹن مارک ۔۔۔ صرف ایک شرط پر تمہیں زندگی مل سکتی ہے کہ تم ہمیں اتنا بتا دو کہ آفندی کو کہاں لے جایا گیا ہے"۔۔۔۔ نعمانی نے جیب سے لمبی نالی والا سائیلنسر لگا ریوالور نکال کر ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا۔

"آفندی ۔۔۔ کون آفندی"۔۔۔۔ میجر براؤن نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"تم کیا کہتے ہو کیپٹن مارک ۔۔۔ کیا تمہارا جواب بھی انکار میں ہے"۔۔۔۔ نعمانی نے ہونٹ چباتے ہوئے کرخت لہجے میں کیپٹن مارک سے مخاطب ہو کر کہا جو اب پوری طرح ہوش میں آ کر حیرت بھرے انداز میں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر سامنے کھڑے ہوئے صدیقی کو دیکھ رہا تھا جو اس کے ہی میک اپ میں تھا۔

"مم - مم کیا بتا سکتا ہوں۔ میں تو ابھی اس سیکشن میں آیا ہوں" ---- کیپٹن مارک نے گڑبڑاتے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"اوہ۔ کے پھر تو تم چھٹی کرو --- تمہیں زندہ رکھنے سے ہمیں کوئی فائدہ حاصل نہ ہوگا" ---- نعمانی نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور آگے بڑھ کر اس نے سائیلنسر لگے ریوالور کی نال کیپٹن مارک کی کنپٹی سے لگا دی۔ اس کی آنکھوں میں اس قدر سرد مہری تھی کہ کیپٹن مارک یکلخت چیخ پڑا۔

"ٹھہرو --- ٹھہرو مت مارو --- میں بتاتا ہوں" ---- کیپٹن مارک نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں چیخ کر کہا۔

"کیپٹن مارک یہ غداری ہے خاموش ہو جاؤ" ---- میجر براؤن نے انتہائی غصیلے انداز میں چیخ کر کیپٹن مارک سے کہا لیکن دوسرے لمحے ٹشک کی آواز نعمانی کے ریوالور سے نکلی اور میجر براؤن کی کھوپڑی سینکڑوں ٹکڑوں میں تقسیم ہو گئی۔ وہ ہلاک ہو چکا تھا۔

"تت تت تم نے اسے مار دیا" ---- کیپٹن مارک کی حالت میجر براؤن کو مرتے دیکھ کر انتہائی ناگفتہ بہ ہو گئی۔

"تمہارا بھی یہی حشر ہو سکتا ہے سمجھے --- اگر تم نے صحیح صحیح نہ بتایا" ---- نعمانی نے غراتے ہوئے کہا۔

"مم مم --- میں بتاتا ہوں۔ آفندی کو ٹارچر سیل میں بھیجا گیا تھا مگر آفندی نے کہا کہ اس نے راز الپا کھنڈرات کے ستونوں

ے حصے میں چھپایا ہوا ہے۔ اس پر چیف کرنل جانسن، میجر براؤن، میجر ٹامی آفندی کو ساتھ لے کر وہاں پہنچے۔ میں بھی اور میرے مسلح فوجی بھی ساتھ تھے وہاں ایک سرنگ کے دہانے تک آفندی اور اس کے ساتھ میجر ٹامی گھس گئے۔ سرنگ تنگ تھی اس لئے یہ دونوں ہی گئے۔ کرنل جانسن، میجر براؤن اور ہم باہر ہی رک گئے لیکن جب کافی دیر گزر گئی اور یہ لوگ واپس نہ آئے تو کرنل جانسن کو تشویش ہوئی تو اس نے مجھے اور میجر براؤن کو اندر بھیجا۔ ہم نے جا کر دیکھا تو میجر ٹامی کی سرنگ کے اندر لاش پڑی ہوئی تھی۔ اس کے سینے میں گولی ماری گئی تھی۔ پیشانی اور آنکھوں کا درمیانی حصہ کسی نوکیلی چیز سے زخمی کیا گیا تھا مگر آفندی غائب تھا۔ ہم آگے بڑھتے گئے اور پھر سرنگ آگے جا کر ایک گڑھے میں ختم ہو گئی۔ وہاں ایسے آثار تھے جیسے کوئی آدمی یہاں پڑا رہا ہو لیکن آفندی غائب تھا۔ ہم ٹامی کی لاش اٹھا کر واپس آئے تو کرنل جانسن غصے سے پاگل ہو گیا اور پھر ہم نے سرنگ کے اندر اور اس کے دوسرے حصے کی طرف اس کی تلاش شروع کر دی لیکن ایسے لگتا تھا جیسے اسے زمین کھا گئی ہو۔ الپا کھنڈرات کے اس حصے کے بعد جنگلوں کا طویل سلسلہ شروع ہو جاتا تھا۔ وہاں سے ایک کسان نے ہمیں بتایا کہ اس نے ایک جیپ میں ایک عورت اور مرد کو جنگلوں کے درمیان بے تحاشا رفتار سے جیپ دوڑاتے ہوئے دیکھا ہے اور ایک بار جیپ ایک گڑھے کی وجہ سے اچھلی تو

اس نے ایک لاش کو بھی جیپ کی عقبی سیٹ پر پڑے اچھلتے ہوئے دیکھا۔ لاش کا لباس بالکل ویسا ہی تھا جیسا کہ اس وقت آفندی نے پہنا ہوا تھا۔ اس کلیو کی مدد سے ہم آگے بڑھے اور پھر اس جیپ کا ہم نے کھوج لگا ہی لیا۔ جیپ ہمیں بارک کالونی کے ایک چوک پر کھڑی مل گئی چنانچہ اس پوری کالونی کو گھیر لیا گیا اور نگرانی شروع ہو گئی۔ میں اور میجر براؤن اسے تلاش کر رہے تھے کہ ہمیں کرنل جانسن جو کہ واپس ہیڈ کوارٹر آ گیا تھا کی ٹرانسمیٹر کال ملی کہ آفندی کو پکڑ لیا گیا ہے اور اسے بیہوشی کے عالم میں دوبارہ ٹارچر سیل پہنچا دیا گیا ہے۔ کرنل جانسن نے ہمیں فوراً بلایا تھا تاکہ آفندی سے پوچھ گچھ کی جا سکے اور تم چھاؤنی جا رہے تھے کہ تم نے ہمیں پکڑ لیا"۔۔۔ کیپٹن مارک نے موت کی دہشت سے پوری تفصیل سے سب کچھ بتا دیا۔ نعمانی جو جیپ میں لاشش کا سن کر مسلسل ہونٹ کاٹ رہا تھا میں آفندی کے زندہ ہونے کا سن کر چونک پڑا۔ اس کی آنکھوں میں یکلخت چمک ابھر آئی۔

"تو اب آفندی ٹارچر سیل میں ہے"۔۔۔ نعمانی نے اسی طرح کرخت لہجے میں کہا۔

"ہاں"۔۔۔ کیپٹن مارک نے جواب دیا۔

"چھاؤنی میں داخل ہوتے وقت کیا کوڈ استعمال کیا جاتا"۔ نعمانی نے پوچھا۔

"کوئی کوڈ نہیں ہے صرف ریڈ کارڈ دکھانا پڑتا ہے۔

میرا مطلب ہے ٹارچر سیل والا کارڈ"۔۔۔ کیپٹن مارک نے کہا۔

"کیا اب تم سیدھے کرنل جانسن کے دفتر جاتے یا۔۔۔" نعمانی نے ایک اور سوال کیا۔

"ہم ان کے دفتر جاتے پھر وہاں سے کرنل جانسن کے ساتھ سپر روم میں جہاں آفندی موجود ہو گا۔ وہاں سائنسی طور پر تشدد کرنے کا مکمل سسٹم موجود ہے اور وہاں کرنل جانسن کی اجازت یا ان کی موجودگی کے بغیر کوئی نہیں جا سکتا"۔۔۔ کیپٹن مارک نے کہا۔

"اوکے شکریہ ۔۔۔ چونکہ تم بھی آفندی پر ٹارچر کرنے والوں میں شریک تھے اس لئے تم بھی میجر براؤن کے ساتھ ہی جاؤ"۔۔۔ نعمانی نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹریگر دبا دیا۔ کیپٹن مارک کی کھوپڑی کا بھی وہی حشر ہوا جو اس سے پہلے میجر براؤن کا ہوا تھا۔ ان کے چہرے اس قدر مسخ ہو چکے تھے کہ آسانی سے پہچانے نہ جا سکتے تھے پھر نعمانی نے ریوالور کو نالی سے پکڑا اور ریوالور کے دستے کی ضربات لگا کر اس نے ان دونوں کے چہروں کو انتہائی حد تک مسخ کر دیا۔ اس دوران صدیقی نے جیپ کا پہیہ تبدیل کرنا شروع کر دیا۔

"اس کار کا کیا کرنا ہے"۔۔۔ صدیقی نے کہا۔

"اسے یہیں رہنے دو ۔۔۔ ہمیں فوراً آفندی کو چھڑوانا ہے

"آؤ جلدی کرو" ——— نعمانی نے کہا اور صدیقی سر ہلاتا ہوا اچھل کر جیپ پر سوار ہو گیا۔ نعمانی ڈرائیونگ سیٹ پر پہلے ہی بیٹھ چکا تھا۔ دوسرے لمحے جیپ سٹارٹ ہو کر مڑی اور خاصی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی جنگل سے نکل کر سڑک پر آئی اور پھر تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی چھاؤنی کی طرف بڑھتی گئی۔ واقعی چھاؤنی کی چیک پوسٹ پر ان کے کارڈ دیکھتے ہی چیکنگ راڈ ہٹا لئے گئے اور نعمانی جیپ دوڑاتا ہوا چھاؤنی کے اندر داخل ہو گیا۔ گرینڈ فادر نے پہلے ہی انہیں بتا دیا تھا کہ ٹارچر سیل چھاؤنی کے اندر پیلے رنگ کی عمارت ہے اس لئے نعمانی چھاؤنی میں داخل ہوتے ہی جیپ کو سیدھا اس پیلی عمارت کی طرف لے گیا۔ عمارت کے برآمدے کے باہر چار مسلح فوجی موجود تھے۔ جیپ روک کر وہ دونوں جیسے ہی نیچے اترے ایک فوجی تیزی سے ان کی طرف بڑھا۔

"کرنل صاحب آپ کے دیر سے آنے کی وجہ سے سخت غصے میں ہیں" ——— فوجی نے بڑے رازدارانہ لہجے میں کہا اور نعمانی نے صرف سر ہلایا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا وہ دفتر کے دروازے کی طرف بڑھ گیا جس کے باہر کرنل جانسن کے نام کی پلیٹ لگی ہوئی تھی۔ دروازے کے باہر بھی ایک مسلح فوجی موجود تھا۔ اس نے جلدی سے دروازہ کھول دیا اور نعمانی اور صدیقی اندر داخل ہوئے۔ یہ ایک شاندار انداز میں سجا ہوا دفتر تھا جس میں ایک ادھیڑ عمر کا لمبا تڑنگا آدمی بڑی بے چینی کے عالم

میں ٹہل رہا تھا۔ اس کے جسم پر یونیفارم تھی اور کاندھوں پر موجود سٹار کو دیکھتے ہی وہ پہچان گئے کہ یہی کرنل ہے۔

"اوہ اب آئے ہو ——— کہاں مر گئے تھے تم" ——— کرنل جانسن نے نعمانی کی طرف مڑ کر انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"سر ایک اہم اطلاع ملی تھی کہ یہاں لایا جانے والا اصل آفندی نہیں ہے اس کی چھان بین کے لئے رک گئے لیکن سر مدع غلط ثابت ہوئی۔ میرا خیال ہے یہ روسیاہی ایجنٹوں کی شرارت تھی" ——— نعمانی نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ ٹھیک ہے ——— آؤ میرے ساتھ" ——— کرنل جانسن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے کمرے کے کونے میں موجود دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ کھولا اور ایک راہداری میں سے گزر کر اس کے اختتام پر موجود دروازے پر رک گیا۔ اس نے جیب سے ایک چھوٹا سا آلہ نکالا اور بند فولادی دروازے سے وہ آلہ چپکا دیا۔ دوسرے لمحے دروازہ خود بخود بے آواز کھلتا گیا اور وہ دونوں کرنل جانسن کے ساتھ ہی اندر ہو گئے۔ یہ ایک خاصا وسیع کمرہ تھا جس کی ایک سائیڈ پر اندھے شیشے کا ایک کیبن تھا اور باقی دیواروں کے ساتھ جگہ جگہ عجیب ساخت کی مشینیں نصب تھیں۔

"جاؤ اور دیکھو کیا یہ واقعی اصلی آفندی ہے یا نہیں۔ مجھے بھی اب شک پڑ گیا ہے" ——— کرنل جانسن نے وہیں دروازے کے قریب ہی رک کر کہا اور نعمانی سر ہلاتا ہوا آگے

بڑھا جبکہ صدیقی وہیں رک گیا۔

"تم بھی ساتھ جاؤ" ——— کرنل جانسن نے صدیقی کی طرف دیکھتے ہوئے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا اور صدیقی سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا۔ کرنل جانسن بھی ان کے پیچھے آگے بڑھنے لگا۔ جب وہ دونوں اس کیبن میں داخل ہوئے اس وقت کرنل جانسن دروازے کی دوسری طرف گیا۔ پھر کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی دروازہ بند ہو گیا۔ کیبن خالی پڑا ہوا تھا۔ وہ دونوں تیزی سے مڑے۔ اسی لمحے سامنے شیشہ تیزی سے شفاف ہونے لگ گیا اور پھر انہیں کرنل جانسن دوسری طرف کھڑا صاف نظر آنے لگا۔ اس کے ہاتھ میں وہی آلہ موجود تھا۔

"اب بتاؤ کون ہو تم اور میجر براؤن اور کیپٹن مارک کہاں ہیں" ——— کرنل جانسن کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"کیا مطلب ——— یہ کیسا مذاق ہے کرنل" ——— نعمانی نے اس بار بگڑے ہوئے لہجے میں کہا لیکن بہرحال اتنا وہ سمجھ گیا تھا کہ کرنل جانسن ان کی توقع سے کہیں زیادہ چالاک ثابت ہوا تھا اور اس نے انہیں احمق بنا کر اس کمرے میں قید کر لیا ہے۔

"مذاق اور وہ بھی تم جیسے تھرڈ کلاس لوگوں سے کرنل جانسن کرے گا۔ سنو میرا خیال ہے تم روسیاہی ایجنٹ ہو لیکن میں روسیاہی ایجنٹ کو اس قدر احمق نہ سمجھتا تھا جس قدر تم ثابت ہوئے ہو۔ تمہارے چہروں پر موجود ماسک میک اپ

مجھے صاف نظر آ گیا ہے کیونکہ ٹارچر سیل کا انچارج بننے سے پہلے میں میک اپ سیکشن کا انچارج تھا اور میں نے میک اپ کے فن میں بڑی بڑی ڈگریاں لے رکھی ہیں اس لئے تمہارا یہ میک اپ گو خاصا کامیاب میک اپ ہے لیکن کرنل جانسن کی نظروں سے نہیں چھپ سکتا۔ اب شرافت سے بتا دو کہ تم کون ہو اور میجر براؤن اور کیپٹن مارک کہاں ہیں ورنہ اس آلے کا ایک بٹن دباتے ہی انتہائی زود اثر زہریلی گیس اس کیبن میں پھیل جائے گی اور تم تڑپ تڑپ کر اور سسک سسک کر مر جاؤ گے" ——— کرنل جانسن نے چیختے ہوئے کہا۔

"آپ کو کوئی شدید غلط فہمی ہوئی ہے کرنل جانسن ——— آپ بے شک ہمارے چہرے چیک کرا لیں" ——— نعمانی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ——— میں خود ہی انہیں تلاش کرا لوں گا تم تو [illegible] کرو" ——— کرنل جانسن نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے آلے کا بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے کیبن کی چھت سے نیلے رنگ کی گیس کسی پھوار کی طرح اس کیبن میں پڑنے لگی۔ نعمانی نے کرنل جانسن کو آلے کا بٹن دباتے دیکھ کر گردن موڑ کر ساتھ کھڑے صدیقی کی طرف دیکھا اور آنکھ کو مخصوص انداز میں دبا دیا اور صدیقی نے بھی آہستہ سے سر ہلا دیا۔ جیسے وہ نعمانی کا اشارہ سمجھ گیا ہو۔ آہستہ آہستہ نیلے رنگ کی گیس کی پھوار ان پر پڑنے لگی اور پھر ایک لمحے بعد [illegible]

جسم ٹیڑھے میڑھے ہونے لگ گئے اور چہرہ تیزی سے مسخ ہو
گیا۔ چند لمحوں بعد ہی وہ دونوں اسی طرح ٹیڑھے میڑھے انداز
میں فرش پر گر گئے۔ کیبن سے باہر کھڑے کرنل جانسن نے
چند لمحے غور سے دیکھا اور پھر اس نے آلے کا ایک اور بٹن دبا
تو گیس اس کیبن سے انتہائی تیز رفتاری سے غائب ہونے لگ
گئی اور دیکھتے ہی دیکھتے کمرہ صاف ہو گیا۔ کرنل جانسن نے ایک
اور بٹن دبایا تو کیبن کا دروازہ کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی کھل گیا
لیکن وہ دونوں اسی طرح بے حس و حرکت پڑے ہوئے تھے۔

"مجھے چکر دینے نکلے تھے ــــ ہونہہ روسیاہی ایجنٹ اور
کرنل جانسن کو چکر دے جائیں" ــــ کرنل جانسن نے
انتہائی حقارت بھرے لہجے میں کہا اور پھر وہ قدم بڑھاتا کیبن میں
داخل ہوا اور اس نے بڑے حقارت بھرے انداز میں بوٹ کی
نعمانی کی پسلیوں میں زور سے ماری مگر دوسرے لمحے وہ چیختا ہوا
اچھل کر پشت کے بل زمین پر گر گیا۔ نعمانی نے اچانک ہاتھ بڑھا
کر اس کی لات پکڑ کر اسے اپنی طرف کھینچ لیا تھا اور پھر جانسن
کے نیچے گرتے ہی نعمانی بجلی کی سی تیزی سے اس کے اوپر جا
دوسرے لمحے اس نے پوری قوت سے جانسن کی ناک پر زوردار
ٹکر جما دی۔ جانسن کے حلق سے ایک اور چیخ نکلی۔ اس نے
دونوں گھٹنے تیزی سے موڑے اور اس نے اپنے اوپر پڑے ہوئے
نعمانی کو گھٹنوں کی مدد سے اپنے سر کے اوپر سے اچھالنا چاہا
مگر نعمانی بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر ایک طرف کھڑا ہوا تھا۔

حتیٰ کہ صدیقی کی لات حرکت میں آئی اور اٹھنے کی کوشش کرتا ہوا
کرنل جانسن کربیہ انداز میں چیخ مار کر پھر نیچے گرا اور ساکت
ہو گیا۔

"خاصی زہریلی گیس تھی۔ اگر ہم سانس نہ بند کر لیتے تو یقیناً
ختم ہو جاتے ــــ سانس بند کر لینے کے باوجود میرا دماغ اب
تک تیزی سے گھوم رہا ہے" ــــ صدیقی نے دونوں ہاتھوں
سے سر کو پکڑتے ہوئے کہا۔

"اس احمق نے خود ہی بتا دیا تھا کہ وہ زہریلی گیس چھوڑنے
والا ہے۔ اگر یہ اچانک ایسا کر دیتا تو پھر ہماری موت یقینی ہو جاتی۔
اب اس سے آفندی کا پتہ معلوم کرنا ہے" ــــ نعمانی نے سر
ہلاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے جھک کر بیہوش پڑے ہوئے
کرنل جانسن کو ٹانگوں سے پکڑا اور اسے گھسیٹتا ہوا کیبن سے
باہر بڑے ہال میں لے آیا۔

"دیکھو دروازہ اچھی طرح بند ہے ناں ــــ ویسے کمرہ تو
ساؤنڈ پروف ہی ہے مگر دروازہ اچھی طرح بند ہونا چاہیے"
نعمانی نے صدیقی سے مخاطب ہو کر کہا اور صدیقی اثبات میں سر
ہلاتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ نہ صرف
اچھی طرح بند کر دیا بلکہ اسے لاک بھی کر دیا۔

"اب آواز باہر نہیں جا سکے گی" ــــ صدیقی نے واپس
مڑتے ہوئے کہا۔ اس دوران نعمانی اپنی بیلٹ اتار کر کرنل جانسن
کے ہاتھ اکٹھے کر کے اس کی پشت پر باندھنے میں مصروف ہو گیا۔

"تم اپنی بیلٹ سے اس کی ٹانگیں باندھ دو" ۔۔۔ نعمانی نے ہاتھوں پر بیلٹ باندھتے ہوئے کہا اور صدیقی نے تیزی سے اپنی بیلٹ کھولنی شروع کر دی۔

چند لمحوں بعد کرنل جانسن کے ہاتھ اور پیر بیلٹوں سے باندھے جا چکے تھے۔ نعمانی نے اسے بازوؤں سے پکڑا اور پھر اس نے بازوؤں کی طاقت سے اٹھا کر ایک طرف موجود لوہے کی کرسی پر بٹھا دیا۔ لوہے کے پائے زمین میں نصب تھے۔ صدیقی کرسی کی ساخت دیکھتے ہی سمجھ گیا تھا اس لئے اس نے تیزی سے آگے بڑھ کر کرسی کے عقبی پائے پر موجود بٹن کو پیر سے پریس کر دیا۔ دوسرے لمحے فولادی کڑے کرسی کے ایک بازو سے نکل کر دوسرے بازو میں غائب ہو گئے۔ اب کرنل جانسن بندھے ہوئے کے ساتھ کرسی کے شکنجے میں اس طرح جکڑا گیا تھا کہ اس کے لئے معمولی سی حرکت کرنا بھی مشکل ہو گیا تھا۔

نعمانی نے آگے بڑھ کر بے ہوش کرنل جانسن کے دونوں نتھنوں میں انگلیاں ڈالیں اور پھر پوری قوت سے اس نے اکڑی ہوئی انگلیوں کو اوپر کی طرف جھٹکا دیا۔ دوسرے لمحے کمرہ کرنل جانسن کے حلق سے نکلنے والی خوفناک چیخ سے گونج اٹھا۔ اس کے دونوں نتھنے چر گئے تھے اور نعمانی کی انگلیاں خون سے لتھڑ گئی تھیں۔ خوفناک اور اچانک تکلیف کی وجہ سے کرنل جانسن کی بے ہوشی فوری طور پر ختم ہو گئی تھی۔

"بتاؤ بلیو روم کہاں ہے" ۔۔۔ نعمانی کا ہاتھ گھوما اور

زوردار تھپڑ کرنل جانسن کے گال پر پوری قوت سے پڑا۔ کرنل جانسن کے حلق سے ایک اور چیخ نکل گئی۔

"بتاؤ" ۔۔۔ نعمانی نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور ایک اور تھپڑ جڑ دیا۔ لیکن کرنل جانسن کے حلق سے چیخیں تو نکل رہی تھیں لیکن وہ کوئی بات نہ کر رہا تھا۔

"ہٹ جاؤ نعمانی ۔۔۔ میں اس سے ابھی سب کچھ اگلواتا ہوں" ۔۔۔ یکلخت صدیقی نے اسے بازو سے پکڑ کر ہٹاتے ہوئے کہا۔ اس کے ہاتھ میں ایک خنجر نظر آ رہا تھا جو اس نے اس دوران یونیفارم کے نیچے موجود اپنے لباس میں سے نکال لیا تھا۔ خنجر نکالنے کے لئے ظاہر ہے اسے گلے تک بند یونیفارم کے بٹن کھولنے پڑے تھے جو بدستور کھلے ہوئے تھے۔

"دیکھو کرنل ۔۔۔ میں تشدد کرنے کے معاملے میں سب سے مشہور آدمی ہوں سمجھے ۔۔۔ اس لئے آخری بار کہہ رہا ہوں۔ بتاؤ بلیو روم کہاں ہے" ۔۔۔ صدیقی نے خنجر کی نوک اس کی دائیں آنکھ کے اوپر لے جاتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا لیکن کرنل جانسن نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس کے ہونٹ بدستور بھنچے ہوئے تھے مگر دوسرے لمحے کمرہ انتہائی ہولناک چیخ سے گونج اٹھا۔ صدیقی کے خنجر کی نوک کرنل جانسن کی دائیں آنکھ میں گھس کر اس کا ڈھیلا باہر کو نکال چکی تھی اور کرنل [illegible] چیختا ہوا ایک بار پھر بے ہوش ہو گیا۔ مگر صدیقی [illegible] خنجر کی نوک اس کے تھوڑے سے چیرے ہوئے نتھنے [illegible]

خنجر کو اوپر کی طرف اٹھایا تو نتھنا ناک کی جڑ تک کٹتا گیا اور اس
کے ساتھ ایک بار پھر ہذیانی انداز میں چیختا ہوا کرنل جانسن ہوش
میں آگیا۔ اسی لمحے صدیقی کا خنجر حرکت میں آیا اور کرنل جانسن
کا ایک کان جڑ سے ہی غائب ہو گیا۔

" بولو ورنہ " ـــــ صدیقی نے غراتے ہوئے کہا اور اس
کے ساتھ ہی کرنل جانسن کے دوسرے کان کا بھی یہی حشر
صدیقی اس وقت انتہائی سرد مہر قسم کا جلاد بنا ہوا تھا
لیکن سوائے چیخنے کے کرنل جانسن کے حلق سے اب تک اور
کوئی آواز نہ نکلی تھی۔

" تو ٹھیک ہے لو پھر دوسری آنکھ بھی " ـــــ صدیقی
انتہائی سرد لہجے میں کہا اور خنجر کی نوک آہستہ آہستہ اس کی
اکلوتی آنکھ کی طرف لے جانے لگا۔ کرنل جانسن کا چہرہ تکلیف
کی شدت سے بری طرح مسخ ہو چکا تھا۔ ناک کے نتھنوں اور ...
کٹے ہوئے کانوں سے خون بہہ رہا تھا۔ اس کا پورا چہرہ خون
سے لتھڑ گیا تھا اور اس کی حالت واقعی بے حد خراب ہو رہی
تھی۔ صدیقی اسی طرح آہستہ آہستہ خنجر کی نوک کرنل جانسن کی
اکلوتی آنکھ کی طرف بڑھائے جا رہا تھا۔ اس کے چہرے پر سفا
جیسے ثبت نظر آ رہی تھی۔

" بب بب بتاتا ہوں بتاتا ہوں ـــــ یہی بلیو رو
ہے " ـــــ اچانک کرنل جانسن نے چیخ کر کہا۔ اس کی
قوت ارادی شاید آخری لمحے میں دم توڑ چکی تھی۔

" آفندی کہاں ہے " ـــــ صدیقی نے خنجر کی نوک
اس کی پپوٹے کے اوپر لٹکاتے ہوئے اسی طرح سرد لہجے میں
کہا۔

" دروازے کے ساتھ سوئچ پینل پر سرخ رنگ کا بٹن دباؤ
قید خانہ کھل جائے گا " ـــــ کرنل جانسن نے ایسے انداز
میں کہا جیسے وہ خود اپنی مرضی سے نہ بول رہا ہو بلکہ الفاظ خود بخود
اس کی زبان سے پھسلتے جا رہے ہو۔

" جاؤ نعمانی اگر اس نے غلط بتایا ہوگا تو یہ کبھی نہ بچ سکے
گا " ـــــ صدیقی نے خنجر کی نوک کو ذرا سا دباتے ہوئے
نعمانی سے کہا اور کرنل جانسن کے حلق سے سسکاری سی نکل گئی۔

" تت تت تم روسیاہی نہیں ہو پاکیشیائی ہو۔ نعمانی تمہارا نام
... " ـــــ کرنل جانسن نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے نعمانی نے وہ سرخ رنگ کا بٹن دبا دیا اور اس کے
ساتھ ہی ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور جیسے بجلی کوندتی ہے۔ اس
طرح کمرے کی چھت سے بجلی کی لہریں سی نکل کر پورے کمرے
میں پھیلتی ہوئیں ایک لمحے کے لئے نظر آئیں اور دوسرے لمحے
صدیقی اور نعمانی کے حلق سے بے اختیار چیخیں نکل گئیں۔ صدیقی
اور نعمانی دونوں کو یوں محسوس ہوا جیسے خوفناک آگ نے ان
کے جسموں کو گھیر لیا ہو اور اس کے ساتھ ہی ان کے ذہن تاریک
ہو گئے۔ ان کے ذہن میں ابھرنے والا آخری احساس
یہی تھا کہ کرنل جانسن نے انہیں دھوکہ دیا ہے اور اس

احساس کے بعد گھپ اندھیرا تھا۔ ایسا اندھیرا جس کے بعد شاید کبھی صبح نہ ہو سکتی تھی۔ موت کا اندھیرا۔

عمران اور چوہان کار میں بیٹھے خاصی تیز رفتاری سے … کی ایک سڑک پر آگے بڑھے جا رہے تھے۔ ڈرائیونگ سیٹ عمران کے پاس تھی اور ساتھ والی سیٹ پر چوہان بیٹھا ہوا تھا۔ عمران نے اپنے اور چوہان کے چہرے پر خود ہی میک اپ کیا تھا۔ اور اس وقت وہ دونوں ہی مقامی آدمی لگ رہے تھے میک اپ کی وجہ سے وہ دونوں ہی انتہائی سخت گیر سے آدمی نظر آ رہے تھے۔ نعمانی اور صدیقی کافی پہلے کار لے کر کوٹھی سے نکل گئے تھے جبکہ عمران ان کے جانے کے بعد کار لے کر کوٹھی سے نکلا تھا اور پھر اس کی واپسی تقریباً دو گھنٹے بعد ہوئی تھی۔ اس کے بعد ہی اس نے اپنے اور چوہان پر میک اپ کیا تھا اور پھر وہ اسے کار میں بٹھا کر کوٹھی سے باہر نکل آیا تھا۔

"یہ کارڈ رکھ لو ۔۔۔ اس کے مطابق تم ایکریمیا کی ایک سپر … ایجنسی کے ایجنٹ ہو تمہارا نمبر … اس ایجنسی سے تعلق ہے اور میرا نمبر ون ون ہے … میں صرف یہی نمبر چلتے ہیں اور یہ ایکریمیا کی سب سے … ہے جو براہ راست صدر ایکریمیا کے کنٹرول میں ہے ۔۔۔"

عمران نے جیب سے ایک کارڈ نکال کر چوہان کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ کارڈ سفید رنگ کا تھا جس کے درمیان سرخ رنگ کے ہندسوں میں الیون الیون لکھا ہوا تھا اور نیچے صرف دو آنکھیں بنی ہوئی تھیں ایسی آنکھیں جن میں سیاہ پتلیاں موجود نہ تھیں۔ بے نور آنکھیں۔

"تو آپ اب شاٹوف سے اس حیثیت سے ملیں گے"۔۔۔ چوہان نے کارڈ کو اپنی جیب میں رکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں اس سے فوری ملاقات ۔۔۔ کرنے کا اور کوئی چارہ نہ تھا"۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"لیکن یہ کارڈ آپ کے ہاتھ کیسے لگ گئے ۔۔۔ کیا یہ جعلی ہیں"۔ چوہان نے پوچھا۔

"نہیں۔ یہ اصلی ہیں ۔۔۔ یہ اور بات ہے کہ یہ دونوں ایجنٹ اس وقت ملک سے باہر ہیں۔ ملک سے باہر یہ کارڈ استعمال نہیں کئے جاتے۔ یہ دونوں ایجنٹ سگے بھائی ہیں اور ایک کوٹھی میں اکٹھے رہتے ہیں۔ مجھے ان کے متعلق معلومات حاصل تھیں لیکن ان سے کبھی براہ راست ٹکراؤ نہ ہوا تھا۔ میں خفیہ طور پر ان کی کوٹھی میں داخل ہوا اور پھر وہاں کی تلاشی لے کر یہ کارڈ حاصل

کئے :" ——— عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور چوہان نے سر ہلا دیا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ عمران ایسے عجیب و غریب کام اسلئے آسانی سے کر لیتا ہے کہ اسے ہر قسم کی معلومات حاصل رہتی ہیں اور وہ ان معلومات کو بروقت استعمال بھی کر لیتا ہے۔ اس لئے وہ مشکل ترین مسائل کو اتنی آسانی سے حل کر لیتا ہے حالانکہ اس سے پہلے چوہان بھی سوچتا رہا تھا کہ شاٹوف تک پہنچنے اور پھر ان سے معلومات حاصل کرنے کے لئے انہیں نجانے کتنی قتل و غارت کرنا پڑے گی اور کتنے کٹھن مراحل سے گزرنا پڑے گا لیکن عمران نے چکر ہی ایسا چلایا تھا کہ اب یہ سب کچھ انتہائی آسان لگ رہا تھا۔ کار مختلف سڑکوں پر سے ہوتی ہوئی ایک سڑک پر موجود ایک قلعہ نما عمارت کے گیٹ پر پہنچ کر رک گئی۔ عمران دروازہ کھول کر نیچے اترا اور اس کے ستون پر لگے ہوئے کال بیل کے بٹن پر انگلی رکھ دی اور پھر واپس آ کر وہ دوبارہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد بڑے سے گیٹ کی کھڑکی کھلی اور ایک لمبا تڑنگا نوجوان باہر نکل آیا۔ اس کے کاندھے سے مشین گن لٹک رہی تھی۔

" یہ کارڈ چیف تک پہنچا دو :" ——— عمران نے جیب سے کارڈ نکال کر اس نوجوان کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے چوہان کو اشارہ کیا اور چوہان نے بھی کارڈ جیب سے نکال کر اس نوجوان کی طرف بڑھا دیا۔ نوجوان نے ایک نظر کارڈز کو دیکھا اور پھر سر ہلاتا ہوا مڑا اور

کھڑکی میں گھس کر غائب ہو گیا، کھڑکی بند ہو گئی۔ پھر تقریباً دس منٹ تک انتظار کے بعد بڑا گیٹ کھل گیا اور اسی نوجوان نے انہیں ہاتھ کے اشارے سے اندر آنے کے لئے کہا۔ عمران نے کار آگے بڑھائی اور پھر پھاٹک کراس کر کے وہ وسیع و عریض لان میں سے گزرتا ہوا بڑے سے پورچ میں جا کر رک گیا۔ برآمدے میں ایک اور مسلح آدمی موجود تھا۔ جیسے ہی عمران اور چوہان کار میں سے اترے وہ نوجوان تیزی سے آگے بڑھا۔

" آیئے جناب ——— میرے پیچھے آ جایئے :" ——— نوجوان نے کہا اور پھر وہ مڑ کر ایک راہداری میں گھس گیا۔ وہاں سے وہ ایک کمرے میں داخل ہوئے تو چوہان یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ ان دیواروں کے ساتھ جدید ترین میک اپ واشر نصب تھے اور واشر کے ساتھ ایک آدمی موجود تھا۔

" میک اپ چیکنگ ہو گی پہلے :" ——— انہیں ساتھ لے آنے والے نے کہا اور عمران نے اس طرح سر ہلا دیا جیسے یہ ان کیلئے رسمی سی بات ہو۔ پھر انہیں کرسیوں پر بٹھا دیا گیا اور ان کے سروں پر کنٹوپ چڑھا کر مشین چلا دی گئی۔ چند لمحوں بعد کنٹوپ ہٹا لئے گئے اور چوہان کے حلق سے یہ دیکھ کر ایک طویل سانس نکل گیا کہ عمران کا چہرہ بدستور ویسا ہی تھا اس کا مطلب تھا کہ یہ جدید ترین میک اپ واشر بھی ان کے میک اپ کو واش نہیں کر سکا۔ ظاہر ہے عمران جیسے شخص نے یقیناً اس پہلو کو ضرور پہلے ہی مدنظر رکھا ہو گا۔

"ٹھیک ہے جناب آئیے" ـــــ انہیں لے آنے والے نے مطمئن سے لہجے میں کہا اور عمران اور چوہان دونوں کرسیوں سے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور پھر وہ اس کمرے سے نکل کر دوبارہ راہداری میں آگئے۔

"اگر آپ کے پاس کوئی اسلحہ ہے تو باہر نکال لیجیے کیونکہ آگے جس راہداری سے ہمیں گزرنا ہوگا وہاں اسلحہ چیک ہوتا ہے اور چیف کے دفتر میں اسلحہ لے جانا منع ہے" ـــــ ایک نوجوان نے راہداری کے موڑ پر پہنچ کر کہا۔ راہداری یہاں سے دائیں ہاتھ پر مڑ رہی تھی اور وہاں ایک دروازہ تھا جو بند تھا۔ اس کے اوپر سرخ رنگ کا بلب جل رہا تھا۔

"ہمارے پاس کوئی اسلحہ نہیں ہے" ـــــ عمران نے مقامی لہجے میں بات کرتے ہوئے قدرے اکھڑ پن سے کہا اور چوہان نے بھی سر ہلا دیا کیونکہ چلتے وقت عمران نے خاص طور پر اسے تاکید کی تھی کہ کسی قسم کا کوئی اسلحہ ساتھ نہیں لے۔

"اوکے" ـــــ اس نوجوان نے کہا اور دروازے سائیڈ پر موجود ایک بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے بلب بجھ گیا اور دروازہ کھل گیا۔ اندر ایک چھوٹی سی راہداری تھی۔

"اس میں چلے جائیے ـــ آخر میں چیف کا دفتر ہے" ـــ نوجوان نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا اور عمران سر ہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ چوہان اس کے پیچھے تھا۔ راہداری کراس کرکے وہ ایک اور دروازے پر پہنچے لیکن ان کے پہنچتے ہی درواز

خود بخود کھل گیا۔ دوسری طرف ایک خوبصورت لڑکی تھی۔

"تشریف لائیے ـــــ چیف آپ کے منتظر ہیں" ـــــ

لڑکی نے مسکرا کر کہا اور ایک طرف ہٹ گئی۔ عمران نے دروازہ کراس کیا تو وہ واقعی ایک جدید انداز میں سجے ہوئے دفتر نما کمرے میں موجود تھا جس کے ایک کونے میں ساگوان کا دروازہ تھا جس پر شاٹوف چیف آف سپیشل ایجنسی کے الفاظ پیتل سے بنے ہوئے ابھرے ہوئے حروف میں چسپاں تھے۔ لڑکی نے تیزی سے آگے بڑھ کر دروازے کو دھکیلا اور خود ایک طرف ہٹ گئی اور عمران نے اندر قدم رکھا۔ یہ پہلے سے بھی زیادہ بڑا کمرہ تھا جس کے آخری حصے میں ایک بڑی میز کے پیچھے ایک چھوٹے سر اور بھاری جسم والا گینڈے نما آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی آنکھوں میں سانپ جیسی چمک تھی۔

"آئیے آئیے ـــــ مجھے شاٹوف کہتے ہیں" ـــــ اس گینڈے نما آدمی نے بڑے اخلاق بھرے لہجے میں کرسی سے اٹھ کر کہا اور مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔

"ون ون فرام سپر ٹاپ" ـــــ عمران نے مصافحہ کرتے ہوئے بھاری لہجے میں کہا۔

"الیون الیون" ـــــ چوہان نے صرف اپنا نمبر بتانے پر ہی اکتفا کیا اور پھر مصافحہ کرنے کے بعد وہ میز کے سامنے موجود کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ دونوں کے کارڈ میز پر رکھے شیشے ... جیب میں رکھ لیا تھا ...

"جی فرمائیے — آپ نے کیسے تکلیف کی" — شاٹوف نے انہیں غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہمارے چیف کو اطلاع ملی ہے کہ آپ کی ایجنسی کے ایک آدمی میکالے نے غداری کی ہے اور اس غداری کے نتیجے میں ایکریمیا کا کوئی قیمتی راز باہر نکل گیا ہے" — عمران نے بڑے ٹھوس لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں یہ درست ہے مگر اس کی رپورٹ میں اعلیٰ حکام کو دے چکا ہوں" — شاٹوف نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"ہمیں معلوم ہے جناب — لیکن چیف نے فیصلہ کیا ہے کہ اب یہ مشن سپر ٹاپ ڈیل کرے گی۔ اس لئے آپ اس کی فائل ہمیں دے دیں اور ساتھ ہی موجودہ پوزیشن بھی واضح کر دیں" عمران نے کہا۔

"سوری — یہ میرے محکمے کا مسئلہ ہے اور میں خود ہی اس سے نمٹوں گا۔ آپ اپنے چیف سے میری طرف سے معذرت کر دیں" — شاٹوف کا لہجہ کافی تلخ ہو گیا تھا۔

"سوچ لیں جناب — ہمیں تو کوئی اعتراض نہیں، ہم تو آپ کا پیغام پہنچا دیں گے مگر" — عمران نے کہا۔

"اگر مگر کچھ نہیں جو میں نے کہا ہے آپ وہی جا کر اپنے چیف کو کہہ دیں۔ اگر ضرورت پڑی تو میں خود صدر سے بات کر لوں گا۔ ویسے بھی کیس تو ان کے پہنچتے ہی دروازہ

شاٹوف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ختم ہو چکا ہے — وہ کیسے — جبکہ ہماری اطلاعات کے مطابق تو کیس آپ کی اپروچ سے باہر ہو چکا ہے" — عمران نے چونک کر کہا۔

"آپ کی اطلاع بھی درست ہے اور میری بات بھی۔ وہ آدمی آفندی جو ٹارچر سیل کو ڈاج دے کر نکل جانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ وہ دوبارہ پکڑا جا چکا ہے اور اس بار وہ بچ کر نہ جائے گا" — شاٹوف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"لیکن اگر ٹارچر سیل اس سے کچھ اگلوانے میں ناکام رہا تو اسی صورت میں سیکرٹ ہارٹ جیسا اہم راز ہمیشہ کے لئے ایکریمیا کے ہاتھوں سے نکل جائے گا اور آپ جانتے ہیں اس کے کیا نتائج نکل سکتے ہیں" — عمران کا لہجہ بھی تلخ ہو گیا۔

"میں آخری بار کہہ رہا ہوں کہ آپ مجھے کوئی دھمکی نہیں دیں گے۔ اگر آپ کی جگہ کوئی اور ہوتا تو اس وقت وہ مردہ ہو چکا ہوتا۔ میں سپیشل ایجنسی کا چیف ہوں سمجھے — یہ لو اپنے کارڈ اور جاؤ" — شاٹوف نے اس بار انتہائی بگڑے ہوئے لہجے میں کہا اور شیشے پر رکھے ہوئے دونوں کارڈ اٹھا کر عمران اور چوہان کی طرف بڑے حقارت بھرے انداز میں پھینک دیے۔

"ٹھیک ہے — آپ کی مرضی" — عمران نے [illegible] اور جھک کر [illegible] سے زمین پر گر جانے والا کارڈ اٹھا [illegible] جیب میں رکھ لیا جبکہ چوہان نے اپنا کارڈ میز [illegible]

ہی روک لیا تھا۔

" جاؤ اور اپنے چیف سے کہہ دو کہ شاٹوف اپنا برا بھلا خود سمجھتا ہے "۔۔۔۔ شاٹوف واقعی بری طرح بگڑ گیا تھا۔

" جیسے آپ کی مرضی ۔۔۔۔ گڈ بائی "۔۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔ چوہان بھی اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

" تھینک یو "۔۔۔۔ شاٹوف نے وہیں بیٹھے بیٹھے مصافحے کے لئے ہاتھ آگے بڑھا دیا اور پھر جیسے ہی اس کا ہاتھ عمران کے ہاتھ میں آیا شاٹوف یکلخت چیختا ہوا میز کے اوپر سے گھسٹتا ہوا عمران کے قدموں میں آ گرا۔ عمران نے ایک ہی جھٹکے سے اس بھاری جسم کے گینڈے نما آدمی کو اس طرح کھینچ لیا تھا جیسے کوئی بچہ کاغذ کے بنے ہوئے کھلونے کو اٹھاتا ہے۔ شاٹوف نے نیچے گرتے ہی تڑپ کر اٹھنا چاہا مگر عمران کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے اس کی اوپر کو اٹھی ہوئیں دونوں پنڈلیوں پر پڑے اور پھر تڑپ کر سیدھے ہوتے ہوئے شاٹوف کے حلق سے ایک کربناک چیخ نکل گئی۔ عمران نے اس کی دونوں ٹانگوں کو دونوں مخالف سمتوں میں روک دیا تھا بلکہ اس کے بوٹ نے زمین سے ٹکے ہوئے شاٹوف کے سر پر زوردار ٹھوکر ماری تھی اور اس کے ساتھ ہی عمران اچھل کر پیچھے ہٹ گیا اور شاٹوف دھڑام سے منہ کے بل زمین پر گر پڑا۔

" اس لڑکی کو دیکھو "۔۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا

در چوہان تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے ...
ی شاٹوف نے ایک بار پھر اچھل کر کھڑے ہو ...
ی۔ ایک لمحے کے لئے وہ لڑکھڑایا مگر دوسرے لمحے ...
ہونے میں کامیاب ہوگیا تھا مگر اسی لمحے عمران کا ...
سی تیزی سے گھوما اور اس کی مڑی ہوئی انگلی کا ...
شاٹوف کی کنپٹی پر پڑا اور اس بار تو اس کے حلق سے چیخ بھی
نکل سکی اور ایک بار پھر وہ کٹے ہوئے شہتیر کی طرح ...
بل نیچے گرا اور بے حس و حرکت ہو گیا۔

اسی لمحے چوہان اندر داخل ہوا تو بے ہوش لڑکی اس کے کاندھے پر لدی ہوئی تھی۔

" اسے ہوش میں نہ آنے دینا "۔۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور چوہان نے سر ہلاتے ہوئے لڑکی کو ایک صوفے پر پھینکا اور پھر اس کے سر پر کھڑا ہوگیا۔ شاٹوف پیٹ کے بل قالین پر گر کر اب پشت کے بل ہو کر پڑا تھا۔ عمران نے بوٹ اٹھا کر اس کی گردن پر مخصوص انداز میں رکھا اور پھر پیر کو ذرا سا گھما دیا۔ دوسرے لمحے شاٹوف کے جسم میں تیز حرکت ہوئی اور اس کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھلیں۔ اس کے دونوں بازو بے اختیار عمران کی ٹانگ کی طرف اٹھے اور ساتھ ہی اس کی دونوں ٹانگیں بھی سمٹیں مگر عمران نے پیر کو اور موڑ دیا اور شاٹوف کے دونوں بازو بے جان ہو کر دھڑام سے قالین پر گر گئے۔ اس کے ساتھ ہی سمٹتی ہوئی ٹانگیں بھی دوبارہ دوبارہ

سیدھی ہوگئیں. اس کا چہرہ انتہائی تیزی سے مسخ ہوتا جا رہا تھا اور آنکھیں باہر کو نکلتی آ رہی تھیں.

"بتاؤ سیکرٹ ہارٹ کی فائل کہاں ہے" ——— عمران نے غراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی پیر کو ذرا سا اور موڑا اور شاٹوف کے حلق سے خرخراہٹ سی نکلنے لگی اور اس کا پورا جسم اس طرح کانپنے لگا جیسے اس پر تشنج کا دورہ پڑ گیا ہو. عمران جانتا تھا کہ اس وقت شاٹوف اپنی زندگی کی سب سے تکلیف دہ حالت میں سے گزر رہا ہے. ایسی تکلیف دہ حالت کہ جس کا دوسرا شخص سوچ تک نہیں سکتا صرف وہی اس کی ہولناکی کو جان سکتا ہے جس پر یہ حالت گزر رہی ہو. اس کے جسم کی ایک ایک رگ اس طرح تڑپ رہی تھی جیسے ابھی کچے دھاگے کی طرح ٹوٹ جائے گی.

"بتاؤ ورنہ" ——— عمران نے پیر کو واپس اپنی طرف کرتے ہوئے کہا اور شاٹوف کا تیزی سے بھیانک انداز میں مسخ ہوتا ہوا چہرہ واپس تیزی سے بحال ہونے لگ گیا.

"م م میز ——— دوسری در ——— دراز....." ——— شاٹوف کے حلق سے رک رک کر ایسی آواز نکلی جس کے ساتھ ہلکی سی خرخراہٹ بھی شامل تھی.

"جاؤ دیکھو" ——— عمران نے گردن موڑ کر چوہان سے کہا اور چوہان تیزی سے میز کی دوسری سائیڈ کی طرف مڑ گیا جدھر اونچی نشست کی کرسی پڑی ہوئی تھی. اس نے دوسری

دراز کھولی. اس میں واقعی کئی فائلیں موجود تھیں. پھر ایک فائل پر مجھے ایس ۔ ایچ کے الفاظ لکھے نظر آ گئے. اس نے وہ فائل نکال کر دراز بند کر دی. میز کے کنارے پر اوپر کی طرف بے شمار مختلف رنگوں کے بٹن لگے ہوئے تھے اور چوہان نے خاص طور پر احتیاط کی تھی کہ اس کا ہاتھ کسی بٹن سے نہ چھو جائے.

"مجھے دکھاؤ" ——— عمران نے کہا. اس نے پیر بدستور شاٹوف کی گردن پر رکھا ہوا تھا. چوہان نے فائل اس کے ہاتھ میں دی اور خود دوبارہ اس صوفے کی طرف بڑھ گیا جس پر وہ لڑکی بےہوش پڑی ہوئی تھی. عمران نے فائل کھولی. اس میں چار پانچ ٹائپ شدہ کاغذات موجود تھے. عمران کی نظریں تیزی سے فائل کے صفحات پر دوڑتی رہیں پھر اس نے فائل بند کی اور اسے تہہ کر کے جیب میں ڈال لیا. اس کے ساتھ ہی اس نے اپنا پیر شاٹوف کی گردن سے پیچھے ہٹا لیا. شاٹوف اسی طرح بے حس و حرکت پڑا ہوا تھا.

"سپر ٹاپ جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے. سمجھے" ——— عمران نے زہریلے لہجے میں کہا. اس کے ساتھ ہی اس کا پیر حرکت میں آیا اور بوٹ کی ٹو پوری قوت سے شاٹوف کی کنپٹی پر پڑی اور پہلے سے بے حس و حرکت پڑے ہوئے شاٹوف کی آنکھیں [illegible] تے ہی ایک جھٹکے سے بند ہو گئیں.

"لڑکی کی کنپٹی بھی بجا دو چوہان تاکہ ہم اطمینان سے با نکل جائیں" ——— عمران نے دروازے کی طرف بڑھتے

ہوئے اس لڑکی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"یہ ابھی دو گھنٹوں تک ہوش میں نہ آئے گی ۔۔۔ تو کیوں نہ ان کا خاتمہ کر دیا جائے"۔۔۔ چوہان نے کہا۔

"نہیں ۔۔۔ اس طرح صورت حال بگڑ جائے گی۔ ابھی جھگڑا سپر ٹاپ اور سپیشل ایجنسی کے درمیان رہے گا لیکن ان کی موت سے یہ واضح ہو جائے گا کہ ہم جعلی آدمی تھے کیونکہ باہر سب کو معلوم ہے کہ ہمارے پاس سپر ٹاپ کے کارڈ تھے اور جب تک ان کا جھگڑا ختم ہو میں چاہتا ہوں کہ مشن ختم کر کے واپس چلا جاؤں"۔۔۔ عمران نے کہا اور چوہان جو اس کے ساتھ ہی چلتا ہوا باہر والے کمرے میں پہنچ چکا تھا نے سر ہلا دیا۔

دروازہ کھول کر وہ راہداری سے گزرتے ہوئے جب اس دروازے کے پاس پہنچے جہاں سے انہیں اس مسلح نوجوان نے اندر بھیجا تھا تو دروازہ خود بخود کھلتا گیا۔ عمران اور چوہان جب دروازہ کراس کر کے باہر آئے تو وہ وہی نوجوان ابھی تک وہیں کھڑا تھا۔

"آئیے جناب"۔۔۔ نوجوان نے انہیں آتا دیکھ کر مسکرا کر کہا اور عمران نے سر ہلا دیا پھر وہ تینوں ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے پورچ میں پہنچ گئے۔

"راک پھاٹک کھول دو"۔۔۔ اس نوجوان نے پھاٹک کے قریب بنی ہوئی کوٹھڑی کے دروازے پر کھڑے

اس نوجوان کو پکار کر کہا جس نے ان سے باہر نکل کر کارڈ لئے تھے اور نوجوان سر ہلاتا ہوا سائیڈ والی کوٹھڑی میں غائب ہو گیا۔

عمران نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی۔ چوہان بھی سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا اور عمران نے کار موڑی اور چند لمحوں بعد وہ پھاٹک سے نکل کر باہر روڈ پر آ گیا۔

"عمران صاحب ۔۔۔ آپ نے واقعی کمال کر دیا کہ اتنی آسانی سے سپیشل ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر میں داخل ہو کر وہاں سے یہ فائل بھی لے آئے اور کسی کو شک بھی نہیں پڑا"۔۔۔ چوہان نے باہر آتے ہی تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

"یہ سب سپر ٹاپ ایجنسی کا کمال ہے چوہان ۔ ورنہ اس شاٹوف تک پہنچنے میں ہمیں نجانے کتنے پاپڑ بیلنے پڑتے۔ یہ کارڈ خصوصی طور پر تیار کئے جاتے ہیں اور شاٹوف نے انہیں باقاعدہ چیک کیا ہو گا۔ بہرحال اب ہم نے فوری طور پر اس سیٹ اپ اور اس کار سے چھٹکارا حاصل کرنا ہے ورنہ شاٹوف نے ہوش میں آتے ہی پاگل کتے کی طرح ہماری تلاش شروع کر دینی ہے جو کچھ اس کے ساتھ ہوا ہے اس کے بعد تو اس نے سپر ٹاپ کا بھی خیال نہیں کرنا اور ظاہر ہے سب سے پہلے وہ صدر مملکت سے بات کرے گا اور پھر ان کے ذریعے یہ بات جب سپر ٹاپ کے چیف تک پہنچے گی تو بات کھل جائے گی کہ بچے پکڑے گئے کیونکہ ون ون اور الیون الیون تو ملک میں ہی موجود نہیں ہیں"۔۔۔

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا براہ راست شالوٹ چیف سے بات نہیں کر سکتا"۔ چوہان نے چونک کر پوچھا۔

"نہیں ــــ وہ بھی تمہارے چیف کی طرح خفیہ رہتا ہے اور اس کا رابطہ صرف یہاں کے صدر کے ساتھ ہی ہے"۔ــــ عمران نے کہا اور چوہان نے سر ہلا دیا۔

کار انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی مختلف سڑکوں سے ہو کر ایک ایسی سڑک پر مڑ گئی جہاں سائیڈوں میں گھنے درختوں کے ذخیرے موجود تھے۔ عمران کار درختوں کے اندر تک لے گیا اور پھر اس نے کار کے ڈیش بورڈ کا خانہ کھولا اور اس میں سے ایک بوتل نکالی جس پر سپرے پمپ لگا ہوا تھا۔ شفاف بوتل میں موجود محلول بھی شفاف تھا۔ ساتھ ہی ایک چھوٹا سا تولیہ بھی موجود تھا۔ عمران نے سپرے پمپ کا بٹن دبایا تو اس کے چہرے پر اس شفاف محلول کی پھوار پڑنے لگی اور پھر چند لمحوں میں پورا چہرہ اس محلول سے بھیگ گیا۔ عمران نے بوتل چوہان کی طرف بڑھا دی اور پھر تولیے سے چہرے کو رگڑنے لگا۔ چند لمحوں میں ہی اس کی اصل شکل سامنے آ چکی تھی۔

"یہ پانی لگتا ہے"۔ــــ چوہان نے غور سے محلول کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"لگتا ہی نہیں ــــ ہے ہی پانی"۔ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور چوہان بھی ہنس دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ بھی اپنے اصل چہرے میں آ چکا تھا۔ عمران ... نیچے اترا اور اس نے کار کے عقب میں آ کر ... اور اس میں موجود ایک سوٹ کیس باہر نکال لیا۔ ... اس نے تیزی سے اپنا موجودہ لباس اتارنا شروع کر دیا۔ ... اتار کر اس نے سوٹ کیس کھول کر اس میں سے ایک بالکل مختلف ... ڈیزائن کا سوٹ نکالا اور اسے پہننے لگا۔ چوہان بھی اب کار سے باہر آ گیا تھا۔

"تم بھی لباس بدل لو چوہان ــــ اس میں موجود ہے دوسرا"۔ عمران نے کہا اور چوہان بھی اپنا لباس اتارنے میں مصروف ہو گیا۔ چند لمحوں بعد وہ دونوں ہی بالکل مختلف لباسوں میں ملبوس ہو چکے تھے اور عمران نے اپنے پہلے پہنے ہوئے لباس کی جیبوں سے فائل اور دوسرا سامان نکالا اور اسے موجودہ لباس کی جیبوں میں رکھنے میں مصروف ہو گیا۔ پھر اس نے سوٹ کیس میں موجود ایک میک اپ باکس نکالا اور پھر اس کے ہاتھ خاصی تیز رفتاری سے اپنے چہرے پر چلنے لگے۔ چند لمحوں بعد اس نے ہاتھ روکا اور میک اپ باکس چوہان کی طرف بڑھا دیا۔

"تم میک اپ کر لو ــــ مقامی کرنا ــــ میں اس دوران یہ فائل دیکھ لوں"۔ ــــ عمران نے کہا اور پھر کار سے ٹیک لگا کر اس نے جیب سے فائل نکالی اور اسے کھول کر پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔ جیسے جیسے وہ اسے پڑھتا جا رہا تھا

اس کی آنکھوں میں شدید الجھنیں نمایاں ہوتی جا رہی تھیں۔

"میں نے کر لیا ہے میک اپ۔" ——— اسی لمحے چوہان کی آواز سنائی دی۔

"ہونہہ۔" ——— عمران نے فائل سے نظریں ہٹاتے ہوئے ہنکارا بھرتے ہوئے کہا اور پھر چند لمحوں بعد ایک طویل سانس لیتے ہوئے اس نے فائل بند کر دی۔

"ہمیں آفندی کا شکر گزار ہونا چاہیے کہ اس کے درمیان میں ملوث ہو جانے کی وجہ سے ہمیں یہودیوں کے اس قدر خوفناک مشن کا علم ہو گیا ہے۔" ——— عمران نے دانت پیسنے کے انداز میں کہا۔

"کیسا مشن۔" ——— چوہان نے چونک کر کہا۔

"یہ لو تم اسے پڑھو ——— میں ذرا اس کار اور لباسوں سے چھٹکارا حاصل کرنے کا بندوبست کر لوں۔" ——— عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور فائل چوہان کی طرف بڑھا کر اس سوٹ کیس کی طرف بڑھا جس میں ابھی تک کچھ کپڑے موجود تھے۔ اس نے کپڑے ہٹائے اور نیچے سے ایک چپٹا سا باکس نکال لیا۔ اس کے بعد اس نے سوٹ کیس بند کیا اور اسے واپس ڈگی میں رکھ کر اس نے ڈگی بند کر دی۔ البتہ اسے بند کرنے سے پہلے اس نے اپنے اور چوہان کے اتارے ہوئے لباس بھی اس میں ٹھونس دیئے تھے اور میک اپ باکس بھی وہاں رکھ دیا تھا۔

"عمران صاحب یہ تو انتہائی خطرناک مشن ہے یہودیوں کا۔ خدا کی پناہ ——— مسلمانوں کے مقدس ترین مقامات اور پاکیشیا کا ایٹمی تحقیقاتی مرکز ——— سب کچھ ان کی زد میں آ جاتا۔ تو کیا اب ہمیں اسرائیل جانا ہو گا۔" ——— چوہان نے انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا۔

"تو تم نے پڑھا کیا ہے ——— آخری لائن نہیں پڑھی جس میں لکھا ہوا ہے کہ سیکرٹ ہارٹ زیرو ون لیبارٹری میں فائنل تیاری کے مرحلے میں ہے۔" ——— عمران نے اس کے ہاتھ سے فائل لیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ہاں ——— دراصل میں تو پہلے صفحات ہی پڑھ کر پریشان ہو گیا تھا۔" ——— چوہان نے قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"سیکرٹ ہارٹ اگر اسرائیل میں نصب ہو گیا تو صرف یہی ٹارگٹ ہی نہیں ہوں گے جو تم نے کہے ہیں بلکہ پورا مشرق وسطیٰ اور افریقی مسلم ممالک بھی اس کی زد میں آ جائیں گے۔" عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فائل کو ان کے اندر موجود کاغذوں سمیت پرزے پرزے کرنا شروع کر دیا۔

"لیکن اس فائل میں یہ تو درج نہیں ہے کہ سیکرٹ ہارٹ اصل ہے کیا۔" ——— چوہان نے کہا۔

"لکھا ہوا تو ہے کہ فوجی حملہ آور نظام ہے اور اس کا نام بتا رہا ہے کہ یہ جدید ترین سپر کمپیوٹر کنٹرولڈ ہو گا اور ظاہر ہے

کوئی خوفناک میزائل اس سے فائر ہوں گے۔ بہر حال آفندی زندہ مل گیا تو شاید باقی تفصیلات اس سے معلوم ہو سکیں "۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا اور پھٹے ہوئے پرزوں کو کار کے اندر پھینک دیا۔

" اس کا مطلب ہے کہ اس پورے نظام کو تباہ کرنا ہو گا "
چوہان نے کہا۔

" ہاں ۔۔۔ لیکن اس زیرو ون لیبارٹری کو پہلے تلاش کرنا پڑے گا۔ ایکریمیا میں نجانے کس قدر خفیہ لیبارٹریز موجود ہیں "
عمران نے کہا اور جیب سے وہ چپٹا سا باکس نکالا۔ اس کی سائیڈ پر لگا ہوا ایک بٹن دبا کر اس نے باکس کو بھی کار کے اندر سیٹ پر اچھال دیا۔

" آؤ اب چلیں ۔۔۔ ابھی یہ سب کچھ چند لمحوں میں ہی راکھ ہو جائے گا "۔۔۔ عمران نے باکس اچھالتے ہوئے چوہان سے کہا۔ اور تیزی سے واپس سڑک کی طرف بڑھ گیا۔ چوہان نے اس کی پیروی کی اور جب وہ سڑک کے قریب پہنچے تو انہیں اپنے عقب میں ایک دھماکہ سنائی دیا اور تیز روشنی جنگل کے اندرونی حصے میں ایک لمحے کے لئے دکھائی دی پھر غائب ہو گئی۔

" کہیں سارے جنگل کو ہی نہ آگ لگ جائے "۔۔۔
چوہان نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

" ارے نہیں ۔۔۔ یہ مخصوص ریز ہیں۔ یہ کار کو اس طرح

تبا دیں گی جیسے اس پر آسمانی بجلی گر پڑی ہو۔ یہ دھماکہ تو پٹرول ٹینکی کے پھٹنے کا تھا "۔۔۔ عمران نے کہا اور چوہان نے سر ہلا دیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ سڑک پر پہنچ گئے لیکن کافی دور تک مسلسل پیدل چلنے کے بعد ہی انہیں ایک خالی ٹیکسی مل سکی اور عمران اس طرح دروازہ کھول کر سیٹ پر بیٹھا جیسے واقعی بیحد تھک گیا ہو۔

" کہاں جانا ہے صاحب "۔۔۔ ٹیکسی ڈرائیور نے چوہان کے عقبی سیٹ پر بیٹھتے ہی ساتھ والی سیٹ پر موجود عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

" جہاں تھکاوٹ دور کرنے کا انتظام ہو سکے۔ یار تم ٹیکسی ۔ ور سپیڈ سے نہیں چلا سکتے ہو۔ کم از کم کچھ تو پہلے ہم پہنچ جاتے۔ میری ٹانگیں اس وقت ایسے محسوس ہو رہی ہیں جیسے ۔۔۔ی کی ہو گئی ہوں اور لکڑی بھی سنبل کی "۔۔۔ عمران کی ۔۔ن چل پڑی لیکن لہجہ مقامی ہی تھا۔

" تو آپ تھکاوٹ دور کرنا چاہتے ہیں مگر رقم بہت سی ۔ے گی "۔۔۔ ٹیکسی ڈرائیور نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے میٹر ڈاؤن کر کے ٹیکسی آگے بڑھا دی۔

" کتنی لگ جائے گی "۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے پوچھا۔

" کم از کم ایک ہزار ڈالر مگر ایک بات ہے تھکاوٹ واقعی

دور ہو جائے گی"۔۔۔ ٹیکسی ڈرائیور نے شاطرانہ انداز میں کہا۔

"ایک ہزار ڈالر۔۔۔ اتنی بڑی رقم اور وہ بھی صرف تھکن دور کرنے کے لئے خرچ ہو جائے گی۔ تم ایسا کرو کہ فی الحال یہ آدھ ڈالر والی تھکاوٹ دور کرا دو یا پھر پہلے کسی ایسی جگہ لے چلو جہاں سے ایک ہزار ڈالر ادھار مل سکیں"۔۔۔ عمران نے کہا اور ٹیکسی ڈرائیور ہنس پڑا۔

"ایک آدھ ڈالر میں تو صاحب صرف سر کی ہی مالش ہو سکتی ہے اور وہ بھی۔۔۔۔"۔۔۔ ٹیکسی ڈرائیور نے ہنستے ہوئے کہا لیکن وہ فقرہ ادھورا چھوڑ کر خاموش ہو گیا۔

"یار فقرہ تو پورا کر دو"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"چھوڑیئے صاحب۔۔۔ ویسے ایک ڈالر تو کرایہ ہو بھی چکا ہے۔ یہیں روک دوں ٹیکسی"۔۔۔ ٹیکسی ڈرائیور نے اس بار سپاٹ لہجے میں کہا۔

"جہاں دس ڈالر ہو جائیں وہیں روک دینا"۔۔۔ عمران نے بڑی بے نیازی سے کہا اور ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے ٹیکسی کی رفتار بڑھا دی اور عمران نے نشست سے سر ٹکا کر اس نے آنکھیں بند کر لیں جیسے وہ واقعی چلتے چلتے بے حد تھک گیا ہو۔ شہر کی حدود میں داخل ہوتے ہی ٹیکسی ڈرائیور نے میٹر کی طرف دیکھا اور پھر ٹیکسی ایک طرف کر کے روک دی۔

"لیجئے صاحب۔۔۔ دس ڈالر ہو گئے"۔۔۔ ٹیکسی ڈرائیور نے کہا۔

"ارے اتنی جلدی۔۔۔ یار تمہارا میٹر تو شاید تمہاری ٹیکسی سے بھی زیادہ تیز بھاگتا ہے۔ بہر حال ٹھیک ہے مجبوری کا کیا علاج"۔۔۔ عمران نے تھکے تھکے انداز میں کہا اور پھر دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔ ظاہر ہے چوہان کو بھی اس کی پیروی کرنی پڑی۔ عمران نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور پھر دس ڈالر کا ایک نوٹ نکال کر اس نے ڈرائیور کی طرف بڑھا دیا۔

ڈرائیور نے نوٹ پکڑا اور دوسرے لمحے ایک جھٹکے سے ٹیکسی آگے بڑھا لے گیا۔

"کیا ہوا عمران صاحب۔۔۔ آپ تو واقعی بے حد تھکے ہوئے دکھائی دے رہے ہیں"۔۔۔ چوہان نے قدرے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"ایک ہزار ڈالر کا سن کر اور زیادہ تھک گیا ہوں۔۔۔ بہر حال آؤ۔ نجانے اب کب تک قسمت میں پیدل چلنا لکھا ہوا ہے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر آگے بڑھنے لگا۔

"آپ کی یہ اداکاری میری سمجھ میں تو نہیں آئی۔ اچھی بھلی ٹیکسی ملی تھی سیدھے کوٹھی پہنچ جاتے"۔۔۔ چوہان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اور پھر اسپیشل ایجنسی والے پھولوں کے ہار اٹھائے

ہمارے گلے میں ڈالنے پہنچ جاتے ۔۔ چوہان صاحب صرف
تنخواہ وصول کرنے کی حد تک سیکرٹ ایجنٹی نہیں ہو سکتی۔ اب
یہ ٹیکسی ڈرائیور انہیں بتائے گا کہ ہم دونوں اس قدر تھکے
ہوئے تھے کہ نجانے کتنے میل پیدل چل کر آرہے تھے اور
پھر غریب بھی اتنے تھے کہ ہم شہر کی حدود تک ہی پہنچ سکے۔
یہاں ٹیکسی کا نظام کچھ اس قدر مربوط اور کنٹرولڈ ہے کہ سب
کچھ آسانی سے معلوم ہو جاتا ہے" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا اور چوہان بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ ۔ اوہ اب سمجھا ۔ تو یہ سب کچھ ٹیکسی ڈرائیور کو
ڈاج دینے کے لئے تھا" ۔۔۔ چوہان نے قدرے شرمندہ
لہجے میں کہا۔

"اب کیا کروں ۔۔۔ تم پر تو اداکاری کا اثر بھی نہیں ہوتا
تم تو چیٹنگ پروف ہو چکے ہو" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

اور پھر ایک بس سٹاپ پر پہنچ کر وہ رک گیا۔ وہاں چند
افراد قطار بنائے کھڑے تھے۔ عمران خاموشی سے قطار میں
کھڑا ہو گیا۔ ظاہر ہے عمران کی پیروی چوہان کو بھی کرنی تھی۔
اور اب وہ ساری بات سمجھ گیا تھا کہ عمران اب بس کے ذریعے
سفر کرنا چاہتا ہے تاکہ بعد کی چیکنگ سے بچا جا سکے۔ چند
لمحوں بعد بس آگئی اور وہ دونوں اس پر سوار ہو گئے۔ بس
مختلف سڑکوں پر سے دوڑتی ہوئی جیسے ہی ایک چوک پر
رکی۔ عمران نے چوہان کو اشارہ کیا اور وہ دونوں بس سے

نیچے اتر آئے۔ یہاں چونکہ کرایہ فکسڈ ہوتا ہے اور بس میں
کنڈیکٹر نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی۔ دروازے کے ساتھ ہی
ایک باکس موجود ہوتا ہے اور ہر مسافر اس میں کرایہ خود ہی
ڈال دیتا ہے۔ عمران نے بھی اس میں دو چھوٹے نوٹ ڈال
دیئے تھے۔

سٹاپ سے اتر کر عمران ایک گلی میں داخل ہوا اور پھر تقریباً
آدھے گھنٹے تک اس طرح مختلف گلیوں میں سرگشت کرنے
کے بعد وہ جب ایک گلی سے باہر آئے تو وہ اس سڑک پر
تھے جہاں وہ کوٹھی موجود تھی جو گرینڈ فادر نے انہیں دی تھی۔

"ہمارے حلیے تو وہ ٹیکسی ڈرائیور بتا ہی دے گا" ۔۔۔
چوہان نے کوٹھی میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"کوئی بات نہیں ۔۔۔ وہ تھکا ہوا حلیہ بتائے گا ہم تر و تازہ
حلیہ بنالیں گے" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب
دیا اور برآمدے کی سیڑھیاں چڑھتا ہوا جیسے ہی اوپر پہنچا
اچانک راہداری میں سے چار مسلح آدمی بجلی کی سی تیزی سے
نمودار ہوئے اور پھر اس سے پہلے کہ عمران اور چوہان حیرت
کے اس جھٹکے سے سنبھلتے چار مشین گنیں ان کے جسموں سے
لگ چکی تھیں۔

"خبردار اگر کوئی حرکت کی" ۔۔۔ ایک مسلح آدمی نے
انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"فکر نہ کرو۔ ہم شریف آدمی ہیں اس لئے حرکت کرنے

کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا"۔۔۔۔۔۔ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

اسی لمحے تیز قدموں کی آوازیں ابھریں اور دو آدمی راہداری سے نمودار ہوئے۔ ان میں سے ایک فوجی تھا جس کے ہاتھ میں مشین گن تھی جبکہ دوسرا عام آدمی تھا۔

"سوری پرنس ۔۔۔ تم گرینڈ فادر کے مہمان ہو اور میں گرینڈ فادر کا اسسٹنٹ سام ریالٹو ہوں۔ گرینڈ فادر تمہارا معتقد ہے مگر مسئلہ میرے وطن اسرائیل کا تھا۔ اس لئے مجھے گرینڈ فادر پر تشدد کرکے اس سے تمہارا پتہ معلوم کرنا پڑا۔ گرینڈ فادر اس تشدد کی وجہ سے ختم ہو چکا ہے اور اب تمہاری باری ہے"۔۔۔۔ اس عام سے آدمی نے منہ بناتے ہوئے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"کون پرنس اور کیسا پرنس ۔۔۔ میں سمجھا نہیں ۔۔۔ بھائی ہم تو کرایہ پر کوٹھی لینا چاہتے تھے اور اسٹیٹ ایجنٹ نے اس کوٹھی کا پتہ بتایا تھا"۔۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور ریالٹو قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔

"پرنس تم مجھ سے نہیں چھپ سکتے۔ میں نے تمہاری ایک خاص نشانی گرینڈ فادر سے پوچھ لی ہے۔ بہرحال میں نے نشاندہی کر دی ہے۔ اس کے دو ساتھی اور بھی ہیں، وہ نجانے کہاں ہیں۔ اب تم جانو میجر جوزف اور تمہارا کام ۔۔۔ یہ ہے پرنس پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاص آدمی"۔۔۔۔۔ ریالٹو

نے بڑے سنجیدہ لہجے میں اپنے ساتھ کھڑے بت ترنگے آدمی سے مخاطب ہو کر عمران کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ان دو کو تو ٹھکانے لگائیں باقی دو نکے تو انہیں بھی سنبھال لیں گے"۔۔۔۔۔ اس میجر جوزف نے کہا اور مشین گن عمران اور اس کے پیچھے کھڑے ہوئے تنویر کی طرف تان لی۔ اس کے مشین گن تانتے ہی ان کے گرد موجود باقی افراد نے بھی مشین گنیں سیدھی کر لیں۔

"ٹھہرو ۔۔۔ یہ سام ریالٹو یقیناً ایکریمیا کا غدار ہے۔ سنو ہماری جیب میں کارڈ موجود ہیں۔ وہ نکال کر پہلے دیکھ لو ورنہ بعد میں پچھتانے کا بھی موقع نہ ملے گا"۔۔۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میجر جوزف ۔۔۔ یہ بے حد شاطر آدمی ہے۔ اس کے جھانسے میں نہ آنا"۔۔۔۔۔ سام ریالٹو نے تیز لہجے میں کہا۔

"سپر ٹاپ ایجنسی میں تیز آدمی ہی رکھے جاتے ہیں۔ احمق آدمی ۔۔۔ میجر جوزف تمہارا تعلق جس بھی ایجنسی سے ہو۔ بہرحال تم سپر ٹاپ کے مخصوص کارڈ تو ضرور ہی پہچانتے ہو گے"۔۔۔۔۔ عمران کا لہجہ اس قدر خشک تھا کہ میجر جوزف چونک پڑا۔

"سپر ٹاپ ۔۔۔ اوہ تو تمہارا تعلق سپر ٹاپ سے ہے"۔ میجر جوزف کے لہجے میں اس بار ہلکی سی گھبراہٹ ابھر آئی تھی۔

"جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو اور اس احمق کو نکلنے نہ دینا" ۔۔۔ عمران کا لہجہ اور بھی زیادہ سخت ہو گیا۔

"میں کہتا ہوں یہ پرلس ہے ۔۔۔ پاکیشیائی ایجنٹ" ۔۔۔ سام ریالٹو نے ایک بار پھر احتجاج کرنے کے سے انداز میں کہا۔

"خاموش رہو تم ۔۔۔ سپر ٹاپ کا نام درمیان میں آجانے کے بعد چیکنگ ضروری ہے ۔۔۔ ٹھیک ہے۔ آپ دونوں ہاتھ سروں پر رکھ لیں" ۔۔۔ اس بار میجر جوزف نے گرینڈ فادر کو جھڑکتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی وہ عمران اور چوہان سے مخاطب ہو گیا اور عمران نے دونوں ہاتھ اٹھا کر سر پر رکھ لیے چوہان نے بھی اس کی پیروی کی۔ پھر میجر جوزف کے اشارے پر دو آدمی آگے بڑھے اور ان کے عقب میں آکر انہوں نے ان کی جیبوں کی تلاشی لینی شروع کر دی۔

"یس سر ۔۔۔ کارڈ موجود ہیں" ۔۔۔ دونوں فوجیوں نے کہا اور ایک سائیڈ پر جا کر گھوم کر انہوں نے دونوں کی جیبوں سے نکلنے والے کارڈ میجر جوزف کے ہاتھ پر رکھ دیے اور پھر پیچھے ہٹ کر اپنی جگہ بڑے چوکنے انداز میں کھڑے ہو گئے۔

"یہ کارڈ اصلی ہو ہی نہیں سکتے ۔۔۔ میجر میری بات مان لو یہ تمہیں چکر دے رہے ہیں" ۔۔۔ سام ریالٹو کارڈ دیکھنے کے بعد بے حد بوکھلا گیا تھا۔

"ابھی پتہ چل جاتا ہے ۔۔۔ سپر ٹاپ کے کارڈ جعلی ہو ہی نہیں سکتے" ۔۔۔ میجر نے کہا اور ایک کارڈ کو اٹھا کر اس نے اپنی آنکھوں کے سامنے کچھ فاصلہ پر رکھ کر بغور دیکھا اور پھر دوسرے کارڈ کے ساتھ بھی اس نے یہی عمل کیا۔

"یہ اصلی کارڈ ہیں ۔۔۔ گنیں ہٹا لو اور سام ریالٹو کو گرفتار کر لو" ۔۔۔ میجر جوزف نے یکلخت تیز لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے مشین گنوں والے عمران اور چوہان کو چھوڑ کر تیزی سے سام ریالٹو کی طرف لپک پڑے۔ انہوں نے بجلی کی سی تیزی سے اس کے دونوں بازو جکڑ کر عقب میں کر کے کلپ ہتھکڑی لگا دی اور سام ریالٹو کا چہرہ دیکھنے والا تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ کوئی بھیانک خواب دیکھ رہا ہو۔

"سوری سر ۔۔۔ لیکن آپ یہاں کیسے آئے۔ یہ کوٹھی تو گرینڈ فادر نے پاکیشیائی ایجنٹوں کے حوالے کی تھی" ۔۔۔ میجر جوزف نے کارڈ واپس عمران اور چوہان کی طرف بڑھاتے ہوئے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"پہلے یہ بتائیں کہ آپ کا تعلق کس ایجنسی سے ہے کیونکہ سپیشل ایجنسی میں تو اس طرح کے فوجی عہدے نہیں ہوتے" ۔۔۔ عمران نے کارڈ لیتے ہوئے خشک لہجے میں کہا۔

"سر ہمارا تعلق ملٹری انٹیلی جنس سے ہے سام ریالٹو

چونکہ ہمارے چیف کا جو خود یہودی ہیں ذاتی دوست ہے اور گرینڈ فادر کا اسسٹنٹ ہے۔ جس وقت وہ پاکیشیائی ایجنٹ گرینڈ فادر کے پاس آئے تو یہ موجود نہ تھا مگر بعد میں اس نے جب گرینڈ فادر کے کمرے میں موجود خفیہ ڈکٹا فون کا ٹیپ سنا تو اسے معلوم ہو گیا کہ پاکیشیائی ایجنٹ ایسے مشن کے خلاف کام کرنے آئے ہیں جس کا تعلق اسرائیل سے ہے۔ اس پر اس نے چیف کو اطلاع دی۔ پھر چیف کے کہنے پر اس نے گرینڈ فادر پر تشدد کر کے ان پاکیشیائی ایجنٹوں کے بارے میں یہ تفصیلات حاصل کی ہیں چنانچہ چیف کے حکم پر ان پاکیشیائی ایجنٹوں کا خاتمہ کرنے یہاں آ گئے لیکن کوٹھی خالی پڑی ہوئی تھی۔ اس لئے ہم انتظار میں یہاں چھپ گئے۔ اس کے بعد آپ آ گئے"۔۔۔۔ میجر جوزف نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"وہ تمہارے چیف نے خواہ مخواہ سپر ٹاپ کے کیس میں مداخلت شروع کر دی ہے۔ اس کے ذمے تو زیرو ون لیبارٹری کی نگرانی لگائی گئی تھی"۔۔۔۔ عمران نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

"وہ تو سر ہم کر رہے ہیں مگر چیف نے سوچا کہ سام ریالٹو کی مدد سے ان پاکیشیائی ایجنٹوں کو گرفتار کر لیا جائے تو زیادہ بہتر ہے"۔۔۔۔ میجر جوزف نے اپنے چیف کی حمایت کرتے ہوئے کہا۔

"خاک کر رہے ہو۔۔۔ ہمیں اطلاعات ملی ہیں کہ یہ پاکیشیائی یجنٹ زیرو ون لیبارٹری کے گرد منڈلا رہے ہیں۔ اس اطلاع ے سلسلے میں تو انکوائری کرتے ہوئے ہم یہاں تک پہنچے تاکہ ں سے ان کا کھوج نکالا جا سکے"۔۔۔۔ عمران نے برا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"زیرو ون کے گرد منڈلا رہے ہیں۔۔۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ۔۔۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ زیرو ون لیبارٹری کا تو وزارت ع تک کو علم نہیں ہے ان کو کیسے ہو سکتا ہے پھر وہ تو طور پر انڈر گراؤنڈ ہے۔ اس کے گرد کوئی کیسے منڈلا سکتا "۔۔۔۔ میجر جوزف نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں

"تمہیں کتنا عرصہ ہوا انٹیلی جنس جائن کئے ہوئے میجر جوزف"۔ ن نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"چار سال ہو گئے ہیں۔۔۔ کیوں"۔۔۔۔ میجر جوزف نے چونک کر جواب دیا۔

"تم نے خود دیکھی ہے زیرو ون لیبارٹری"۔۔۔۔ عمران نے انتہائی طنزیہ لہجے میں کہا۔

"میں نے۔۔۔ ہاں۔ میں دو سال تک وہاں سکیورٹی میں شامل رہا ہوں۔ مگر آپ کیوں پوچھ رہے ہیں"۔۔۔۔ میجر جوزف نے حیرت بھرے انداز میں پلکیں جھپکاتے ہوئے پوچھا۔ س کے انداز میں اس بار شک کا ہلکا سا عنصر بھی نمایاں

ہوگیا تھا۔

"تم جو کچھ سمجھ رہے ہو میجر جوزف وہ کچھ نہیں ہے۔ یہ
کوڈ ہے ۔۔۔ آؤ میں تمہیں بتاؤں ۔۔۔ یہاں سب کے
سامنے اس اہم راز کو اوپن نہیں کیا جا سکتا لیکن بہر حال تم
آفیسر ہو۔ آؤ اندر کمرے میں" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا اور پھر آگے بڑھ کر اس نے بڑے دوستانہ انداز
میں میجر جوزف کا بازو پکڑا اور اسے اسی انداز میں ساتھ
راہداری میں چلتا ہوا ایک کمرے میں داخل ہوگیا۔

"یہ ہے راز" ۔۔۔ عمران نے اس کا بازو چھوڑا
دوسرے لمحے اس کے دونوں بازو بجلی کی سی تیزی سے حرکت
میں آئے اور میجر جوزف اس کے سینے سے لگا ہوا تھا۔ عمران
کا ایک ہاتھ اس کے منہ پر اور دوسرا اس کی کمر کے گرد تھا
پھر اس سے پہلے کہ میجر جوزف اس اچانک جھٹکے کا کوئی رد عمل
ظاہر کرتا عمران کا وہ ہاتھ جو اس کے منہ پر جما ہوا تھا ایک
جھٹکے سے بائیں طرف کو کھینچا اس جھٹکے سے جوزف کی گردن
یکلخت ٹیڑھی سی ہوگئی کیونکہ اس کا جسم عمران کی گرفت میں
تھا۔ وہ ویسے ہی ساکت رہا۔ دوسرے لمحے جوزف کا جسم ڈھیلا
پڑتا گیا۔ عمران نے جلدی سے اسے سینے سے علیحدہ کر کے
سنبھالا اور اسے اٹھا کر ایک صوفے پر لٹا دیا۔ پھر اس نے
اس کے کاندھے سے لٹکی ہوئی مشین گن نکالی اور اسے اپنے
جسم کے پیچھے رکھ کر وہ اطمینان سے چلتا ہوا واپس برآمدے

میں آ گیا جہاں جوزف کے ساتھی چوہان اور بندھا ہوا گرینڈ
کھڑا تھا۔

"الیون الیون تم اس سام ریالٹو کو لے کر اندر جاؤ اب اس سے
کچھ کرتے ہیں" ۔۔۔ عمران نے چوہان سے مخاطب
ہو کر کہا اور چوہان سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا اس نے بت
کی طرح خاموش اور ساکت کھڑے سام ریالٹو کو بازو سے پکڑا اور
تقریباً گھسیٹتا ہوا اندر کی طرف بڑھ گیا۔ اب برآمدے میں
دو چار مسلح آدمی کھڑے تھے لیکن مشین گنیں انہوں نے بھی
کاندھوں سے لٹکا لی تھیں۔

"تمہارے متعلق حکم ہے کہ تم لوگ ادھر بڑے کمرے میں
آرام کرو ۔۔۔ جاؤ" ۔۔۔ عمران نے سخت لہجے میں

"مگر باس نے آپ کو یہ احکامات دے کر کیوں بھیجا ہے
وہ خود کیوں نہیں آئے" ۔۔۔ اچانک ایک آدمی نے
تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"اس لئے کہ میجر جوزف خود چل کر یہاں آ ہی نہیں
سکتا تھا" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا ۔۔۔ کیا مطلب" ۔۔۔ عمران کی بات سن کر وہ
سب بری طرح چونک پڑے۔

"مطلب بھی بتاتا ہوں ۔۔۔ اگر تم باہر ہی مرنا چاہتے
ہو تو ٹھیک ہے ۔۔۔ ایسے ہی سہی" ۔۔۔ عمران نے کہا

اور دوسرے لمحے اس کا ہاتھ عقب سے سامنے آیا
ریٹ ریٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی ان چاروں کے حلق
سے چیخیں نکلیں اور وہ چاروں گولیوں سے چھلنی ہو کر ایک
لمحے تک کسی لٹو کی طرح گھومتے رہے پھر دھماکے سے نیچے
جا گرے۔ عمران چند لمحے وہیں کھڑا رہا۔ وہ اس لئے اندر
کمرے میں پہنچنا چاہتا تھا تاکہ فائرنگ کی آوازیں سن
کوئی پولیس کو نہ اطلاع کر دے لیکن پھر مجبوراً اسے یہیں
کھولنا پڑا کیونکہ وہ لوگ مشکوک ہو گئے تھے اور کچھ بھی
بہرحال ان کا تعلق انٹیلی جنس سے تھا اس لئے ظاہر
وہ تربیت یافتہ لوگ ہوں گے لیکن جب چند منٹ تک
کوئی ردعمل ظاہر نہ ہوا تو عمران واپس مڑ گیا۔ یہ کا
نو تعمیر شدہ تھی اس لئے یہاں تعمیر شدہ کوٹھیوں کے د
خاصے خالی پلاٹ موجود تھے اس سے فاصلہ کافی بڑھ
اور پھر ایکریمیا کی سوسائٹی کا مزاج ہی کچھ ایسا تھا کہ حتی
کوئی بھی کسی چکر میں نہ پڑنا چاہتا تھا۔ عمران جب واپس
میں پہنچا تو سام ریالٹو فرش پر بیہوش پڑا ہوا تھا۔
نے شاید موقع محل کی مناسبت سے اسے کنپٹی پر ضرب
کر بیہوش کر دیا تھا کیونکہ ایک کنپٹی پر نیلے رنگ کا دھ
صاف نظر آ رہا تھا۔

" یہ اندر آتے ہی چیخنا چاہتا تھا اس لئے میں نے
اسے بیہوش کر دیا" ۔۔۔۔ چوہان نے عمران کی طرف

دیکھتے ہوئے کہا۔

" اچھا کیا ۔۔۔ ورنہ اس کے چیخنے سے باہر موجود افراد
بھی چونک پڑتے۔ تم اب باہر جاؤ اور ان کی لاشیں گھسیٹ کر
کسی کمرے میں ڈال دو اور اسلحہ اکٹھا کر لاؤ۔ میں اس دوران
اس جوزف سے زیرو دان لیبارٹری کی تفصیلات معلوم کر لوں۔
یہ قسمت سے ہمارے ہاتھ لگ گیا ہے ورنہ اس لیبارٹری کی
تلاش میں ہمیں نجانے کہاں کہاں کے دھکے کھانے پڑتے"۔
عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور چوہان مڑ کر دروازے کی طرف
بڑھ گیا۔

آفندی کو ہوش آیا تو اس نے اپنے آپ کو ایک دیوار کے ساتھ کھڑا دیکھا۔ اس کے دونوں بازو اوپر دیوار کے ساتھ منسلک زنجیروں سے بندھے ہوئے تھے لیکن اس کے پیر آزاد تھے۔ دیوار میں کنڈے لگے ہوئے تھے جن کے ساتھ زنجیر تھی اور زنجیر کے آخر میں لوہے کے کڑے تھے اور اس کی کلائیاں انہی کڑوں کے اندر موجود تھیں۔ اس کے دونوں بازو اور سر میں شدید درد ہو رہا تھا۔ سر میں تو شاید اس لئے کہ سر پر چوٹیں ماری گئی تھیں اور بازوؤں میں اس لئے کہ بیہوشی کی وجہ سے ظاہر ہے اس کا جسم نیچے کو لٹکا رہا ہوگا اور کڑوں میں پھنسے ہوئے بازوؤں پر پورے جسم کو زور رہا ہوگا۔

" یا اللہ میں کس عذاب میں پھنس گیا ہوں۔ ایک مصیبت سے نکلتا ہوں تو دوسری میں پھنس جاتا ہوں، یا اللہ میں

نے زندگی میں تو کبھی کسی کو تکلیف نہیں دی پھر مجھے اس قدر تکلیف کیوں پیش آ رہی ہیں "۔۔۔۔۔ آفندی نے بڑبڑاتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کے لہجے میں شدید بے لبسی نمایاں تھی۔ لیکن دوسرے لمحے وہ یکلخت چونک کر سیدھا ہو گیا۔ اس کا بے بسی سے لٹکا ہوا چہرہ تیزی سے سرخ ہوتا گیا۔ اسے اچانک خیال آگیا تھا کہ یہ سب تکالیف وہ نہ صرف اپنے ملک بلکہ مقدس ترین مقامات کے تحفظ کے لئے اٹھا رہا ہے اور یہ اتنی بڑی بات تھی کہ تکالیف تو ایک طرف وہ اس کے لئے اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہا سکتا تھا اور اسی خیال نے اس کے ذہن پر چھائی ہوئی بے لبسی کو ختم کر دیا تھا۔ اور اسی خیال نے اس کے خون کی روانی یکلخت تیز کر دی تھی۔

" مجھے یہاں سے بھی نکلنا چاہیے ۔۔۔ اگر اب تک قسمت میرا ساتھ دیتی آئی ہے تو اب بھی دے گی "۔۔۔۔۔ آفندی نے کہا اور پھر اس نے سر اٹھا کر اوپر زنجیروں میں جکڑی اپنی کلائیوں کو دیکھا لیکن اس کے ساتھ ہی اس کے ہونٹ بھینچ گئے کیونکہ حقائق کو صرف خیالات سے تو نہ بدلا جا سکتا تھا۔ نہ ہی وہ ان مضبوط زنجیروں کو توڑ سکتا تھا اور نہ ہی اس گرفت سے اپنی کلائیوں کو آزاد کرا سکتا تھا۔ پھر یہ کمرہ بھی کچھ کم وحشت ناک نہ تھا۔ یہاں دیواروں کے ساتھ ایذا دینے والے عجیب وغریب آلات اس طرح لٹکے ہوئے تھے جیسے ڈیکوریشن پیسز دیواروں سے لٹکائے جاتے ہیں۔

" مجھے کچھ نہ کچھ کرنا چاہیے "۔۔۔۔ آفندی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا اور پھر اس نے زور سے اپنے بازوؤں کو آگے کی طرف جھٹکے دینے شروع کر دیئے۔ شاید وہ اضطراری طور پر یہ سوچ رہا تھا کہ شاید اس طرح جھٹکے دینے سے زنجیریں ٹوٹ جائیں گی لیکن ظاہر ہے زنجیریں ان معمولی جھٹکوں سے تو نہ ٹوٹ سکتی تھیں لیکن دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ اس کا بایاں ہاتھ جھٹکا دینے کی وجہ سے آدھے سے زیادہ کڑے کے درمیان تک آ گیا تھا۔

" اوہ۔ اوہ یہ ہاتھ نکالا جا سکتا ہے "۔۔۔۔ آفندی یہ نئے خیال کے تحت چونک پڑا اور پھر اس نے پوری قوت سے بائیں بازو کو نیچے کی طرف جھٹکا دیا۔ مٹھی کی طرح بند ہو کر تنا ہوا ہاتھ کچھ اور نیچے کی طرف کھسک آیا لیکن اس کے ساتھ ہی اسے بازو میں درد کی شدید لہر سی دوڑتی محسوس ہوئی مگر اس نے ہمت نہ ہاری اور مسلسل جھٹکے دینے شروع کر دیئے اور تیسرے یا چوتھے جھٹکے کے بعد یکلخت خالی زنجیر ایک کھناکے کے ساتھ دیوار کے ساتھ جا ٹکرائی اور آفندی کا ہاتھ آزاد ہو چکا تھا۔ آفندی کا یہ ہاتھ بچپن سے ہی دائیں ہاتھ کی نسبت قدرے کمزور سا تھا لیکن بہر حال اتنا کمزور بھی نہ تھا کہ عام طور پر محسوس ہو جاتا۔ لیکن آج ہاتھ کی یہ کمزوری اس کے کام آ گئی تھی۔ اب آفندی کا ایک ہاتھ تو آزاد ہو چکا تھا لیکن دوسرا ہاتھ ابھی تک اس کڑے کی گرفت

میں تھا اور دوسرا ہاتھ بہر حال کمزور نہ تھا اس لئے وہ اس طرح باہر نہ نکل سکتا تھا۔ اسی لمحے آفندی کو خیال آیا کہ کڑا تو بالکل گول ہے۔ کہیں سے اس کا جوڑ بھی نظر نہ آ رہا تھا پھر کیسے اس کے ہاتھ میں ڈالا گیا۔ یہی سوچتے ہوئے وہ ایڑیوں کے بل اوپر کو اٹھا اور اپنا بایاں ہاتھ الٹا کر اس نے قدرے نیچے کو ٹکے ہوئے کڑے پر ہاتھ پھیرنا شروع کر دیا۔ ایک جگہ اس کا ہاتھ رک گیا۔ وہاں ایک بٹن سا ابھرا ہوا تھا۔ آفندی نے انگوٹھے سے اسے دبایا تو کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی کڑا دو حصوں میں تقسیم ہو کر کھل گیا اور آفندی کا یہ ہاتھ بھی آزاد ہو گیا اور اس طرح آزاد ہو جانے سے آفندی کا رواں رواں مسرت سے ناچ اٹھا۔ چند لمحوں تک وہ اپنی کلائیوں کو مسلتا رہا پھر تیزی سے اس دروازے کی طرف بڑھا جو سامنے نظر آ رہا تھا لیکن بند تھا۔ آفندی نے اس کو کھولا تو وہ خود ہی کھلتا گیا۔ شاید اسے بند ہی نہ کیا گیا تھا کیونکہ آفندی نہ صرف بے ہوش تھا بلکہ اسے زنجیروں سے بھی جکڑ دیا گیا تھا اس لئے دروازے کو دوسری طرف سے بند کرنے کا سوچا بھی نہ گیا ہو گا۔ دروازے کی دوسری طرف سیڑھیاں اوپر کو جا رہی تھیں اور سیڑھیوں کا اختتام ایک دیوار کے ساتھ ہو گیا تھا۔ دیوار قدرے اوپر جا کر چھت سے مل گئی تھی۔ آفندی تیزی سے سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر پہنچا تو اسی لمحے اسے چھت کی دوسری طرف سے آنے والی ہلکی سی آواز سنائی دی۔ بالکل ہی ہلکی!

"جاؤ لغمانی اگر اس نے غلط بتایا ہوگا تو پھر بھی نہ بچ سکے گا" ۔۔۔ بولنے والے کا لہجہ پاکیشیائی تھا اور ساتھ ہی وہ لغمانی کا نام سن کر بے اختیار چونک پڑا۔ لغمانی اس کے ساتھی کا نام تھا اور اسے صرف اتنا معلوم تھا کہ لغمانی ملٹری انٹیلی جنس میں رہا تھا۔ پھر اس نے اسے چھوڑ کر کوئی پرائیویٹ ملازمت کر لی تھی۔

"تت ۔ تت تم روسیاہی نہیں ہو پاکیشیائی ہو۔ لغمانی کا نام تو ۔ ۔ ۔" ۔۔۔ ایک ہکلاتی ہوئی ہلکی سی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی اوپر سے یکلخت چیخوں کی تیز آوازیں سنائی دیں اور آفندی نے چونک کر بے اختیار ادھر ادھر دیکھا تو پھر دیوار پر لگا ہوا ایک ہینڈل اسے نظر آ گیا۔ اس ہینڈل کو یہاں لگانے کا کوئی جواز نہ تھا اس لئے آفندی سمجھ گیا کہ اس کا کوئی نہ کوئی مقصد ضرور ہوگا۔ اس نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر ہینڈل کو کھینچا تو یکلخت سرر کی تیز آواز سے اس کے سر پر موجود چھت کا ایک حصہ ایک طرف ہٹ گیا۔ اب اوپر ایک اور چھت دکھائی دے رہی تھی۔ آفندی جلدی سے سیڑھی اور چڑھا اور دوسرے لمحے وہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ کمرے میں ایک لوہے کی کرسی پر کرنل جانسن جکڑا ہوا بیٹھا تھا۔ اس کا چہرہ خون سے لتھڑا ہوا تھا جبکہ سامنے فرش پر دو ایکریمین ساکت پڑے ہوئے تھے۔ آفندی تیزی سے اچھل کر باہر آیا اور پھر ان ساکت پڑے ہوئے افراد کی طرف بڑھا

مگر دوسرے لمحے ٹھٹک کر رک گیا کیونکہ ان میں سے ایک تو میجر براؤن تھا اور دوسرے کی شکل بھی دیکھی بھالی لگ رہی تھی۔ پھر وہ آوازیں کن کی تھیں۔

"اوہ تم آفندی باہر کیسے نکل آئے" ۔۔۔ کرسی پر سیدھے بیٹھے کرنل جانسن نے حیرت سے چیختے ہوئے کہا۔

"یہ تو تمہارے ساتھی ہیں مگر وہ پاکیشیائی کہاں ہیں جن کی آوازیں میں نے سنی تھیں" ۔۔۔ آفندی نے ٹھٹک کر رکتے ہوئے کہا۔

"وہ بھاگ گئے ہیں ۔۔۔ تم ایسا کرو میری کرسی کے دائیں طرف کے عقبی پائے پر موجود بٹن کو دبا دو ۔۔۔ جلدی کرو ورنہ ابھی یہ پورا کمرہ بھک سے اڑ جائے گا اور ہم دونوں ہی مر جائیں گے" ۔۔۔ کرنل جانسن نے چیختے ہوئے کہا۔

"کہاں بھاگ گئے ہیں ۔۔۔ میں نے ان کی چیخوں کی آوازیں سنی تھیں" ۔۔۔ آفندی نے حیرت سے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا اور پھر اس کی نظریں دروازے پر جم گئیں جس کی چٹخنی باقاعدہ اندر سے بند تھی۔

"جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو ۔۔۔ میرا وعدہ کہ میں تمہیں آزاد کر دوں گا" ۔۔۔ کرنل جانسن نے اس بار قدرے منت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ کہاں بھاگ سکتے ہیں۔ دروازہ تو اندر سے بند ہے بتاؤ کہاں ہیں وہ" ۔۔۔ آفندی نے انتہائی غصیلے

لہجے میں پوچھا۔

"یہاں بہت خفیہ راستے ہیں تم اس بات کو چھوڑو اور مجھے کھولو ورنہ تم بھی ساتھ ہی مر جاؤ گے"۔۔۔ جانسن نے تیز لہجے میں کہا۔

"کرنل جانسن میں اتنا بھی بے وقوف نہیں ہوں جتنا تم سمجھ رہے ہو۔ تمہیں کھول کر میں نے اپنی موت کو تو آواز نہیں دینی۔ تم یونہی بندھے رہو تو بہتر ہے تاکہ میں آسانی سے نکل جاؤں"۔۔۔ آفندی نے منہ بناتے ہوئے کہا اور دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔ لیکن اس بار کرنل جانسن نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ خاموش ہو گیا تھا۔ اور اس کی طرف سے کوئی جواب نہ پا کر دروازے کی طرف بڑھتا ہوا آفندی چونک کر مڑا اور دوسرے لمحے اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے کیونکہ کرنل جانسن جو چند لمحے پہلے بے چین ہو رہا تھا اب اس کے چہرے پر گہرا اطمینان تھا۔

"جاؤ باہر۔۔۔ رک کیوں گئے"۔۔۔ کرنل جانسن نے اسے مڑتے دیکھ کر بے چین سے لہجے میں کہا۔

"میرے باہر جانے کا سن کر تم مطمئن کیوں ہو گئے۔ اس کا مطلب ہے میرے باہر جانے سے ضرور تمہارا کوئی مطلب حل ہوتا ہو گا"۔۔۔ آفندی نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔ پھر وہ بری طرح چونک پڑا۔

"یہ تمہارے نتھنے چرے ہوئے ہیں، کان غائب ہیں، ایک آنکھ کا ڈھیلا بھی باہر کو نکلا ہوا ہے۔ میں نے تمہاری اس

حالت پر اب تک غور ہی نہ کیا تھا"۔۔۔ آفندی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر اسی لمحے اس کی نظریں ان میں سے ایک آدمی کے ہاتھ پر پڑی جس میں ابھی تک خون آلود خنجر دبا ہوا تھا۔

"ہونہہ تو انہوں نے تم پر تشدد کیا ہے۔ مگر یہ تو تمہارے ساتھی ہیں پھر۔۔۔ اوہ۔ اوہ میں سمجھ گیا۔ یہ دونوں تمہارے ساتھی نہیں ہیں۔ اوہ اب میں سمجھ گیا کہ یہ میک اپ میں ہیں"۔ آفندی نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر اس نے آگے بڑھ کر جلدی سے ایک آدمی کو جھنجھوڑنا شروع کر دیا۔

"یہ ایسے ہوش میں نہیں آئیں گے۔ یہ ریز کی وجہ سے بے ہوش ہوئے ہیں۔ میرے ساتھ معاہدہ کر لو مجھے آزاد کر دو پھر میں انہیں بھی ہوش میں لاؤں گا اور ان کے ساتھ تمہیں بھی زندہ باہر بھیج دوں گا"۔۔۔ کرنل جانسن نے کہا۔

"ہونہہ۔۔۔ یہ بات ہے۔ ٹھیک ہے اب تم مجھے بتاؤ کہ یہ کیسے ہوش میں آ سکتے ہیں۔ میں نے آج تک کسی انسان تو کیا کسی جانور پر بھی ظلم نہیں کیا لیکن اب میں تمہاری بوٹی بوٹی علیحدہ کر دوں گا"۔۔۔ آفندی نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بے ہوش پڑے ہوئے آدمی کے ہاتھ سے خنجر نکالا اور کرنل جانسن کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کے چہرے پر یہ سوچ کر ہی وحشت سی چھا گئی تھی کہ یہی کرنل جانسن ہے جو اس سے وہ راز حاصل کرنا چاہتا تھا جس کی

مدد سے وہ پاکیشیا اور مسلمانوں کے مقدس ترین مقامات پر
خطرے کے سائے ڈال سکے۔ اس خیال کے آتے ہی اس کے
ذہن میں غصے اور نفرت کا جوالا مکھی سا پھوٹ پڑا اور اس
نے جاتے ہی کرنل جانسن کے بازو میں پوری قوت سے خنجر
گھونپ دیا اور کرنل جانسن کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے
کمرہ گونج اٹھا۔

"بتاؤ یہ کیسے ہوش میں آئیں گے ---- بتاؤ ورنہ"----
آفندی نے ہذیانی انداز میں کہا اور پھر اس نے جنون کے عالم
میں پے درپے کرنل جانسن کے بازوؤں اور رانوں میں خنجر گھونپنے
شروع کر دیئے۔ اس وقت آفندی کے چہرے پر ایسی وحشت
تھی کہ وہ کسی طرح بھی نارمل انسان نہ لگتا تھا۔ کرنل جانسن
کے حلق سے مسلسل چیخیں نکل رہی تھیں۔

"بتاؤ" ---- اس بار آفندی نے اس کے گال میں
خنجر گھونپتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی کرنل جانسن کی گردن
ڈھلک گئی۔

"تم ہوش میں آؤ گے اور مجھے بتاؤ گے" ---- آفندی
نے پاگلوں کے سے انداز میں چیختے ہوئے کہا اور ایک بار پھر
خنجر بیہوش کرنل جانسن کی بائیں ران میں گھونپ دیا۔ دوسرے
لمحے کرنل جانسن چیخ مار کر ہوش میں آگیا۔

"رک جاؤ ---- رک جاؤ ---- پاگل آدمی رک جاؤ۔ میں
بتاتا ہوں رک جاؤ" ---- کرنل جانسن نے ہذیانی انداز

میں کہا۔ وہ شاید آفندی کے اس وحشت اور پاگل پن سے
شکست کھا گیا تھا۔

"ان ریز کا علاج پانی ہے ---- صرف پانی"----
کرنل جانسن نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا اور ایک بار پھر بیہوش
ہو گیا۔ اس کے منہ سے الفاظ بالکل اسی طرح نکلے تھے جیسے
وہ شعوری طور پر کچھ نہ بتا رہا ہو بلکہ الفاظ خود بخود اس کے منہ
سے پھسل گئے ہوں۔

"پانی ---- اچھا یہ بھی کر دیکھتا ہوں" ---- آفندی
نے کہا اور تیزی سے پیچھے ہٹا اور ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ پھر
دائیں ہاتھ پر اسے ایک الماری نظر آگئی جس میں شراب کی بوتلیں
موجود تھیں۔ ان میں تقریباً ہر قسم کی شراب اور سب سے نچلے
خانے میں پانی کی ایک بڑی بوتل بھی موجود تھی اور ساتھ ہی چار
جگ بھی پڑے ہوئے تھے۔ شاید پانی شراب میں ملا کر پینے کی
وجہ سے رکھا گیا تھا۔ آفندی تیزی سے اس بوتل کی طرف بڑھا۔
اس نے بوتل اٹھائی اس کا ڈھکن ہٹایا اور پھر ان دونوں کے
حلق کو زبردستی کھول کر پانی ڈالنا شروع کر دیا۔ جب تھوڑا سا
پانی ان کے حلق میں اتر گیا تو اس نے باقی پانی ان کے جسموں
پر انڈیل دیا۔

اب وہ انتظار میں کھڑا تھا کہ یہ کب ہوش میں آتے ہیں
کہ اچانک اسے ایک خیال آیا کہ ہو سکتا ہے یہ وہ لوگ نہ ہوں
جو وہ سمجھ رہا ہو تو یہ اٹھتے ہی اسے پکڑ لیں گے چنانچہ یہ

خیال آتے ہی اس نے جلدی سے بوتل ایک طرف رکھی اور
پھر دوبارہ وہی خنجر اٹھا لیا مگر اسی لمحے ان دونوں کے جسموں
میں حرکت ہوئی اور چند لمحوں بعد یکے بعد دیگرے دونوں کی
آنکھیں کھل گئیں۔ آفندی ان کے سامنے ہی خنجر اٹھائے
کھڑا تھا۔
" آفندی تم ۔۔۔" اچانک ایک نے چیخ کر کہا اور دوسرے
لمحے وہ بے اختیار اچھل کر کھڑا ہو گیا۔
" نعمانی ۔۔۔ کیا تم واقعی نعمانی ہو ؟" ۔۔۔ آفندی اب اپنے
سالے کی آواز بخوبی پہچان گیا تھا۔
" اوہ ہاں ۔۔۔ میں نعمانی ہوں ۔۔۔ اوہ خدا کا شکر ہے تم
زندہ ہو ؟" ۔۔۔ نعمانی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور
آفندی کے چہرے پر یکلخت گہرے اطمینان کے تاثرات چھا گئے
جیسے کوئی انسان کڑی دھوپ میں میلوں چلتا ہوا اچانک کسی
ٹھنڈے سائے میں پہنچ جاتا ہے کیونکہ اپنے سالے نعمانی کو
پہچان لینے کے بعد اس کے دل میں اطمینان کا گہرا تاثر ابھر
آیا تھا۔
" تم یہاں کیسے پہنچ گئے ؟" ۔۔۔ آفندی نے اپنے
آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔
" تمہیں تلاش کرتے کرتے ۔۔۔ مگر تم تو یہاں نہ تھے
یہاں کیسے پہنچ گئے ؟" ۔۔۔ نعمانی نے حیرت بھرے لہجے
میں کہا اور آفندی نے مختصر لفظوں میں زنجیروں کی گرفت سے

آزادی حاصل کرنے اور پھر ان پر پانی ڈال کر انہیں ہوش
میں لے آنے کی تفصیل بتا دی۔
" یہ تو مر چکا ہے نعمانی ؟" ۔۔۔ اسی لمحے صدیقی نے
جو کرنل جانسن پر جھکا ہوا تھا مڑتے ہوئے کہا۔
" مر گیا ہے ۔۔۔ اوہ یہ دوسرا آدمی ہے جو میرے ہاتھ سے
قتل ہوا ہے ؟" ۔۔۔ آفندی نے کرنل جانسن کی موت کی
خبر سنتے ہی بے اختیار ہاتھ ملتے ہوئے کہا اور نعمانی ہنس پڑا۔
" یہ انسان نہیں ہیں آفندی بھائی ۔۔۔ یہ درندے ہیں مجھے
معلوم ہے تم نے پہلے میجر ٹامی کو سرنگ میں ہلاک کیا تھا اور
پھر میں اور صدیقی ہم دونوں میجر براؤن اور کیپٹن مارک کے
ساتھ آئے ہیں۔ ان کی لاشیں ابھی تک جنگل میں پڑی ہوں
گی ؟" ۔۔۔ نعمانی نے آفندی کے کاندھے پر تھپکی دیتے
ہوئے کہا اور آفندی نے بغیر کوئی جواب دیئے صرف سر ہلا
دیا۔
" اب ہمیں یہاں سے نکل جانا چاہیے ۔۔۔ کسی بھی لمحے
کوئی فوج یا آدمی آ سکتا ہے ؟" ۔۔۔ صدیقی نے کہا۔
" اوہ ہاں ۔۔۔ مگر ہمارے لباس تو گیلے ہیں۔ چیک پوسٹ والے
شک کر سکتے ہیں ؟" ۔۔۔ نعمانی نے کہا۔
" کرتے رہیں شک ۔۔۔ بہرحال ہمیں یہاں سے نکلنا ہے
ورنہ ہم بھیگے ہوئے چوہوں کی طرح مارے جائیں گے ؟" ۔۔۔
صدیقی نے کہا اور بھیگے ہوئے چوہوں کی بات سن کر نعمانی

آفندی دونوں ہنس پڑے۔ خاص طور پر آفندی کا چہرہ تو اس طرح کھل اٹھا جیسے اب تک کی اس کی ساری کلفت اسی ایک بات نے دور کر دی ہو کیونکہ ان دونوں کے لباس واقعی بری طرح بھیگے ہوئے تھے اور آفندی ادبی ذہن کا آدمی تھا۔ اس لئے اس نے اس بات سے واقعی بیحد لطف لیا۔

"میں آگے چلوں گا۔ آفندی مجرم کے طور پر پیچھے اور اسے صدیقی کور کرے گا۔ اس طرح کسی کو شک نہ ہوگا اور انہوں نے مشین گنیں اٹھالیں اور پھر وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھے۔ نعمانی نے چٹخنی ہٹائی اور دروازہ کھول کر باہر آگیا۔ نعمانی کے پیچھے آفندی سر لٹکائے چل رہا تھا جبکہ اس کے عقب میں صدیقی انہیں کی پشت سے مشین گن کی نالی لگائے باہر آگئے۔ صدیقی نے مڑ کر دروازہ بند کر دیا۔ باہر موجود چاروں فوجی حیرت سے صدیقی اور نعمانی کو دیکھنے لگے۔ ان کی آنکھوں میں واقعی شدید حیرت کے آثار تھے۔

"تم حیران ہو رہے ہو ـــــ ہونا بھی چاہیے۔ اس سے راز اگلوانے کے لئے ہمیں واقعی پانی میں بھیگنا پڑا تب جا کر اس کی زبان کھلی ہے اور سنو کرنل جانسن اس وقت ایک اہم ترین فائل کے مطالعے میں مصروف ہیں ان کا حکم ہے کہ جب تک یہ بلائیں انہیں کسی طرح بھی ڈسٹرب نہ کیا جائے" ـــــ میں نعمانی نے میجر براؤن کے لہجے میں بات کرتے ہوئے ایک فوجی سے کہا اور نعمانی کی بات سن کر ان کی آنکھوں میں ابھر آنے

والی حیرت یکلخت دور ہو گئی۔

"یس سر" ـــــ اس فوجی نے جواب دیا اور نعمانی صدیقی اور آفندی سمیت اس جیپ کی طرف بڑھ گیا جو ابھی تک برآمدے کے سامنے اسی طرح کھڑی تھی جس طرح وہ اسے چھوڑ کر گئے تھے۔ صدیقی اور آفندی پچھلی سیٹوں پر بیٹھ گئے جبکہ نعمانی نے سٹیرنگ سنبھالا اور دوسرے لمحے اس نے جیپ سٹارٹ کر کے اسے موڑا اور خاصی تیز رفتاری سے اسے چھاؤنی کے بیرونی گیٹ کی طرف دوڑانے لگا۔ ٹارچر سیل سے بیرونی گیٹ کا فاصلہ کافی سے زیادہ تھا۔ کیونکہ انہیں تقریباً پوری چھاؤنی کراس کر کے جانا پڑتا تھا۔ اس لئے خاصی تیز رفتاری سے جیپ دوڑانے کے باوجود انہیں پندرہ منٹ تک ہی جانے تھے لیکن ابھی وہ گیٹ سے کافی دور تھے کہ اچانک ایک طرف سے ایک سرخ رنگ کی جیپ نکلی جس پر گھومنے والی سرخ بتی لگی ہوئی تھی۔ یہ ملٹری پولیس کی گاڑی تھی۔ وہ جیپ انتہائی تیز رفتاری سے نعمانی کی جیپ کی طرف بڑھنے لگی۔ نعمانی نے جیپ کی رفتار بھی تیز کر دی لیکن اسی لمحے پولیس جیپ کا سائرن چیخ اٹھا۔ اس سائرن کا مطلب تھا کہ وہ انہیں روکنا چاہتے ہیں اور فوجی قانون کے مطابق اس سائرن کے بجنے پر انہیں ہر صورت میں رک جانا چاہیے ورنہ ان کا کورٹ مارشل بھی ہو سکتا ہے۔ گیٹ اب تھوڑی دور نظر آ رہا تھا۔ نعمانی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے بریک لگائے اور جیپ ایک سائیڈ پر ہو کر رک گئی۔

"ہوشیار صدیقی!" ـــــ نعمانی نے بڑبڑانے والے انداز میں کہا اور صدیقی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ مشین گن اس نے ہاتھ میں پکڑ لی تھی۔ پولیس جیپ انتہائی تیز رفتار سے دوڑتی ہوئی ان کے قریب پہنچ کر رک گئی اور دوسرے لمحے اس میں سے ملٹری پولیس کے دو کیپٹن ہاتھوں میں ریوالور اٹھائے کود کر نیچے اترے اور انہوں نے نعمانی کے قریب آ کر ریوالور تان لیے۔

"نیچے اترو ـــــ جلدی کرو تم حراست میں ہو!" ـــــ ایک کیپٹن نے چیخ کر کہا۔

"مگر کیوں ـــــ وجہ!" ـــــ نعمانی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کرنل جانسن کو قتل کر دیا گیا ہے اور صرف تم اور یہ اندر تھے اس لیے جنرل شیف نے تمہاری فوری گرفتاری کا حکم دے دیا ہے۔ نیچے اترو ورنہ گولی مار دی جائے گی!" ـــــ اس کیپٹن نے چیختے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ ویری سیڈ نیوز ـــــ ٹھیک ہے کیپٹن ہمیں اپنی صفائی ضرور پیش کرنی چاہیے!" ـــــ نعمانی نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا اور کیپٹن کے تنے ہوئے اعصاب نعمانی کی بات سن کر ڈھیلے پڑ گئے۔

"کیپٹن مارک ـــــ اس قیدی نے ہمیں موت کے منہ میں ڈلوا دیا ہے!" ـــــ نعمانی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے غیر محسوس طریقے سے گیئر بدلا اور ایک جھٹکے سے

کلچ چھوڑ کر ایکسیلیٹر پوری قوت سے دبا دیا۔ طاقتور انجن والی جیپ اتنی تیزی سے آگے بڑھی جیسے گولی رائفل سے نکلتی ہے۔ دوسرے لمحے پیچھے بیٹھے ہوئے صدیقی کی مشین گن تڑتڑائی اور ملٹری پولیس کے دونوں کیپٹن چیختے ہوئے نیچے گرے۔ اس کے ساتھ ہی ایک اور دھماکہ ہوا اور پولیس جیپ کا ایک ٹائر بھی برسٹ ہو گیا۔ صدیقی نے واقعی حیرت انگیز پھرتی سے کام لیا تھا ورنہ اس قدر تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی جیپ میں سے اس طرح دو آدمیوں کے ساتھ ساتھ جیپ کا ٹائر برسٹ کر دینا خاصا مشکل کام تھا۔

"آگے دیکھو ـــــ آگے!" ـــــ نعمانی نے چیخ کر کہا کیونکہ جیپ اب تیزی سے مین گیٹ کی طرف بڑھتی جا رہی تھی جس پر چیکنگ راڈ بدستور موجود تھا اور فائرنگ کی آوازیں سن کر ساتھ موجود کمروں میں سے بھی مسلح افراد تیزی سے باہر نکل رہے تھے لیکن چونکہ کمرے صرف دائیں طرف بنے ہوئے تھے اس لیے سب ہی بھی اسی طرف اکٹھے تھے۔

"فائر!" ـــــ نعمانی نے چیخ کر کہا اور صدیقی جو لیفٹ ہینڈ ڈرائیو جیپ ہونے کی وجہ سے دائیں طرف بیٹھا ہوا تھا ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن کو قدرے ترچھا کیا اور ایک بار پھر فضا مشین گن کی بے پناہ تڑتڑاہٹ سے گونج اٹھی۔ دوسرے لمحے ایک خوفناک دھماکے کے ساتھ فوجی جیپ چیکنگ راڈ سے ٹکرائی۔ چیکنگ راڈ لوہے کے پائپ کا بنا ہوا تھا۔ جیپ

کے انتہائی تیز رفتاری سے اس کے ساتھ ٹکرانے سے وہ ٹو
تو نہیں البتہ ٹیڑھا ہو کر دوسری طرف کو گھوم گیا اور جیپ گو
کی سی رفتار سے باہر نکلتی چلی گئی۔ صدیقی نے بجلی کی سی تیز
سے رخ پیچھے کی طرف کیا اور ایک بار پھر فائر کھول دیا لیکن
نعمانی نے گیٹ سے باہر جیپ نکالتے ہی اسے مسلسل سڑک
پے جانے کی بجائے سائیڈ پر موجود جنگل میں موڑ دیا اور اب جیپ
ہچکولے کھاتی ہوئی انتہائی تیز رفتاری سے جنگل کے اند
دوڑتی ہوئی آگے بڑھتی جا رہی تھی۔

"اب یہ سارا علاقہ گھیر لیا جائے گا نعمانی" —— صدیقی
نے واپس سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں مجھے معلوم ہے لیکن ہم نے ہر صورت میں یہاں سے
نکلنا ہے۔ تم جیپ کی چھت پر چڑھ جاؤ اور جیسے ہی کسی
ہیلی کاپٹر یا جہاز کی آواز سنائی دے مجھے بتا دینا کیونکہ پھر جیپ
پر سفر خطرناک ہو جائے گا" —— نعمانی نے تیز لہجے میں
کہا اور صدیقی کسی بندر کی سی پھرتی کے ساتھ جیپ کے کھلے
دروازے سے نکل کر اوپر کو اٹھا اور غائب ہو گیا۔

"تم پاکیشیا سیکرٹ سروس میں ہو نعمانی" —— پیچھے
بیٹھے آفندی نے پہلی بار زبان کھولتے ہوئے کہا۔

"نہیں —— میں فری لانسر ہوں۔ یہ سب میرے ساتھی
ہیں۔ ہم نے اپنا ایک پورا گروپ بنایا ہوا ہے۔ ویسے سیکرٹ
سروس خصوصی مشنز پر ہمارے گروپ کو ہائر بھی کر لیتی ہے" ——

نعمانی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ تو یہ بات ہے" —— آفندی نے اطمینان بھرے
انداز میں ہنکارا بھرتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے صدیقی ایک بار
پھر نمودار ہوا۔

"روک دو —— جیپ روک دو —— گن شپ ہیلی کاپٹروں
کی گونج سنائی دے رہی ہے —— کافی تعداد میں ہیں" ——
صدیقی نے تیز لہجے میں کہا اور نعمانی نے پوری قوت سے بریک
لگائے اور دوسرے لمحے وہ اور صدیقی اچھل کر نیچے اتر آئے۔
آفندی ان کے پیچھے اترا۔

"آفندی بھائی اب ہمت کرنی پڑے گی ورنہ ہم سب مارے
جائیں گے" —— نعمانی نے تیز لہجے میں آفندی سے مخاطب
ہو کر کہا اور آفندی کے سر ہلانے پر وہ تینوں خاصی تیز رفتاری
سے دوڑتے ہوئے آگے بڑھے۔ اسی لمحے اچانک جنگل کی فضا
ہیوی مشین گنوں کی خوفناک تڑتڑاہٹ سے گونج اٹھی۔

"گڑھے میں گڑھے میں ادھر" —— یکلخت صدیقی
نے چیخ کر کہا اور دوسرے لمحے اس نے اپنے دائیں طرف
موجود ایک گہرے گڑھے میں چھلانگ لگا دی اور اس کی دیوار
کے ساتھ اس طرح چمٹ گیا جیسے چھپکلی دیوار سے چمٹتی ہے۔
دوسرے لمحے نعمانی اور آفندی نے بھی چھلانگیں لگائیں اور
نعمانی نے آفندی کو بھی دیوار کے ساتھ چمٹنے کے لئے کہا اور خود
بھی وہ دیوار سے چمٹ گیا۔ جنگل پر واقعی لمبی لمبی گولیوں کی

بارش سی ہو رہی تھی یوں لگ رہا تھا جیسے درختوں کی ہر شاخ مشین گن میں تبدیل ہو کر گولیاں اگل رہی ہو۔ گولیوں کے برسنے سے معلوم ہو رہا تھا کہ چار گن شپ ہیلی کاپٹر ہیں۔ جنگل خاصا گھنا تھا اس لئے ان کی کبھی کبھی صرف جھلک ہی نظر آتی تھی اور چند لمحوں بعد ہی ان کے اوپر بھی گولیوں کی بارش ہوئی لیکن دیوار سے چھپکلی کی طرح چمٹے ہونے کی وجہ سے گولیاں گڑھے میں گریں اور پھر فائرنگ آگے نکل گئی۔

" نکلو یہاں سے ورنہ واپسی میں اس ہیلی کاپٹر کی گولیاں سیدھی ہماری پشت میں گھس جائیں گی"۔۔۔۔ نعمانی نے چیخ کر کہا اور وہ تینوں تیزی سے گڑھے سے نکلے اور اس بار انہوں نے اپنا رخ بدل لیا۔ اسی لمحے انہیں دور سے گولیوں کی بوچھاڑ بالکل اپنی سیدھ میں آتی دکھائی دی لیکن یہاں کوئی گڑھا نہ تھا۔

" الٹے رخ پر درختوں کے تنوں سے چمٹ جاؤ"۔۔۔۔ تنویر نے چیخ کر کہا اور وہ تینوں لپک کر درختوں کے موٹے تنوں سے اس طرح چمٹ گئے کہ سامنے سے آنے والی گولیوں کی باڑ ان کے جسموں کے درمیان درخت کا تنا آجاتا تھا اور گولیاں صرف ان کی سائیڈوں سے ڈیڑھ دو انچ کے فاصلے پر گزرتی ہوئیں آگے نکل گئیں اور ایک بار پھر وہ تینوں آگے دوڑنے لگے۔

" تم دوڑتے جاؤ میں آرہا ہوں"۔۔۔۔ نعمانی نے اچانک رکتے ہوئے کہا اور پھر وہ بندر کی سی تیزی سے ایک

درخت پر چڑھنے لگا۔

" فائر مت کرنا نعمانی ورنہ وہ ہماری پوزیشن سمجھ جائیں گے اور پھر انہوں نے میزائل فائر کر دینے ہیں"۔۔۔۔ صدیقی نے اسے درخت پر چڑھتے دیکھ کر چیخ کر کہا اور نعمانی جو کچھ اوپر چڑھ گیا تھا یکلخت نیچے چھلانگ لگا دی۔

" واقعی مجھ سے حماقت ہو رہی تھی"۔۔۔۔ نعمانی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

ابھی وہ کچھ دور ہی دوڑے تھے کہ یکلخت فائرنگ ختم ہو گئی لیکن گن شپ ہیلی کاپٹروں کا شور درختوں کے اوپر مسلسل سنائی دے رہا تھا۔

" اب فوجی اندر آئیں گے"۔۔۔۔ نعمانی نے کہا۔

" ہاں مجھے معلوم ہے۔۔۔ اب ہمیں سڑک کی طرف جانا ہے تاکہ کسی جیپ پر قبضہ کر سکیں"۔۔۔۔ صدیقی نے کہا اور دوسرے لمحے انہوں نے اپنا رخ موڑا اور تیزی سے اس طرف کو دوڑنے لگے جدھر درختوں کے درمیان سڑک تھی تھوڑی دیر بعد درختوں کی اوٹ سے سڑک نظر آنے لگ گئی اور وہ تینوں ٹھٹک کر رک گئے کیونکہ سڑک پر فوجی جیپیں چھاؤنی کی طرف سے تیزی سے آتی دکھائی دے رہی تھیں۔ ایک ایک سو گز کے فاصلے پر ایک جیپ رک جاتی اور اس میں سے مسلح فوجی اتر کر گوریلوں جیسے انداز میں دوڑتے ہوئے جنگل میں گھس جاتے۔

"درختوں پر چڑھ جاؤ — جلدی کرو — انہیں یہ احساس نہ ہوگا کہ ہم سڑک کے اتنے قریب موجود ہو سکتے ہیں" — نعمانی نے چیخ کر کہا۔

اور پھر وہ تینوں ہی درختوں پر چڑھتے گئے اور واقعی چند لمحوں بعد ایک جیپ سڑک سے اُتر کر ان درختوں سے ذرا دُور رُکی اور اس میں سے چھ مسلح فوجی اُتر کر مشین گنیں اٹھائے جھکے جھکے انداز میں دوڑاتے ہوئے جنگل میں داخل ہو گئے۔ وہ سب جیپ سے تین درختوں کے فاصلے پر موجود تھے۔ نعمانی کا اندازہ درست نکلا اور فوجی ان درختوں کے نیچے سے خاصی تیز رفتاری سے بھاگتے ہوئے جنگل کے اندرونی حصے کی طرف دوڑتے ہوئے غائب ہو گئے۔ جیپ خالی کھڑی تھی۔

"نیچے اُتر کر جیپ پر قبضہ کرنا ہے — آفندی بھائی تم پیچھے کی طرف رہو گے۔ ہماری فوجی وردیاں ہیں ہم انہیں ڈاج دے لیں گے" — نعمانی نے ذرا اونچی آواز میں کہا اور پھر وہ تینوں ہی خاصی پھرتی سے درختوں سے نیچے اُترے۔ نعمانی اور صدیقی کے لئے ایسا کرنا کوئی نئی بات نہ تھی لیکن آفندی کی پھرتی بھی قابل داد تھی۔ وہ اس وقت کسی طرح بھی صدیقی اور نعمانی سے کم پھرتیلا ثابت نہ ہو رہا تھا۔

"آفندی بھائی — ہمارے درمیان بھاگنا ہے تم نے" — صدیقی نے کہا اور آفندی نے سر ہلا دیا۔ دوسرے لمحے وہ تینوں ایک دوسرے سے جڑے اس طرح جیپ کی طرف دوڑ پڑے کہ آگے نعمانی تھا اس سے بالکل جڑا ہوا آفندی اور اس کے پیچھے صدیقی تھا اور چند لمحوں بعد ہی وہ صحیح سلامت جیپ میں سوار ہونے میں کامیاب ہو گئے اور ایسا اس وجہ سے ہوا تھا کہ ان کے پیچھے اور آگے جو جیپیں موجود تھیں وہ خالی تھیں ڈرائیور تک ان کی تلاش میں جنگل کے اندر چلے گئے تھے اس لئے انہیں کسی نے چیک نہ کیا۔ نعمانی ڈرائیونگ سیٹ پر اور صدیقی ساتھ والی سیٹ پر جبکہ آفندی عقبی سیٹ میں دبک گیا تھا۔ نہ صرف چابی اگنیشن میں موجود تھی بلکہ جیپ کا انجن بھی سٹارٹ تھا۔ جیپ ایک جھٹکے سے آگے بڑھی اور سڑک پر پہنچ کر پوری رفتار سے چھاؤنی کی مخالف سمت کی طرف دوڑنے لگی۔ آگے کافی دور تک جیپیں سڑک سے ہٹ کر جنگل کے ساتھ کھڑی تھیں، لیکن سب خالی تھیں۔ گن شپ ہیلی کاپٹر بھی جنگل کے اوپر ہی پرواز کر رہے تھے۔ اس لئے نعمانی کی جیپ کو کسی نے نہ روکا اور تھوڑی دیر بعد وہ اس سڑک پر پہنچ گئے جہاں سے وہ مڑ کر چھاؤنی کی طرف بڑھے تھے۔ نعمانی نے بجائے سڑک پر جیپ دوڑانے کے صرف سڑک کو کراس کیا اور سڑک کی دوسری طرف موجود کھیتوں کے درمیان ایک کچی سڑک پر اسے دوڑاتا گیا۔ اس کچے راستے کے گرد درخت موجود تھے۔ کچھ دور جا کر نعمانی نے جیپ ایک سائیڈ پر موجود جھنڈ میں روک دی۔

"اب یہ وردیاں یہیں پھینکو اور یہاں سے نکل چلو ورنہ جیسے ہی انہیں جیپ کی گمشدگی کا احساس ہوگا وہ پاگلوں کی

طرح اردگرد کا سارا علاقہ چھان ماریں گے"۔۔۔۔ نعمانی نے کہا اور اچھل کر جیپ سے نیچے اتر آیا۔ چند ہی لمحوں میں وہ اپنے یونیفارمز اتار کر جیپ میں پھینک چکے تھے۔ نیچے ان کے اصل لباس موجود تھے لیکن ظاہر ہے وہ میک اپ تبدیل نہ کر سکتے تھے کیونکہ میک اپ باکس تو کار میں ہی رہ گیا تھا۔

"وہ کار تو ڈھونڈھ لیں گے۔ اس طرح وہ کہیں گرینڈ فادر تک نہ پہنچ جائیں"۔۔۔۔ صدیقی نے کار کا خیال آتے ہی کہا۔

"گرینڈ فادر جیسے لوگ ان باتوں کا خاص طور پر خیال رکھتے ہیں۔ یہ کار نجانے کس کے نام پر رجسٹرڈ ہو گی۔ ویسے نمبر بھی تو لازماً جعلی ہو گی۔ آؤ اب نکل چلیں لیکن ہمیں ٹیکسی کی بجائے بس پر جانا ہو گا کیونکہ یہاں ٹیکسی کا نظام بڑے سائنسی انداز میں کنٹرولڈ کیا جاتا ہے اس لئے وہ پورے شہر کے ٹیکسی ڈرائیوروں کو ایک لمحے میں پیغام پہنچا دیں گے"۔۔۔ نعمانی نے سڑک کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور صدیقی نے سر ہلا دیا۔

وہ اب کھیتوں میں اگی ہوئی اونچی اونچی فصلوں کے درمیان پگڈنڈی میں اس طرح چل رہے تھے کہ ان کا رخ سڑک کی طرف ہونے کی بجائے شہر کے مخالف سمت اور سڑک کے متوازی تھا۔ تقریباً ایک گھنٹے تک اس طرح چلنے کے بعد وہ مڑے اور پھر جیسے ہی وہ سڑک کی طرف بڑھے انہیں دور سے آتی ہوئی ایک بس دکھائی دی اور انہوں نے اپنے قدم

تیز کر لئے۔ بس کی اس وقت آمد ان کے لئے واقعی نیک فال تھی۔ بس ابھی کافی دور تھی اس لئے وہ اس کے کراس کرنے سے پہلے ہی سڑک پر پہنچ گئے اور دوسرے لمحے نعمانی تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے تقریباً سڑک کے درمیان رک کر بس روکنے کے لئے ہاتھ اٹھایا۔ اسے دراصل خطرہ تھا کہ کہیں بس بغیر کسی سٹاپ کے رکنے کی بجائے تیزی سے نکل نہ جائے بس کی رفتار آہستہ ہونے لگ گئی اور تھوڑی دیر بعد وہ نعمانی کے بالکل قریب پہنچ کر رک گئی۔ نعمانی اس وقت تک سڑک پر رکا رہا جب تک بس پوری طرح نہ رک گئی اور پھر وہ دوڑتا ہوا مڑ کر ڈرائیور والی سیٹ کی طرف بڑھا۔

"یہ کیا حرکت تھی سڑک کے درمیان"۔۔۔۔ ڈرائیور نے انتہائی غصیلے انداز میں کہا۔

"شٹ اپ ۔۔۔۔ سپیشل مشن ٹاپ ایجنسی ۔۔۔ اور سنو اگر کوئی بھی گروپ چاہے فوجی ہو یا سپیشل ایجنسی اگر چیکنگ کریں تو ہمارے متعلق کوئی بات نہ کرنا۔ اٹ از ٹاپ سیکرٹ"۔ نعمانی نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔ وہ چونکہ مقامی آدمی کے میک اپ میں تھا اس لئے ڈرائیور کو کوئی شک نہ پڑا۔

"یس سر ۔۔۔ میں سمجھ گیا سر"۔۔۔۔ ڈرائیور نے اس بار مودبانہ لہجے میں کہا اور نعمانی واپس بس کے سامنے سے ہوتا ہوا دوسری طرف موجود دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ صدیقی اور آفندی اس دوران بس میں سوار ہو چکے تھے۔

وہ دونوں اکٹھے ہی ایک سیٹ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ نعمانی خاموشی سے ایک اور خالی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ بس میں زیادہ مسافر نہ تھے اور ان میں کئی تو اخبارات اور رسائل میں گم تھے جبکہ کئی آنکھیں بند کئے اونگھ رہے تھے۔ البتہ چند مسافروں نے غور سے انہیں دیکھا لیکن پھر انہوں نے گردنیں موڑ لیں کیونکہ بہرحال وہ مقامی میک اپ میں ہی تھے۔ آفندی ضرور اصل شکل میں تھا لیکن ظاہر ہے یہاں ایکریمیا میں تو لاکھوں کی تعداد میں ایشیائی لوگ رہتے تھے اس لئے بظاہر ان مسافروں کے لئے شک والی کوئی بات نہ تھی۔ بس ایک بار پھر پوری رفتار سے دوڑنے لگی تھی۔ نعمانی ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا دل دھڑک رہا تھا کیونکہ کسی بھی لمحے کسی بھی جگہ چیکنگ ہو سکتی تھی اور چونکہ وہ میجر براؤن اور کیپٹن مارک کے میک اپ میں تھے اس لئے اگر یہ پہلے چیکنگ پارٹی تک پہنچ گئے تو پھر ان کی گرفتاری یا موت مشکل نہ تھی لیکن صورت حال ایسی تھی کہ اس کے سوا ان کے پاس اور کوئی چارہ بھی نہ تھا۔ اچانک ایک خیال نعمانی کو آیا اور نعمانی کے ہونٹ اور زیادہ بھنچ گئے۔ اسے اپنی حماقت پر خود ہی غصہ آ رہا تھا۔ اسے اب خیال آیا تھا کہ ان کے چہروں پر تو ماسک میک اپ ہیں۔ یہ میک اپ تو وہ ایک چٹکی سے اتار سکتا تھا۔ صدیقی نے بھی اس بارے میں خیال نہ کیا تھا ورنہ وہ بتا دیتا لیکن ظاہر ہے اب بس میں بیٹھے بیٹھے تو وہ ماسک نہ اتار سکتا تھا اس لئے خاموش بیٹھا رہا۔

ور پھر ایک اور خیال اس کے ذہن میں آیا اور وہ بے اختیار مسکرا دیا کہ اگر وہ ماسک اتار دیتا تو پھر بس ڈرائیور کو ٹاپ ایجنسی ور سپیشل مشن والی بات سے اتنی آسانی سے مطمئن نہ کیا جا سکتا او کوئی پتہ نہ تھا کہ بس ڈرائیور کسی بھی چیکنگ پوسٹ میں ان کی طرف اشارہ کر دیتا جبکہ ایکریمین میک اپ کی وجہ سے وہ مطمئن ہو گیا تھا۔

بس شہر میں داخل ہو چکی تھی اور ابھی تک کہیں بھی چیکنگ نہ ہوئی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ یا تو وہ فوجی ابھی تک انہیں ہیں جنگل میں تلاش کرتے پھر رہے ہیں یا پھر انہیں یہ خیال بھی نہ آیا ہو گا کہ وہ اس طرح چیکنگ کریں کیونکہ وہ عام فوجی تھے سیکرٹ ایجنٹ تو نہ تھے۔ بہرحال جو کچھ بھی ہوا تھا ان کی خوش قسمتی تھی کہ انہیں ابھی تک کسی نے چیک نہ کیا۔ پھر ایک شاپ پر جیسے ہی بس رکی نعمانی اٹھ کھڑا ہوا اور اسے اٹھتے دیکھ کر صدیقی ور آفندی بھی کھڑے ہو گئے۔ تین مسافر اور بھی یہاں اتر رہے تھے اس لئے ان تینوں کے ساتھ یہ تینوں بھی نیچے آ گئے اور بس آگے بڑھ گئی۔ نعمانی نے جان بوجھ کر باکس میں کرایہ نہ ڈالا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ یہاں ایکریمیا میں پولیس سے متعلقہ افراد مشن کے دوران اگر سفر کریں تو ان پر کرایہ معاف ہوتا ہے۔ یہ احکامات اس لئے تھے کہ ہو سکتا ہے کسی مشن کے دوران کسی کے پاس کرایہ نہ ہو تو اس کے مشن میں ہرج واقع نہ ہو۔ اور چونکہ نعمانی ڈرائیور کو بتا چکا تھا کہ اس کا تعلق ٹاپ ایجنسی

سے ہے اس لئے اس نے کرایہ نہ ڈالا تھا ورنہ ڈرائیور لازماً مشکوک ہو جاتا۔

بس آگے بڑھ گئی تو نعمانی انہیں اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتا ہوا سامنے موجود ایک ہوٹل کی سائیڈ گلی کی طرف بڑھ گیا۔ یہ ایک تنگ سی گلی تھی جس میں آمدورفت کم ہی نظر آ رہی تھی جیسے ہی وہ گلی میں داخل ہوئے نعمانی نے جلدی سے ماسک اتارنا شروع کر دیا۔

"اوہ مجھے پہلے خیال ہی نہیں آیا"۔۔۔ صدیقی نے اسے ماسک اتارتے دیکھ کر چونک کر کہا اور نعمانی مسکرا دیا۔ چند لمحوں بعد وہ دونوں اصلی شکل میں تھے۔

"تم جا کر سڑک پر کسی اوٹ میں رک جاؤ میں ہوٹل کے برآمدے میں موجود پبلک فون بوتھ سے کوٹھی فون کرتا ہوں"۔ نعمانی نے واپس سڑک کی طرف آتے ہوئے کہا۔ ماسک انہوں نے ایک طرف رکھے ہوئے کوڑے کے ڈرم میں اچھال دیئے تھے۔

"کیوں ۔۔۔ فون کیوں"۔۔۔ صدیقی نے چونک کر پوچھا۔

"ہمیں ہر لحاظ سے چوکنا رہنا چاہیے۔ نجانے ہمارے بعد کیسے حالات پیش آئے ہوں"۔۔۔ نعمانی نے جواب دیا۔

"لیکن یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ عمران اور چوہان بھی

وہاں موجود نہ ہوں پھر فون کون اٹھائے گا"۔۔۔ صدیقی نے کہا۔

"چلو دیکھ لیتے ہیں۔۔۔ بہرحال میرے نقطہ نظر سے یہ ضروری ہے"۔۔۔ نعمانی نے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا وہ ہوٹل کے کمپاؤنڈ گیٹ میں داخل ہو گیا جبکہ صدیقی اور آفندی دونوں ایک طرف آڑ میں ہو کر کھڑے ہو گئے۔

چوہان جب کمرے سے باہر نکل گیا تو عمران صوفے پر بیہوش پڑے ہوئے میجر جوزف کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے آگے بڑھ کر میجر جوزف کے منہ اور ناک دونوں ہاتھوں سے بـ کر دیئے اور چند لمحوں بعد ہی میجر جوزف کے جسم میں حرکت سـ محسوس ہونے لگی۔ عمران نے ہاتھ ہٹا لئے پھر جیسے ہی میجر جوزف کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھلیں۔ عمران نے جھک کر اسے بازو سے پکڑ کر ایک زوردار جھٹکے سے صوفے سے گھسیٹ کر نیچے فرش پر پھینک دیا اور میجر جوزف کے حلق سے چیخ نـ وہ صوفے سے سینے کے بل نیچے گرا تھا لیکن اس سے پہلے وہ اٹھتا عمران نے بجلی کی سی تیزی سے اس کی دونوں پنڈلیاں پکڑ لیں اور پھر وہ اسے اوپر اٹھا کر اچھلا اور اس کے ساتھ ہی اس کے دونوں پیر میجر جوزف کے کاندھوں

کے آگے فرش پر جم گئے اور اس کا نچلا جسم اوپر کو اٹھ کر آگے کی طرف ہوا اور عمران اس کی آگے کو مڑی ہوئی ٹانگوں پر اس طرح بیٹھ گیا جیسے جھولنے والی کرسی پر کوئی اطمینان سے بیٹھ جاتا ہے اور میجر جوزف کے حلق سے خوفناک انداز میں چیخیں نکلنے لگیں۔ عمران نے اپنا جسم ذرا سا اوپر اٹھایا۔

"سنو ـــــ زیرو ون لیبارٹری کا محل وقوع بتاؤ ورنہ میں ایک جھٹکے سے تمہاری ریڑھ کی ہڈی توڑ ڈالوں گا اور تم ہمیشہ کے لئے معذور ہو جاؤ گے اور سسک سسک کر مرو گے"۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے دوبارہ دباؤ ڈالا تو میجر جوزف کے حلق سے چیخوں کے ساتھ ساتھ خرخراہٹ کی آوازیں بھی نکلنے لگیں۔

"شٹس شٹس شارٹن ......" ـــــ میجر جوزف کی ہکلاتی ہوئی اور کراہتی ہوئی آواز سنائی دی لیکن پھر یہ آواز ڈوب گئی۔

"تفصیل بتاؤ" ـــــ عمران نے دباؤ بڑھاتے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے کڑکڑاہٹ کی تیز آواز کے ساتھ ہی عمران کا جسم نیچے کو جھکتا گیا اور عمران اچھل کر آگے بڑھ گیا اور میجر جوزف کا نچلا جسم ایک دھماکے سے نیچے فرش پر جا گرا۔

"اوہ ـــ بالکل ہی کچی بنا رکھی تھی، ریڑھ کی ہڈی" ـــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے چوہان دوڑتا ہوا

اندر آیا۔

"عمران صاحب پولیس کاروں کے سائرن سنائی دے رہے ہیں۔ شاید کسی نے فائرنگ کی اطلاع دے دی ہے" چوہان نے تیز لہجے میں کہا۔ اس کے ہاتھ میں دو مشین گنیں تھیں۔

"ٹھیک ہے ان دونوں کے جسموں سے نالیں لگا کر فائر کرو — جلدی کرو ہمیں فوراً یہاں سے نکلنا ہے۔ میں باقی ضروری سامان سمیٹتا ہوں۔ عقبی طرف چلے جانا" — عمران نے تیز لہجے میں کہا اور دوڑتا ہوا اس کمرے سے نکلا اور راہداری کے آخر میں موجود ایک کمرے میں داخل ہو گیا۔ وہاں ان کے بریف کیس پڑے ہوئے تھے۔ عمران نے جلدی سے ایک بریف کیس کھولا اور اوپر موجود کپڑے الٹا کر اس نے اس کے ایک خفیہ خانے سے ایک سنہرے رنگ کی مستطیل چپٹی پٹی نکالی اور اس کا ایک کونہ موڑ کر اس نے یہ پٹی جلدی سے ایک صوفے کے نیچے کھسکا دی اور پھر بریف کیس میں سے اس نے دو ریوالور نکالے اور دونوں جیب میں ڈالتا ہوا وہ بجلی کی سی تیزی سے کمرے سے نکل کر راہداری میں دوڑتا ہوا برآمدے میں آیا۔ اس وقت پولیس جیپوں کے سائرن بالکل کوٹھی کے سامنے سنائی دے رہے تھے۔ عمران کے پیروں میں جیسے کوئی طاقتور مشین نصب ہو گئی تھی۔ کیونکہ جس قدر تیز رفتاری سے وہ برآمدے سے دوڑ کر سائیڈ گلی میں پہنچا۔ وہ رفتار واقعی انتہائی حیرت انگیز تھی۔ سائیڈ گلی سے ہوتا ہوا وہ عقبی طرف پہنچا تو اسے چوہان عقبی طرف موجود ایک دروازے کے پاس کھڑا نظر آ گیا۔

"میں نے دروازے کا تالا کھول لیا ہے — اندر سے لگا ہوا تھا" — چوہان نے کہا اور عمران نے سر ہلاتے ہوئے دروازہ کھولا اور پہلے باہر جھانکا۔ اس وقت عقبی سڑک پر کوئی نہ تھا۔ وہ تیزی سے باہر نکلا۔ ظاہر ہے چوہان نے اس کی پیروی کرنی تھی۔ ایک جیپ کا سائرن کوٹھی کی سائیڈ گلی میں داخل ہوتا ہوا سنائی دیا۔

"آؤ سامنے والی کوٹھی میں — وہ خالی ہے" — عمران نے کہا اور وہ دونوں بے تحاشا دوڑتے ہوئے سڑک کراس کر کے سامنے موجود ایک بڑی سی کوٹھی تک پہنچ گئے جس پر کرائے کے لئے خالی ہے کا بورڈ موجود تھا اور عمران نے اسے دیکھ کر ہی کہا تھا کہ کوٹھی خالی ہے۔ قریب پہنچتے ہی عمران اچھلا اور پھر کسی پرندے کی طرح اڑتا ہوا چھوٹی سی دیوار کراس کر کے دوسری طرف پہنچ گیا۔ چوہان نے بھی اس کی پیروی کی اور دوسرے لمحے وہ بھی اندر پہنچ گیا تھا اور عین اسی لمحے سائرن کی آواز انہیں سڑک پر سنائی دی لیکن اب وہ محفوظ ہو چکے تھے۔

"اس کی عقبی سائیڈ سے نکل چلو — کوٹھی تباہ ہونے لگی ہے۔ سارا سامان میں وہاں سے اٹھا نہ سکتا تھا اور سامان میں ایسی چیزیں موجود ہیں جن سے ہماری نشاندہی ہو سکتی تھی۔

اس لئے میں نے زیرو والیوں فٹ کر دیا ہے"۔۔۔۔۔ عمران نے چوہان سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر وہ دونوں دبے قدموں دوڑتے ہوئے اس خالی کوٹھی کی عقبی سائیڈ پر پہنچ گئے۔ یہاں کی دیوار بھی چھوٹی تھی۔ اس طرف پیچھے خالی پلاٹ تھے۔ عمران اور چوہان اس دیوار کو پھاند کر دوسری طرف گئے اور پھر دونوں تیزی سے آگے بڑھتے ہوئے خالی پلاٹوں کے درمیان سڑک پر چلنے لگے۔ وہ پلاٹوں میں داخل ہی ہوئے تھے کہ انہیں عقب میں ایک خوفناک اور لرزا دینے والا دھماکہ سنائی دیا اور وہ دونوں اچھل پڑے۔ آگ دھوئیں اور خاک ملا بادل اس طرح اوپر کو جا رہا تھا جیسے آتش فشاں پھٹنے سے لاوا اوپر کو جاتا ہے۔ زیرو نے واقعی اس کوٹھی کو تنکوں کی طرح اڑا دیا تھا۔ وہ دونوں لمحہ رکے بغیر تیزی سے آگے بڑھتے گئے۔ خالی پلاٹوں کے بعد ایک سڑک تھی۔ وہ اس سڑک پر پہنچ کر تیزی سے دائیں طرف کو مڑ گئے۔ اب چیخ و پکار کی آوازیں انہیں اپنے عقب میں دور سے آتی ہوئی سنائی دے رہی تھیں۔ شاید کالونی کے لوگ چیخ رہے تھے لیکن وہ اطمینان سے سڑک پر چلتے ہوئے آگے بڑھتے گئے۔ اس طرف کالونی کا اختتام ہو رہا تھا اور پھر چند لمحوں بعد وہ چوک پر پہنچ کر سائیڈ پر جاتے والی سڑک پر آ گئے۔

"اب کہاں جانا ہے اور وہ ہمارے ساتھی ۔۔۔ وہ تو بیچارے واپس آئیں گے"۔۔۔۔ چوہان نے کہا۔

"چلو آثار قدیمہ دیکھنے کا شوق پورا ہو جائے گا۔ ویسے تم فکر نہ کرو میں نے نعمانی کو ایک فون نمبر بتا دیا تھا جو وقت ضرورت وہ اسے استعمال کرے گا"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور چوہان نے سر ہلا دیا۔ کافی دور تک چلنے کے بعد انہیں ایک خالی ٹیکسی مل گئی۔

"ریڈ روز ہوٹل"۔۔۔۔ عمران نے فرنٹ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا جبکہ چوہان عقبی سیٹ پر بیٹھ چکا تھا۔ ٹیکسی ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے کار کو ٹرن دیا اور پھر تیزی سے اسی طرف کو بڑھنے لگا جدھر سے وہ آ رہے تھے۔ عمران کے ذہن میں اب شارٹن کا لفظ گونج رہا تھا۔ شارٹن نام کا ہوٹل بھی یہاں تھا لیکن ظاہر ہے اب ہوٹل میں تو لیبارٹری ہونے سے رہی۔ وہ کئی بار یہاں آیا تھا اور یہاں کی ایک ایک سڑک کا نام اس کے ذہن میں موجود تھا مگر اس نام کی روڈ اس کی معلومات میں شامل نہ تھی۔ ایک لمحے کے لئے اسے خیال آیا کہ وہ ٹیکسی ڈرائیور سے شارٹن روڈ کے بارے میں پوچھ لے کہ شاید کوئی سڑک ہو لیکن پھر وہ کچھ سوچ کر خاموش ہو گیا کیونکہ وہ ابھی تک اسی میک اپ میں تھے جس میں وہ سپر ٹاپ ایجنٹ بن کر سپیشل ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر میں داخل ہوئے تھے۔ اس لئے وہ ٹیکسی ڈرائیور کو مزید چونکانا نہ چاہتا تھا۔ ٹیکسی مختلف سڑکوں سے گزرتی ہوئی آخر کار ایک ہوٹل کے کمپاؤنڈ گیٹ میں داخل ہو کر اس جگہ رک گئی جہاں سے آگے ٹیکسی نہ جا سکتی تھی۔ عمران نیچے اتر آیا اور پھر اس

نے جیب سے ایک نوٹ نکال کر ٹیکسی ڈرائیور کی طرف بڑھا دیا۔ ٹیکسی ڈرائیور نے نوٹ جیب میں رکھا اور پھر جیب سے دو چھوٹے نوٹ نکال کر عمران کو دے دیئے۔ عمران نے نوٹ جیب میں ڈالے اور ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ وہ کسی صورت بھی عام مسافروں سے ہٹ کر کوئی ایسا کام نہ کرنا چاہتا تھا جس سے ٹیکسی ڈرائیور کو وہ بعد میں یاد رہ جائیں لیکن ہوٹل کے مین گیٹ میں داخل ہونے کی بجائے وہ سائیڈ پر مڑ گیا اور پھر برآمدے میں موجود پبلک فون بوتھ کے پاس جا کر رک گیا۔ فون بوتھ مصروف تھا اندر ایک نوجوان عورت موجود تھی۔ برآمدے میں ایک ہی بوتھ تھا اس لئے عمران ایک لمحے تک وہاں رک کر واپس کمپاؤنڈ گیٹ کی طرف مڑ گیا۔ چوہان خاموشی سے اس کی پیروی کر رہا تھا۔

"کیا ہوا عمران صاحب — آپ نے فون نہیں کیا۔ تھوڑی دیر انتظار کر لیتے" — چوہان نے گیٹ سے باہر نکلتے ہوئے کہا۔

"یہ انتظار قیامت تک بھی طویل ہو سکتا تھا۔ وہ نوجوان خوبصورت عورت تھی" — عمران نے کہا اور چوہان نے مسکراتے ہوئے سر ہلا دیا۔

سڑک کی سائیڈ پر بنے ہوئے فٹ پاتھ پر وہ پیدل چلتے ہوئے آگے بڑھتے گئے حالانکہ کئی خالی ٹیکسیاں بھی پاس سے گزر رہی تھیں لیکن عمران نے انہیں نہ روکا تھا اور پھر ایک

ذیلی سڑک پر عمران مڑ گیا۔ یہ دو بڑی سڑکوں کو ملانے والی درمیانی سڑک تھی کیونکہ اس سڑک کے اختتام پر ایک اور سڑک آتی تھی۔ سڑک کراس کر کے دوسری طرف موجود گریٹ بار کی طرف بڑھے اور تھوڑی دیر بعد وہ گریٹ بار میں داخل ہو چکے تھے۔ بار میں مختلف طبقوں کے افراد موجود تھے لیکن اکثریت ایسی تھی جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ بار متوسط طبقے کی ہی آماجگاہ ہے۔ کاؤنٹر پر ایک نوجوان موجود تھا۔ عمران کاؤنٹر کی طرف ہی بڑھ رہا تھا۔

"رونالڈ سے کہو کہ اس کے مہمان آئے ہیں" — عمران نے کاؤنٹر مین سے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سیڑھیاں چڑھ کر اوپر چلے جاؤ — باس موجود ہے" کاؤنٹر مین نے سرسری سے لہجے میں کہا اور عمران سر ہلاتا ہوا ایک سائیڈ پر بنی ہوئی سیڑھیاں چڑھتا گیا۔ سیڑھیوں کے آگے ایک تنگ سی راہداری تھی جس کے آخر میں ایک دروازے پر رونالڈ فرانک کے نام کی پلیٹ لگی ہوئی تھی۔ عمران نے بند دروازے پر دستک دی۔

"یس کم ان" — اندر سے ایک آواز ابھری اور عمران دروازے کو دھکیل کر اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک دفتر نما کمرہ تھا جس میں ایک میز کے پیچھے ایک اور نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔ میز کے سامنے دونوں سائیڈوں پر دروازے تک صوفوں کی قطاریں موجود تھیں۔

"جی فرمائیے ۔۔۔ میں کیا خدمت کرسکتا ہوں" ۔۔۔ نوجوان نے چونک کر انہیں دیکھا اور پھر اس نے خالصتاً کاروباری انداز میں ان سے بات کی۔

"کسی سپر سٹور سے انگا دیوی کا مجسمہ منگوا دو" ۔۔۔ عمران نے ایک صوفے پر بیٹھتے ہوئے سپاٹ لہجے میں کہا اور چوہان ۔۔ عمران کے ساتھ بیٹھ رہا تھا حیرت بھرے انداز میں عمران کو دیکھنے لگا۔

"انگا دیوی کا مجسمہ ۔۔۔ لیکن وہ تو بے حد قیمتی ہوتا ہے" نوجوان نے ہونٹ سکوڑتے ہوئے کہا۔

"قیمت کی فکر نہ کرو" ۔۔۔ عمران نے اسی طرح سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ نکالو ایک لاکھ ڈالر قیمت اور ایک ۔۔ کمیشن کے" ۔۔۔ نوجوان نے اسی طرح کاروباری لہجے میں کہا اور عمران نے اسی طرح جیب میں ہاتھ ڈالا جیسے واقعی ۔۔ نکال رہا ہو۔

"اوہ ۔۔۔ رقم تو میں بھول آیا ۔۔۔ کیا تم ایک فون کرنے کی اجازت دو گے ۔۔۔ میں رقم منگوا لیتا ہوں" ۔۔۔ عمران ۔۔ کہا۔

"ہاں کر لو" ۔۔۔ نوجوان نے فون کے نیچے موجود ایک سفید رنگ کا بٹن دبایا اور فون کا رخ عمران کی طرف موڑ دیا۔

"صرف رسیور مجھے دے دو ۔۔۔ میں بہت تھک گیا ہوں نمبرا نہیں ہوسکتا" ۔۔۔ عمران نے کہا اور نوجوان نے رسیور اٹھا کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"یس رونالڈ سپیکنگ" ۔۔۔ رسیور عمران کے ۔۔ قریب آتے ہی اس میں سے ایک آواز ابھری حالانکہ نہ ہی عمران نے نمبر ڈائل کیا تھا اور نہ ہی اس نوجوان نے۔

"یار یہ تمہارا کوڈ اس قدر طویل ہے کہ میں تو بولتے بولتے تھک گیا ہوں" ۔۔۔ عمران نے اس بار اصل لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا اور اس کا پاکیشیائی لہجہ سنتے ہی میز کے پیچھے بیٹھا ہوا نوجوان چونک کر غور سے عمران کو دیکھنے لگا۔ کیونکہ عمران شکل سے تو ایکریمین ہی لگ رہا تھا۔

"اوہ ۔۔۔ یہ آواز تو عمران ۔۔۔ ارے کہیں تم عمران تو نہیں ۔۔۔" ۔۔۔ دوسری طرف سے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔ بولنے والا اس طرح چونکا تھا جیسے اسے الیکٹرک شاک لگ گیا ہو۔

"پہلے تو شاید پورا عمران تھا لیکن تمہارا یہ شیطان کی آنت کی طرح طویل کوڈ بول بول کر اب آدھا رہ گیا ہوں" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا اور دوسری طرف سے قہقہے کی آواز سنائی دی۔

"رسیور نائی کو دو" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"لو بھئی نائی صاحب رسیور لے لو ۔۔۔ کیا زمانہ آ گیا

ہے کہ پہلے نائی استرے سے شیو کرتے تھے۔ اب فون کا ریسیور
ہی گال سے لگا دیتے ہیں" —— عمران نے ریسیور
نوجوان کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"شیو —— کیا مطلب" —— نوجوان نے حیرت بھرے
انداز میں کہا۔ ظاہر ہے اسے نائی کے لفظ کی کیا سمجھ آتی تھی
البتہ چوہان کے لبوں پر مسکراہٹ تیرنے لگی۔

"یس باس" —— نائٹ فون سننے میں مصروف
تھا۔

"اوکے باس" —— نائٹ نے کہا اور ریسیور رکھ کر
اٹھ کھڑا ہوا۔

"آئیے سر —— میں آپ کو باس تک پہنچا دوں" ——
نائٹ کا لہجہ اس بار بے حد مؤدبانہ تھا۔

"یار اس صوفے کو بھی ساتھ نہیں لے جا سکتے۔ مجھ سے
اب سیڑھیاں نہیں اتری جائیں گی" —— عمران نے تھکے
تھکے لہجے میں کہا۔

"جی سیڑھیاں نہیں اترنی پڑیں گی۔ اسی راہداری میں دفتر
ہے" —— نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا —— میں نے خواہ مخواہ اپنا حلق خشک کیا۔"
عمران نے اٹھتے ہوئے کہا اور اس بار نوجوان مسکرا دیا۔

"واقعی عمران صاحب —— اس قدر طویل کوڈ اس کی
کوئی خاص وجہ ہے" —— چوہان نے دروازے کی

رف بڑھتے ہوئے کہا۔

"یہی سسپنس اور کیا" —— عمران نے منہ بناتے
ہوئے جواب دیا۔

راہداری میں پہنچ کر نائٹ نے ذرا سا آگے بڑھ کر ایک طرف
ار پر ہاتھ رکھ کر اسے دبایا تو دیوار درمیان سے کھلتی گئی
ب نیچے جاتی سیڑھیاں صاف نظر آ رہی تھیں۔

"نیچے باس موجود ہیں" —— نائٹ نے کہا اور ایک طرف
ہٹ گیا۔ عمران سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا اور پھر جب وہ سیڑھیاں
اتر کر نیچے پہنچے تو یہ ایک بہت بڑا ہال نما کمرہ تھا جس میں ہر
طرف بڑی بڑی پیٹیاں موجود تھیں اور چوہان یہ پیٹیاں دیکھتے
ہی سمجھ گیا کہ ان میں اسلحہ ہے اور اب اسے سمجھ آ گئی تھی کہ
اس قدر طویل کوڈ کیوں رکھا گیا ہے۔ ظاہر ہے رونالڈ اسلحے
کا سمگلر تھا اور ناجائز اسلحہ ظاہر ہے مخصوص پارٹیوں کو ہی
فروخت کیا جاتا ہوگا۔ اس لئے ان کی پہچان کے لئے اتنا طویل
کوڈ رکھا گیا ہے۔ ایک طرف لکڑی کا بنا ہوا کیبن تھا۔ ابھی وہ
سیڑھیاں اتر کر ذرا ہی آگے بڑھے ہوں گے کہ کیبن کا دروازہ
کھلا اور ایک لمبا تڑنگا ایکریمین تیزی سے باہر نکلا۔ اس
کے چہرے پر بے پناہ اشتیاق تھا لیکن ان دونوں کو دیکھتے
ہی وہ اس طرح ٹھٹک کر رک گیا جیسے چابی بھرے کھلونے
کی چابی اچانک ختم ہو جانے پر وہ رک جاتا ہے کیونکہ وہ
دونوں میک اپ میں تھے۔

"یا اللہ تیرا شکر ہے کہ تو نے رونالڈ کے قدم روک دیئے ورنہ آج میری پسلیاں لازماً ٹوٹ جاتیں" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور رونالڈ کا جیب کی طرف رینگتا ہوا ہاتھ تیزی سے واپس آ گیا۔

"اوہ تم نے تو مجھے حیران کر دیا تھا۔ اس قدر مکمل میک اپ" رونالڈ نے بے اختیار ہنستے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے وہ عمران پر اس طرح جھپٹا جیسے عقاب چڑیا پر جھپٹتا ہے۔

"ارے ارے میری پسلیاں ۔۔۔ ارے یہ رولڈ گولڈ کی نہیں ہیں خالص گولڈ کی ہیں اور خالص گولڈ نرم ہوتا ہے" عمران نے بھنچے بھنچے لہجے میں کہا اور رونالڈ قہقہہ مار کر پیچھے ہٹ گیا۔

"اچھا تم خالص گولڈ ہو اور میں رولڈ گولڈ ہوں" ۔۔۔ رونالڈ نے ہنستے ہوئے کہا۔ وہ عمران کی گہری بات کو فوراً ہی سمجھ گیا تھا۔ ظاہر ہے عمران نے اس کے نام رونالڈ کی نسبت سے رولڈ گولڈ کہا تھا۔

"ارے میرا یار کیوں ہوتے لگا روڈ رولڈ ۔۔۔ روڈ رولر کی البتہ دوسری بات ہے" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور رونالڈ کے حلق سے نکلنے والے قہقہے سے ہال گونج اٹھا۔

پھر وہ انہیں لے کر اس کیبن میں آ گیا۔

"بڑی مدت بعد آئے ہو بہرحال تمہیں میری یاد تو آئی"

رونالڈ نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ہمارے ہاں ایک مشہور گانے کے بول ہیں" ۔۔۔ "تیری یاد آئی تیرے جانے کے بعد لیکن ظاہر ہے پاکیشیا میں جانے کے بعد یاد آئی ہو گی اور ایکریمیا آنے کے بعد آئی ہو گی" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور رونالڈ ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"یہ چوہان ہے۔ خالص سورج بنسی راجپوت" ۔۔۔ عمران نے چوہان کا تعارف کراتے ہوئے کہا اور چوہان مسکرا دیا۔

"سورج بنسی راجپوت ۔۔۔ کیا مطلب" ۔۔۔ رونالڈ نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"راجپوت کے معنی ہے ۔۔۔ پرنس اور سورج بنسی ....." عمران نے وضاحت کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"اچھا اچھا سمجھ گیا تو ۔۔۔ مسٹر چوہان سورج بنسی ریاست کے پرنس ہیں۔ ہاں پرنسوں کے پرنس ہی دوست ہو سکتے ہیں۔ ہم جیسے اسلحے کے اسمگلر کہاں دوستی کے لائق ہیں" رونالڈ نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

"اب کیا کیا جائے تم یہ بے جان قسم کا اسلحہ اسمگل کرتے ہو کبھی جاندار اسلحہ اسمگل کرو تب دیکھو یہاں پرنس کس طرح لائن بنا کر کھڑے ہوتے ہیں" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور رونالڈ ایک بار پھر قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"اچھا اب یہاں پردے میں بیٹھ کر قہقہے ہی لگاتے

رہو گے یا ہمیں کہیں ٹھکانے بھی لگاؤ گے ۔ میک اپ سے
بھی جان چھڑانی ہے ۔ خواہ مخواہ ایکریمین جاندار اسلحہ ہر گلی
کی نکڑ پر گلے پڑ جاتا ہے " ـــــ عمران نے کہا اور رونالڈ
ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑا ۔

" اچھا ۔۔۔ واہ اس قدر خوبصورت میک اپ تو نہیں ہے " ـ
رونالڈ نے میز پر رکھے ہوئے ٹیلیفون کی طرف ہاتھ بڑھاتے
ہوئے کہا لیکن اس سے پہلے کہ وہ رسیور اٹھاتا ٹیلیفون کی
گھنٹی بج اٹھی اور رونالڈ نے چونک کر رسیور اٹھا لیا ۔

" یس " ـــــ رونالڈ کا لہجہ خاصا سخت تھا ۔

" کیا یہ تھری فائیو تھری سیون ون تھری نمبر ہے " ـــ
دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی اور رونالڈ کی بھنویں
بے اختیار اوپر کو اٹھ گئیں ۔

" ہاں مگر کون پوچھ رہا ہے " ـــــ رونالڈ نے ہونٹ
بھینچتے ہوئے کہا ۔

" مجھے یہ نمبر پرنس آف ڈھمپ نے دیا تھا " ـــــ
دوسری طرف سے کہا گیا اور رونالڈ یکلخت چونک پڑا ۔

" اوہ اچھا کون صاحب ـــ پرنس صاحب تو یہاں
موجود ہیں " ـــــ رونالڈ نے تیز لہجے میں کہا ۔

" میرا نام وہ جانتے ہی ہیں ـــ بس تم پرنس سے بات
کرا دو " ـــــ دوسری طرف سے نعمانی کی آواز سنائی دی
اور عمران نے جلدی سے اٹھ کر رسیور رونالڈ کے ہاتھوں

سے لے لیا ۔

" کیا ہوا ـــ وہ مانی یا نہ مانی " ـــــ [illegible]
مسکراتے ہوئے کہا اور دوسری طرف سے ایک لمحہ [illegible]
رہی پھر نعمانی کی ہنستی ہوئی آواز سنائی دی ۔

" نا بھلا کبھی ہاں میں تبدیل ہوئی ہے پرنس " ـــــ دوسری
طرف سے نعمانی نے ہنستے ہوئے کہا ۔ اسے شاید کچھ دیر میں
عمران کی بات سمجھ میں آئی تھی ۔

" ارے تم خواہ مخواہ گھبرا رہے ہو ۔ وہ تم نے سنا نہیں کہ جو
ہاں کر دے وہ عورت ہی نہیں ہوتی اور جو ناں کر دے وہ
سیاستدان نہیں ہو سکتا ۔ اس لئے نہ مانی کا مطلب ماننا ہی
ہوتا ہے ـــ پیارے بھائی " ـــــ عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا اور اس بار نعمانی کھلکھلا کر ہنس پڑا ۔

" پرنس ـــ وہ آپ کا سابقہ ڈیرہ تو راکھ کے ڈھیر میں
تبدیل ہو چکا ہے " ـــــ اب ماننے نہ ماننے کا فیصلہ
کہاں بیٹھ کر کیا جائے گا " ـــــ نعمانی نے مسکراتی ہوئی
آواز میں کہا ۔

" یعنی ابھی فیصلہ ہونا ہے ـــ بھائی فیصلہ تو میرے
خیال میں بیس سال پہلے تم نے کر دیا تھا جب کسی کو ڈولی میں
بٹھایا تھا اور اب اس ڈولی کے کہار کو ڈھونڈتے پھر رہے
ہو " ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

" میں آپ کا مقصد سمجھ گیا ہوں ـــ بہر حال ڈولی کا کہار

میں نے تلاش کر لیا ہے اور میرے ساتھ ہے جبکہ کیدو ہمیں تلاش کرتے پھر رہے ہیں۔" ـــــ نعمانی نے ہنستے ہوئے کہا۔ وہ واقعی عمران کی بات سمجھ گیا تھا کہ عمران فون پر نہ صرف آفندی کا نام نہیں لینا چاہتا ہے بلکہ کسی کا نام بھی نہیں لینا چاہتا تھا۔ اس لئے نعمانی بھی بغیر نام لئے ساری باتیں کئے جا رہا تھا۔

"ایک منٹ ہولڈ کرو۔" ـــ عمران نے ریسیور پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"جہاں ہمیں ٹھکانے لگانا ہے وہ پتہ بتاؤ تاکہ ہمارے ساتھی بھی ساتھ ہی ٹھکانے لگ جائیں۔" ـــ عمران نے ریسیور پر ہاتھ رکھ کر رونالڈ سے کہا۔

"چیمبرلین ٹاؤن ـــ نمبر چالیس ـــ کرڈ ہاؤس۔" ـــ رونالڈ نے جلدی سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"گریٹ لینڈ کا ایک پرائم منسٹر مجھے بہت یاد آ رہا ہے چیمبرلین ـــ کیونکہ وہ علی بابا چالیس چوروں کی طرح مہمان ڈھونڈتا پھرتا رہتا تھا اور پورے ٹاؤن میں اس بیچارے کو ایک مہمان کبھی نہ ملتا تھا اس لئے بھائی کیدوؤں سے بچنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ تم بھی مہمان تلاش کر کے لاؤ کہیں سے۔" ـــ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ریسیور رکھ دیا۔

"کیا مطلب ـــ یہ تم میرے فون پر کوڈ میں باتیں کیوں

کر رہے تھے۔ کیا تمہارا خیال ہے کہ اس سے گفتگو سنی جا سکتی ہے۔ رونالڈ نے ناراض ہوتے ہوئے کہا۔

"ارے تو کیا نمائشی ہے یہ ـــ لاحول ولا قوۃ ـــ میں خواہ مخواہ اتنی دیر تک اپنی انرجی برباد کرتا رہا۔" ـــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نمائشی ـــ کیا مطلب ـــ میں سمجھا نہیں۔" ـــ رونالڈ نے حیران ہو کر پوچھا۔

"اچھا اب تمہیں نمائشی کا بھی مطلب سمجھانا پڑے گا۔ بھائی زیادہ بل آتا ہو تو میں ہر ماہ خیرات فنڈ سے بھجوا دیا کروں گا۔ کم از کم تم نمائشی کی بجائے اصل فون ہی لگوا لو تاکہ اس پر بات سنی تو جا سکے۔" ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور رونالڈ ایک لمحے تک تو حیرت سے عمران کو دیکھتا رہا مگر دوسرے لمحے اس کے حلق سے ایک زوردار قہقہہ نکل گیا۔

"اوہ ـــ اوہ اب سمجھا ـــ میں نے یہ تو نہ کہا تھا کہ اس سے گفتگو سنی ہی نہیں جا سکتی۔ میرا مطلب تھا۔۔۔۔" رونالڈ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"یار تمہارے قہقہوں سے پورے کمرے کی آکسیجن اب تک کاربن ڈائی آکسائیڈ میں تبدیل ہو چکی ہو گی اور کاربن ڈائی آکسائیڈ سے تو بھوک اور زیادہ چمک اٹھتی ہے اور جب بھوک چمکنے لگے تو پھر چاند بھی روٹی نظر آنے لگ جاتا

ہے۔ اس لئے تم مطلب کے چکر کو چھوڑو اور ہمارے ساتھ ٹھکانے پر چلو"۔۔۔۔ عمران نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔۔۔ اچھا آؤ میرے ساتھ"۔۔۔۔ رونالڈ نے ہنس کر دروازے کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے کہا۔

اور عمران نے چوہان کو اشارہ کیا اور رونالڈ کے پیچھے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک لمبا تڑنگا ہینڈسم نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے جسم پر انتہائی جدید تراش کا قیمتی کپڑے کا گرم سوٹ تھا جس سے اس کی وجاہت اور نمایاں ہو گئی تھی۔ چہرہ مسکراہٹ کی وجہ سے گلاب کی طرح کھلا ہوا تھا۔ آنکھوں سے ذہانت ٹپک رہی تھی۔ شکل وصورت سے وہ ایک لا ابالی اور کھلنڈرا نوجوان لگ رہا تھا۔ اس کے ایک ہاتھ میں گولڈن تمباکو کا پاؤچ اور پائپ موجود تھا اور دروازہ کھلنے کی آواز سنتے ہی میز کے پیچھے بیٹھا ہوا خشک مگر بارعب چہرے والے ادھیڑ عمر آدمی نے چونک کر دیکھا اور پھر سر ہلا کر اس نے نوجوان کو میز کی دوسری طرف رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ اس ادھیڑ عمر آدمی کے سامنے میز پر ایک فائل کھلی ہوئی تھی۔ نوجوان کے آنے سے پہلے وہ اسی فائل

کے مطالعے میں مصروف تھا اور نوجوان کو بیٹھنے کا اشارہ کر کے وہ دوبارہ فائل کے مطالعے میں مصروف ہو گیا۔ نوجوان نے بڑے اطمینان سے پائپ میں تمباکو بھرا اور پھر لائٹر سے اسے آگ لگا کر وہ اس طرح پائپ پینے لگا جیسے یہاں آیا ہی اسی مقصد سے ہو۔ تین چار کش لینے کے بعد اس نے پائپ کو واپس میز پر رکھ دیا۔ اسی لمحے ادھیڑ عمر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے فائل بند کر دی اور پھر غور سے نوجوان کو اس طرح دیکھنے لگا جیسے زندگی میں پہلی بار اسے دیکھ رہا ہو۔

"کیا بات ہے باس آج آپ کچھ ضرورت سے زیادہ ہی الجھے ہوئے ہیں"۔۔۔ نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا اور ادھیڑ عمر باس اس طرح چونکا جیسے نیند سے اچانک جاگا ہو۔

"ایکریمیا کا انتہائی اہم ترین مشن اس وقت شدید ترین خطرے سے دوچار ہے"۔۔۔ ادھیڑ عمر نے بھاری آواز میں کہا اور اس بار نوجوان چونک پڑا۔

"کیسا خطرہ باس۔۔۔ کس مشن کی بات کر رہے ہیں آپ"۔۔۔ نوجوان نے چونکے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سنو راسکو۔۔۔ میں نے بہت سوچ سمجھ کر تمہارا انتخاب کیا ہے لیکن اگر تم بھی ناکام رہے تو پھر اس کے سوا میرے پاس اور کوئی چارہ نہ ہوگا کہ بلیو سٹار کی سربراہی کسی اور کے سپرد کر دوں"۔۔۔ ادھیڑ عمر باس نے ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولتے ہوئے کہا۔

"باس آخر ہوا کیا ہے۔ آج سے پہلے تو آپ اس قدر پریشان اور الجھے ہوئے کبھی نظر نہیں آئے"۔۔۔ راسکو نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"میں تمہیں مختصر طور پر بتا دیتا ہوں۔ تفصیلات اس فائل میں ہیں تم خود پڑھ لینا۔۔۔ ہمارے ملک کی انتہائی خفیہ لیبارٹری میں گذشتہ تین سالوں سے ایک اہم ترین پراجیکٹ پر ریسرچ جاری ہے۔ اس پراجیکٹ کا کوڈ نام سیکرٹ ہارٹ ہے۔ یہ انتہائی پیچیدہ سائنسی پراجیکٹ ہے لیکن اس کی خاص بات یہ ہے کہ نو دریافت شدہ ریز جنہیں ٹی ون کہا جاتا ہے کو مخصوص انداز میں استعمال کیا جا سکے۔ ان ریز کی حقیقت یہ ہے کہ ان کی رفتار روشنی کی رفتار سے کئی گنا زیادہ تیز ہوتی ہیں اور ان کو اگر مخصوص انداز میں ری چارج کیا جائے تو ان کی طاقت ایک ہیڈروجن بم جتنی ہو جاتی ہے۔

ٹی ون ریز کو نو دریافت شدہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ ابھی ان پر ہونے والی ریسرچ سے دفاعی طور پر کوئی خاص فائدہ نہیں اٹھایا جا سکا نہ ہی اس سے کوئی خاص ہتھیار بنایا جا سکا ہے اور نہ ان کی تباہی کی رینج بڑھائی جا سکی ہے۔ ان ریز کے متعلق تمام سپر پاورز کی لیبارٹریوں میں مسلسل ریسرچ کی جا رہی ہے لیکن ابھی تک کوئی قابل ذکر پیش رفت نہیں ہو سکی لیکن ہماری لیبارٹری میں ایک مختلف انداز میں کام ہو رہا ہے اور یہ کام ایکریمیا کا ایک مشہور یہودی سائنسدان پروفیسر فنگس کر رہا ہے

اور اس کے لئے انتہائی کثیر سرمایہ اسرائیل ادا کر رہا ہے۔ پرو فیس فنگس ایک ایسے سپر کمپیوٹر پر کام کر رہا ہے جس سے ان ریز کو مخصوص ٹارگٹس پر آسانی سے ہٹ کیا جاسکتا ہو۔ اس سپر کمپیوٹر کا کوڈ نام سیکرٹ ہارٹ ہے اور یہ سپر کمپیوٹر اب تکمیل کے آخری مراحل میں ہے۔ جب یہ سپر کمپیوٹر مکمل ہو جائیگا تو اسے اسرائیل میں نصب کیا جائے گا اور پھر اسرائیل اس سپر کمپیوٹر کی مدد سے ٹی ون ریز کو پورے مشرق وسطیٰ، افریقہ اور ایشیا کے مخصوص ٹارگٹس پر آسانی سے ہٹ کر سکے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ سپر پاور روسیاہ بھی ان ریز کی زد میں آجائے گا اور وہاں بھی مخصوص ٹارگٹس کو آسانی سے ہٹ کیا جاسکتا ہے۔ میں لفظ مخصوص ٹارگٹس اس لئے بار بار استعمال کر رہا ہوں کہ ان ریز کی تباہی کا دائرہ کار بے حد محدود ہے۔ صرف ایک سو مربع ایک سو مربع میٹر کی رینج میں موجود ہر چیز تباہ ہو جانے کی ہے یا اس سے زیادہ نہیں، اس لئے انہیں مخصوص ٹارگٹس پر ہی استعمال کیا جاسکتا ہے اور ٹارگٹس بھی ایسے جو ایک سو مربع میٹر کے رقبے میں مکمل ہو جاتے ہوں۔" ——— باس نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ایسے کون سے ٹارگٹس ہو سکتے ہیں باس ——— ایک عام فوجی چھاؤنی بھی میلوں میں پھیلی ہوتی ہے۔ زیادہ سے زیادہ کوئی ڈیم، کوئی پل یا رن وے کا کوئی خاص حصہ ان سے تباہ کیا جاسکتا ہے اس کے لئے اس قدر کثیر سرمایہ اور اس قدر

وقت ضائع کرنے کا کیا فائدہ اور پھر اس لحاظ سے تو یہ کسی طرح بھی کوئی اہم مشن نہیں لگتا۔" ——— راسکو نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"اسرائیل جن ٹارگٹس کے لئے یہ کثیر سرمایہ خرچ کر رہا ہے وہ اس کے لئے انتہائی اہم ہیں۔ مثال کے طور پر ایشیا کے ایک ملک پاکیشیا میں ایٹمی ریسرچ سنٹر قائم ہے جہاں جدید ترین اور انتہائی تباہ کن بم اور میزائل بنانے پر مسلسل ریسرچ جاری ہے ایسے بم جن سے ایکریمیا اور روسیاہ کو بھی انتہائی تشویش ہے کیونکہ پاکیشیا کی کامیابی کا مطلب پوری دنیا میں پھیلی ہوئی مسلم حکومتوں کی کامیابی ہوگا کیونکہ پاکیشیا پوری دنیا کی مسلم حکومتوں کا اس معاملے میں لیڈر بنا ہوا ہے اور اس ریسرچ میں کامیابی کے بعد روسیاہ اور ایکریمیا کے علاوہ ایک ایسا سپر پاور بلاک قائم ہو جائے گا جس کے سامنے روسیاہ اور ایکریمیا ہر لحاظ سے کمتر پڑ جائیں گے۔ یہ بلاک مسلم بلاک ہوگا اور تم جانتے ہو کہ مسلم ممالک میں وسائل اور افرادی قوت کی کوئی کمی نہیں ہے۔ اب تک ان کے اکٹھے نہ ہونے میں صرف سائنس اور دفاعی طور پر پسماندگی ہے لیکن اگر پاکیشیا سائنسی اور دفاعی انداز میں اتنا آگے بڑھ گیا کہ اس نے روسیاہ اور ایکریمیا سب سے زیادہ تباہ کن اسلحہ بنالیا تو پھر پاکیشیا کی سربراہی میں لازماً یہ مسلم بلاک قائم ہو جائے گا پھر شوگران بھی اس بلاک کی حمایت کرے گا۔ نتیجہ یہ کہ پوری دنیا پر مسلم بلاک چھا جائے گا اور ایکریمیا اور

روسیاہ تو صرف کمتر پڑیں گے جبکہ اسرائیل کا تو وجود ہی صفحۂ
سے مٹ جائے گا۔ اس لئے ایکریمیا اور اسرائیل نے خاص
پر اور روسیاہ نے عام طور پر اس ریسرچ سنٹر کو تباہ کرنے
اکثر کوشش کی ہے لیکن آج تک ناکام رہے ہیں۔ اسرائیل
سیکرٹ ہارٹ سے سب سے پہلا نشانہ اس ریسرچ سنٹر
بنانا چاہتا ہے کیونکہ اس کی تباہی اس کی اپنی بقا کے
ضروری ہے۔ اس کے علاوہ چند اور مسلم ممالک میں چھوٹے
چھوٹے ایسے ہی ٹارگٹس ہیں جو فی الحال اتنے اہم نہیں ہیں۔
ایک اور اہم ترین ٹارگٹ مسلمانوں کے مقدس ترین مقامات
جن کی وجہ سے پوری دنیا کے مسلمان ایک مرکز میں جمع ہوتے
ہیں۔ ان کی تباہی ہے ۔۔۔ یہ ٹارگٹس ایسے ہیں جو سیکرٹ
ہارٹ سے آسانی سے تباہ کئے جا سکتے ہیں۔ پھر اسرائیل ایکریمیا
کا طفیلی ملک ہے اور ایکریمیا اسے اس لئے بھی انتہائی
بنانا چاہتا ہے کہ اگر کبھی روسیاہ اور ایکریمیا میں جنگ ہو
اسرائیل ایکریمیا کے حواری کے طور پر کام کرے گا۔ اور اس
طرح روسیاہ کے گرد آسانی سے گھیرا ڈالا جا سکتا ہے۔ دوسری
بات یہ کہ ایکریمیا کی تمام تر معیشت پر یہودیوں کا قبضہ ہے
اگر یہودی ایکریمیا کی معیشت سے ذرا سا بھی ہاتھ کھینچ لیں
ایکریمیا کی ساری طاقت اور قوت ایک لمحے میں خاک میں
کر رہ جائے گی۔ اس لئے ایکریمیا کے مکمل مفادات اسرائیل
کے ساتھ وابستہ ہیں ۔۔۔ باس نے ایک بار پھر تفصیل

تے ہوئے کہا۔
"ٹھیک ہے باس ۔۔۔ میں اچھی طرح سمجھ گیا ہوں کہ
سیکرٹ ہارٹ کی کیا اہمیت ہے" ۔۔۔ راسکو نے سر ہلاتے
ہوئے جواب دیا۔
"اب سنو ۔۔۔ اس منصوبے کو انتہائی خفیہ رکھا گیا تھا۔
اور اب تک یہ کامیابی سے خفیہ چلا آ رہا تھا لیکن پھر ایک ایکریمین
ایجنٹ نے غداری کی۔ اس کا نام میکالے تھا۔ میکالے گو
ایکریمین شہری تھا لیکن اس کا دادا اور دادی روسیاہی تھے۔
اور وہاں سے وہ فرار ہو کر ایکریمیا میں آ گئے تھے اور پھر یہاں
انہوں نے مستقل سکونت اختیار کر لی تھی۔ آج تک میکالے
کے دادا، اس کے باپ یا خاندان کے کسی فرد کی طرف سے
ایکریمیا کے خلاف کام کرنے یا روسیاہی ایجنٹوں سے رابطے کی
کوئی خبر نہ تھی اور پھر میکالے تو ایک طرف اس کا باپ بھی
ایکریمیا میں پیدا ہوا تھا لیکن میکالے کو نجانے کیوں روسیاہیوں
سے محبت تھی۔ بہرحال میکالے نے غداری کی اور اس نے
سیکرٹ ہارٹ کے بارے میں ایک اہم فلم چوری کر لی جس سے
سیکرٹ ہارٹ کا توڑ ہو سکتا تھا لیکن چونکہ اسے معلوم
تھا کہ اگر اس نے کسی روسیاہی ایجنٹ سے رابطہ قائم کیا تو
وہ فوراً ہی نظروں میں آ جائے گا اور اس طرح اس کے پورے
خاندان کو مصائب کا سامنا کرنا پڑ جائے گا۔ اس لئے اس
نے ایک اور کھیل کھیلا۔ اس نے پاکیشیائی سفارت خانے کے

ایک ثقافتی اتاشی آفندی سے دوستی کرلی۔ آفندی فنون لطیفہ
کی لائن کا آدمی ہے۔ اس کا کبھی سیکرٹ ایجنٹوں سے رابطہ نہیں
رہا اور نہ وہ اس ٹائپ کا آدمی تھا۔ اس لئے اس پر کسی کو
شک بھی نہ تھا۔ میکالے شاعر بھی تھا اور شاید اسی شاعری کے
حوالے سے اس نے آفندی سے دوستی کرلی اور پھر وہ راز اس نے
آفندی کو دے دیا اور اس نے شاید آفندی کو بتایا کہ اگر یہ راز
پاکیشیا نہ پہنچا تو پھر پاکیشیا کا ایٹمی ریسرچ سنٹر اور مسلمانوں
کے مقدس مقامات اسرائیل کے ہاتھوں تباہ ہو جائیں گے۔
تم جانتے ہو کہ مسلمان اس بارے میں کس قدر جنونی ہوتے
ہیں چنانچہ آفندی نے اس سے وعدہ کرلیا کہ وہ اس فارمولے
سفارتی بیگ کے ذریعے پاکیشیا کے اعلیٰ حکام تک پہنچا دے
گا۔ اس طرح شاید میکالے کو یقین تھا کہ پاکیشیا سے یہ راز
آؤٹ ہوگا اور آخرکار روسیاہ کو اس کا علم ہو جائے گا اور
روسیاہی ایجنٹ سیکرٹ بارٹ کے خلاف حرکت میں آ جائیں
گے لیکن میکالے کی اس غداری کا بروقت علم ہو گیا اور سپیشل
ایجنسی حرکت میں آ گئی۔ میکالے کو گرفتار کرلیا گیا لیکن اس
نے خودکشی کرلی اور خودکشی سے پہلے یہ علم ہو گیا کہ اس نے
یہ راز آفندی کو دیا ہے چنانچہ آفندی کو اغوا کرلیا گیا لیکن
چونکہ اس کا تعلق سفارت خانے سے تھا اس لئے پاکیشیا کو
مطمئن کرنے کے لئے ایک نیا ڈرامہ رچایا گیا اور نقلی آفندی
کو سامنے لایا گیا۔ اسے روسیاہی ایجنٹ کے طور پر گرفتار

یا گیا اور ایک ٹرانسمیٹر اور عام سی خفیہ دستاویزات اس
سے برآمد کرلی گئیں اور اس نے اقرار جرم کرلیا اور ایکریمیا کے
علیٰ حکام نے پاکیشیا کے صدر کی اجازت سے اسے سپیشل
یجنسی کی تحویل میں دے دیا۔ یہ خبر ایک اخبار نے بمعہ فوٹو
چھاپ دی۔ اس طرح روسیاہی ایجنٹوں کو پتہ چل گیا۔ انہوں نے
سپیشل ایجنسی کے مرکز پر نقلی آفندی کو چھڑانے کے لئے ریڈ
کیا مگر اس ریڈ میں وہ ایجنٹ بھی مارے گئے۔ نقلی آفندی
بھی مارا گیا لیکن اصلی آفندی بہرحال محفوظ رہا۔ اس پر راز
گلوانے کے لئے تشدد کیا گیا لیکن تھرڈ ڈگری کے استعمال کے
باوجود اس نے زبان نہ کھولی اور پھر اس سے راز اگلوانے کے
لئے ملٹری کے مخصوص ٹارچر سیل کے حوالے کر دیا گیا اور پھر یہیں
سے اصل بدقسمتی کا آغاز ہو گیا۔ آفندی ٹارچر سیل والوں کو چکمہ
دے کر فرار ہو گیا اور اس نے ٹارچر سیل کے میجر ٹامی کو ہلاک
کر دیا۔ لیکن جلد ہی اسے پکڑ لیا گیا اور ایک بار پھر ٹارچر سیل
کے حوالے کر دیا گیا لیکن نہ صرف وہ وہاں سے فرار ہو گیا بلکہ
اسے فرار کرانے والوں میں ٹارچر سیل کے میجر براؤن اور کیپٹن
مارک شامل تھے۔ ٹارچر سیل کے انچارج کرنل جانسن کو انہوں
نے ہلاک کر دیا۔ ظاہر ہے یہ اصل لوگ نہ تھے۔ بہرحال وہ ابھی
چھاؤنی میں ہی تھے کہ کرنل جانسن کی لاش ٹریس ہو گئی اور
انہیں چھاؤنی کی حدود میں روکا گیا لیکن وہ بے پناہ تباہی مچاتے
ہوئے چھاؤنی سے نکلے اور ملحقہ جنگل میں غائب ہو گئے۔

اس جنگل پر گن شپ ہیلی کاپٹروں سے بے پناہ گولیاں برسائی گئیں اور فوج کی ایک رجمنٹ انہیں جنگل میں تلاش کرتی رہی لیکن وہ تو نہ مل سکے البتہ جنگل سے ہی میجر براؤن اور کیپٹن مارک کی لاشیں مل گئیں جن کے چہرے مسخ کر دیئے گئے تھے اور ایک کار بھی وہاں سے ملی جس کی نمبر پلیٹ جعلی تھی اور اصل کار کہیں رجسٹرڈ ہی نہ کرائی گئی تھی۔ اس طرح یہ لوگ غائب ہو گئے۔ اب آؤ دوسری طرف سپیشل ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر میں سپر ٹاپ کے دو ایجنٹ سپیشل ایجنسی کے چیف شالوف سے ملنے آئے۔ جب وہ واپس چلے گئے تو معلوم ہوا کہ شالوف اور اس کی سیکرٹری دفتر میں بیہوش پڑے ہیں۔ انہیں ہوش میں لایا گیا تو شالوف نے بتایا کہ سپر ٹاپ کے یہ دو ایجنٹ اس سے سیکرٹ ہارٹ کی فائل لے گئے ہیں۔ انہوں نے شالوف پر بے پناہ تشدد کیا تھا۔ سپر ٹاپ کے دونوں کارڈ اصلی تھے۔ شالوف نے انہیں چیک کر لیا تھا لیکن جب بعد میں انکوائری کی گئی تو پتہ چلا کہ دونوں ایجنٹ جو آپس میں سگے بھائی ہیں ایک ماہ سے کسی خصوصی مشن پر ملک سے باہر گئے ہوئے ہیں اور ان کے کارڈ ان کی رہائش گاہ میں موجود تھے جہاں سے انہیں چوری کیا گیا تھا۔ اب آؤ ایک اور پہلو کی طرف ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کو اس کے ایک ذاتی دوست نے اطلاع دی کہ سیکرٹ ہارٹ کے سلسلے میں چار پاکیشیائی ایجنٹ جن کا لیڈر علی عمران ہے ایک شخص گرینڈ فادر

کے پاس آئے ہیں اور اس نے انہیں کوٹھی مہیا کی ہے اور یہ بھی بتا دوں کہ اس گرینڈ فادر نے جو معلومات فروخت کرنے کا دھندہ کرتا ہے میکالے کی اس غداری اور آفندی کی نشاندہی سپیشل ایجنسی کو کی تھی اور اس کی مخبری پر ہی سپیشل ایجنسی آفندی کے خلاف حرکت میں آئی تھی۔ بہرحال ملٹری انٹیلی جنس کے چیف نے فوراً اپنے میجر جوزف کو چار آدمیوں کے ساتھ اس کوٹھی میں ان لوگوں کی گرفتاری کے لئے بھیجا وہ آدمی جس نے اطلاع دی تھی ساتھ تھا لیکن پھر اطلاع ملی کہ وہ کوٹھی ایک خوفناک دھماکے سے تباہ ہو گئی ہے اور اس کے ملبے سے اس آدمی، میجر جوزف اور اس کے ساتھیوں کی جلی ہوئی لاشیں مل سکیں۔ اس طرح یہ کلیو بھی ختم ہو گیا۔ اب صورت حال یہ ہے کہ سیکرٹ ہارٹ کی فائل غائب ہے۔ آفندی کو چھڑا لیا گیا ہے اور باوجود تلاش کے اس کا پتہ نہیں چل رہا اور یہ بھی طے ہے کہ یہ ساری کارروائی پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ہے اور لازماً اب پاکیشیا سیکرٹ سروس سیکرٹ ہارٹ کے اس پروجیکٹ کو تباہ کرنے کی کوشش کرے گی چنانچہ اعلیٰ سطح پر ہونے والی ایک انتہائی خصوصی کمیٹی میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ یہ کیس بلیو سٹار کو ریفر کر دیا جائے تاکہ ان ایجنٹوں کا بھی خاتمہ کیا جا سکے اور اس لیبارٹری کی بھی حفاظت کی جا سکے جس میں یہ پراجیکٹ مکمل ہو رہا ہے۔ اب یہ کیس بلیو سٹار کے لئے ایک چیلنج بن چکا ہے اور ایکریمیا اور اسرائیل کی نظریں اب بلیو سٹار کی کارکردگی پر لگی ہوئی ہیں۔ میں نے اس لیبارٹری کی

حفاظت کے لئے بلیوسٹار کے سپر ایکشن گروپ کو تعینات کر دیا ہے اور ان ایجنٹوں کے خاتمے کے لئے میں نے تمہیں منتخب کیا ہے "۔۔۔۔ باس نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" آپ نے مجھ پر جو اعتماد کیا ہے باس میں اس پر پورا اتروں گا اور اب میں پوری طرح سمجھ گیا ہوں کہ یہ کس قدر اہم مشن ہے "۔۔۔۔ آپ مجھے صرف اتنا بتا دیں کہ جو فائل شاٹوف سے ان ایجنٹوں نے حاصل کی ہے۔ اس میں اس لیبارٹری کی تفصیلات بھی موجود ہیں یا نہیں "۔۔۔۔ سے نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

اوہ ہاں۔۔ یہ واقعی اہم بات تھی جو میں بتانا بھول گیا تھا۔ اس فائل میں جو تفصیلات درج تھیں اس میں اہم بات یہ تھی کہ اس کا اندرونی نقشہ۔ پروفیسر ننگس کا نام، اس کے متعلق تفصیلات اور سیکرٹ ہارٹ کے ٹارگٹس کے بارے میں عام معلومات تھیں۔ یہ فائل شروع میں اس لئے بنائی گئی تھی تاکہ سپیشل ایجنسی اس لیبارٹری کی حفاظت کر سکے لیکن پھر اس کی حفاظت کا کام ملٹری انٹیلی جنس کے ذمے لگا دیا گیا۔ اس طرح یہ فائل تو شاٹوف کے پاس موجود رہی لیکن اس میں مزید تفصیلات شامل نہ ہو سکیں۔ بہرحال اس فائل سے اس لیبارٹری کا محل وقوع اور اس کی ساخت کا کسی طرح پتہ نہیں چلایا جا سکتا اور یہی بات ہمارے لئے اطمینان کی ہے کیونکہ اس لیبارٹری کا پتہ چلانا تقریباً ناممکن ہے۔ چاہے یہ پاکیشائی ایجنٹ

لاکھ سر پٹکیں یہ لیبارٹری تک نہیں پہنچ سکتے۔ اس کے باوجود میں نے مکمل سیکشن اس کی حفاظت کے لئے پہنچا دیا ہے "۔۔۔۔ باس نے کہا۔

اور ابھی اس نے بات ختم ہی کی تھی کہ میز پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور باس نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

" یس "۔۔۔۔ باس نے رسیور اٹھا کر انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

" سپیشل ایجنسی کے چیف کا فون ہے۔ وہ آپ سے کوئی ضروری بات کرنا چاہتے ہیں "۔۔۔۔ دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

" بات کراؤ "۔۔۔۔ باس نے خشک لہجے میں کہا اور ایک لمحے بعد کلک کی آواز کے ساتھ سپیشل ایجنسی کے چیف شاٹوف کی آواز رسیور سے سنائی دی۔

" ہیلو مارکم۔۔۔ میں شاٹوف بول رہا ہوں "۔۔۔۔ بولنے والے کا لہجہ بھاری تھا۔

" مارکم بول رہا ہوں۔۔۔ کیا بات ہے۔۔۔ کیسے فون کیا ہے "۔۔۔۔ باس نے نرم لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ راسکو جانتا تھا کہ باس مارکم اور شاٹوف کے درمیان انتہائی گہرے دوستانہ تعلقات ہیں اس لئے ان کی آپس میں خاصی بے تکلفی ہے۔

" مارکم مجھے جب پتہ چلا کہ سیکرٹ ہارٹ کو کیس تبدیل

ایجنسی کو ریفر ہو گیا ہے تو یقین جانو میں بے حد خوش ہوا ہوں۔ اب یقیناً یہ خوفناک پاکیشیائی ایجنٹ پکڑے جائیں گے کیونکہ تمہاری ایجنسی کا ریکارڈ ان معاملات میں بیحد شاندار ہے:۔۔۔۔۔۔ شالٹوف نے کہا۔

" اوہ شکریہ شالٹوف ۔۔۔ تم فکر نہ کرو۔ میں تم پر ہونے والے تشدد کا بدلہ ان سے ضرور لوں گا:۔۔۔ مارکم نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" وہ تو ظاہر ہے تم لو گے لیکن میرے فون کرنے کا مقصد دوسرا ہے۔ ایک بات تو یہ ہے کہ تمہارا آج تک پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ٹکراؤ نہیں ہوا۔ اس لئے تمہاری ایجنسی ان کے متعلق کچھ نہیں جانتی جبکہ میرے پاس ان کی فائل موجود ہے جس میں کسی حد تک معلومات موجود ہیں۔ خاص طور پر ان کے رنگ لیڈر علی عمران کے بارے میں اور دوسری بات یہ ہے کہ سپیشل ایجنسی کے ایک خصوصی شعبے نے ایک ٹیلی فون کال ٹریس کی ہے۔ جس میں باتیں عجیب مبہم سی ہیں جن کا بظاہر کوئی سر پیر نہیں ہے جس پر اسے چیک بھی کیا گیا کہ کہیں یہ کوڈ نہ ہو۔ جس فون نمبر پر یہ باتیں ہوئی ہیں حیرت انگیز بات یہ ہے کہ اس فون نمبر کا ایکسچینج سے علم ہی نہیں ہو سکا۔ ایکسچینج والے اس فون نمبر سے ہی لاعلم ہیں البتہ جس فون سے کال کی گئی تھی اسے ٹریس کر لیا گیا ہے، وہ پبلک فون بوتھ ہے۔ میں نے سوچا کہ ہو سکتا ہے یہ کال انہی پاکیشیائی ایجنٹوں کی ہو۔ اس

لئے میں نے اس کال کا ٹیپ اور فائل دونوں تمہارے محکمے کو بھجوا دی ہیں جو اب تک پہنچ گئی ہوں گی۔ اگر ان سے تمہیں فائدہ پہنچا تو یہ میرے لئے بھی خوشی کی بات ہو گی:۔۔۔۔ شالٹوف نے کہا۔

" اوہ ۔۔۔ ویری تھینک فل ٹو یو شالٹوف ۔۔۔ فکر نہ کرو۔ یہ ایجنٹ بلیو سٹار کے ہاتھوں سے نہ بچ سکیں گے:۔۔۔ مارکم نے کہا۔

" او۔ کے۔ وش یو گڈ لک:۔۔۔ دوسری طرف سے شالٹوف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کی طرف سے رابطہ ختم ہو گیا۔ مارکم نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبا دیا۔

" یس باس:۔۔۔ دوسری طرف سے وہی آواز سنائی دی جس نے پہلے اسے شالٹوف کی کال سے آگاہ کیا تھا۔

" سپیشل ایجنسی سے ایک فائل اور ٹیپ بھیجی گئی ہے۔ کیا وہ پہنچ گئی ہے:۔۔۔ مارکم نے کرخت لہجے میں کہا۔

" یس باس ۔۔۔ ابھی پہنچی ہے:۔۔۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

" یہ فائل اور ٹیپ ہے مع ٹیپ ریکارڈر میرے دفتر پہنچا دو فوراً ۔۔۔ مارکم نے تیز لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ راسکو اس دوران خاموش بیٹھا پائپ پینے میں مصروف ہو گیا تھا۔

چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا

اس نے ایک جدید قسم کا ٹیپ ریکارڈر، ایک ٹیپ اور ایک فائل باس کے سامنے رکھی اور پھر سلام کر کے واپس چلا گیا۔

"پہلے یہ ٹیپ سن لیں شاید کوئی کام کا کلیو مل جائے" باس نے کہا اور ٹیپ کو ریکارڈر میں فٹ کر کے اس کا بٹن دبا دیا۔

چند لمحوں بعد ایک آواز ابھری۔

"یس" ـــــ ایک سخت آواز ریکارڈر سے ابھری۔

"کیا یہ تھری فائیو تھری سیون ون تھری نمبر ہے" ـــــ ایک آواز سنائی دی۔

"ہاں مگر کون پوچھ رہا ہے" ـــــ پہلی آواز سنائی دی اور اس بار کرسی پر اطمینان سے بیٹھا ہوا راسکو چونک کر سیدھا ہو گیا۔ اس کی آنکھوں میں تیز چمک ابھر آئی۔

"مجھے یہ نمبر پرنس آف ڈھمپ نے دیا تھا" ـــــ دوسری آواز نے کہا۔

"اوہ ـــ اچھا اچھا کون صاحب ـــ پرنس صاحب تو یہاں موجود ہیں" ـــــ پہلی آواز نے تیز لہجے میں کہا۔

"میرا نام وہ جانتے ہی ہیں ـــ بس تم پرنس سے بات کرا دو" ـــــ دوسری آواز نے کہا۔

"کیا ہوا ـــ وہ مانی یا نہ مانی" ـــــ ایک اور آواز سنائی دی۔ بولنے والے کا لہجہ ایسے تھا جیسے وہ بات کرتے وقت مسکرا رہا ہو۔

"نا بھلا کبھی ہاں میں تبدیل ہوئی ہے، پرنس" ـــــ تیسری آواز نے جواب دیا اور پھر ان کے درمیان اسی قسم کی نہتائی بے معنی اور مبہم سی باتیں ہوتی رہیں اور پھر ٹیپ میں سے سائیں سائیں کی آوازیں نکلنے لگیں۔

"یہ کیا بکواس ٹیپ بھیجی ہے شاٹوف نے ـــ کہیں اس کا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا تشدد کی وجہ سے" ـــــ مارکم نے نہتائی بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کا لہجہ ایسا تھا جیسے اسے بیاوقت ضائع ہونے پر غصہ آ رہا ہو۔

"یہ بے حد اہم ٹیپ ہے باس ـــ اور باس شاٹوف تو اس نمبر کو ٹریس نہیں کر سکا لیکن میں نے اسے ٹریس کر لیا ہے اور یہ بات چیت بھی ان پاکیشیائی ایجنٹوں کے درمیان ہو رہی تھی" ـــــ راسکو نے کہا اور مارکم اس کی بات سن کر بری طرح چونک پڑا۔

"اچھا ـــ وہ کیسے" ـــــ باس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"باس جو پہلی آواز ٹیپ سے نکلی ہے میں اسے اچھی طرح پہچانتا ہوں، یہ رونالڈ کی آواز ہے جو اسلحے کا مشہور سمگلر ہے اس کے ساتھ ساتھ وہ دنیا کا بہترین شارپر بھی رہا ہے اور میں نے شارپنگ کا فن اسی سے سیکھا ہے۔ وہ میری حقیقت نہیں جانتا صرف اتنا جانتا ہے کہ میں کسی لارڈ کا بیٹا ہوں اور اپنے باپ کی جاگیر پر عیش کرتا پھرتا ہوں اور ویسے یہ حقیقت

بھی ہے. بہرحال مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ رونالڈ پاکیشیا میں
کافی عرصہ رہا ہے. اس کا بھائی وہاں رہتا تھا اور وہ چونکہ
وقت بیکار تھا اس لئے اپنے بھائی کے پاس جا کر رہنے
پھر اس کا بھائی وہاں کسی حادثے میں ہلاک ہو گیا اور وہ اپنے
بھائی کے تمام اثاثے فروخت کر کے واپس آ گیا اور پھر یہ
اس نے ایک بار بنا لی. اس کا کاروبار چمک گیا تو اس نے
اسلحے کی اسمگلنگ شروع کر دی لیکن چونکہ یہ ہماری لائن کا
نہیں ہے اس لئے میں نے اس پر کبھی توجہ نہ دی تھی. اس
یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ باتیں کرنے والے لازماً پاکیشیائی ایجنٹ
تھے. یہ رونالڈ پاکیشیا میں رہنے کی وجہ سے ان کا واقف ہو گا
انہوں نے اس کے پاس پناہ لی ہو گی. میں اسے فوراً ڈھونڈ لوں
گا اور پھر ان پاکیشیائی ایجنٹوں کو ٹریس کرنا مشکل نہ رہے گا
اور ایک بار یہ ٹریس ہو گئے تو پھر راسکو اور اس کے گروپ
کے پنجے سے ان کے جسم تو کم از کم نہیں نکل سکیں گے روحیں
نکل جائیں تو میں انہیں روک نہیں سکتا"۔۔۔۔ راسکو نے بڑے
ٹھہرے ہوئے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا.

"اوہ ویری گڈ راسکو ۔۔۔ ویری گڈ ۔۔۔ پھر تو یہ واقعی انتہائی
اہم ترین کلیو ہے ۔۔۔ اب مجھے یقین ہے کہ تم ان کا خاتمہ کر کے
بلیو سٹار کے شاندار ریکارڈ میں ایک اور اہم کارنامے کا اضافہ
کر دو گے"۔۔۔۔ مارکم نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں
کہا.

"آپ بے فکر رہیں باس ۔۔۔ سب اوکے ہو جائے گا.
ب مجھے اجازت تاکہ میں اپنا مشن شروع کر سکوں"۔۔۔۔
سکو نے مسکراتے ہوئے کہا.

"ہاں یہ شاٹوف والی فائل اور یہ فائل بھی لے جاؤ. خود
ی پڑھ لینا"۔۔۔۔ باس نے کہا.

"اب ان کی ضرورت نہیں رہی باس ۔۔۔ رونالڈ والا کلیو مل
انے کے بعد اب میرا مشن بالکل ہی آسان ہو گیا ہے"۔۔۔۔
اسکو نے کہا اور باس کے سر ہلانے پر وہ کرسی سے اٹھا اور بیرونی
دروازے کی طرف بڑھ گیا.

ایک بڑے کمرے میں عمران، نعمانی، صدیقی، چوہان، [illegible] آفندی کے ساتھ رونالڈ بھی موجود تھا۔ وہ سب ابھی تھوڑی دیر پہلے چیمبرلین ٹاؤن والی اس کوٹھی میں اکٹھے ہوئے تھے سب سے پہلے انہوں نے کھانا کھایا اور کھانا کھانے کے بعد اب یہاں اکٹھے ہوئے تھے۔

"پہلے تو یہ بتاؤ رونالڈ کہ یہاں شارٹن نام کی کوئی روڈ ہے" عمران نے بیٹھتے ہی رونالڈ سے پوچھا۔

"شارٹن روڈ ___ نہیں ایسی تو کوئی روڈ ولنگٹن یا اس کے گرد و نواح میں نہیں ہے" ___ رونالڈ نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اچھا ___ روڈ نہ ہو کوئی ادارہ ہو ___ کوئی فیکٹری ہو یا [illegible] قسم کی کوئی چیز ہو" ___ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

"ادارہ ___ فیکٹری ___ ٹھہرو مجھے سوچنے دو" ___ رونالڈ نے کہا اور اس نے آنکھیں بند کر لیں اور اس کی پیشانی پر شکنیں ابھر آئیں۔

"شارٹن ___ نہیں شارٹن نام کی کوئی ___ فیکٹری میرے علم میں تو نہیں البتہ شارٹن کے نام سے ایک ادارہ ہے جو زرعی ادویات سپلائی کرتا ہے۔ خاصا مشہور ادارہ ہے شارٹن ایگری پروڈکٹس۔ اس کا مین دفتر تو جیری اسکوائر میں ہے۔ البتہ اس کے گودام سارے ایریا میں پھیلے ہوئے ہیں" ___ رونالڈ نے جواب دیا اور عمران چونک پڑا۔

"اس کا مالک کون ہے" ___ عمران نے پوچھا۔

"اس کا مینجنگ ڈائریکٹر کوئی سر ہنری نامی لارڈ ہے۔ [illegible] ممبر ہے۔ وہی سارا کاروبار سنبھالے ہوئے ہے۔ ہو سکتا ہے اکیلا مالک ہو یا پھر حصہ دار ہو۔ زیادہ تفصیل تو میں نہیں جانتا" ___ رونالڈ نے کہا۔

"اچھا ٹھیک ہے ___ شکریہ۔ اب تو میرا خیال ہے ہمیں آرام کر لینا چاہیئے" ___ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوکے ___ آپ لوگ واقعی تھکے ہوئے ہوں گے۔ میں اب چلتا ہوں۔ میرا آدمی سٹیفر یہاں موجود ہے۔ آپ صرف اسے حکم دے دیں۔ وہ ہر چیز مہیا کرنے کا پابند ہے" ___ رونالڈ نے اٹھتے ہوئے کہا اور عمران نے سر ہلا دیا۔ رونالڈ تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر چلا گیا۔

”ہاں جناب آفندی صاحب ـــــ آپ بھی اب باقاعدہ سیکرٹ ایجنٹ بن گئے ہیں“ ـــــ رونالڈ کے جاتے ہی عمران نے مسکراتے ہوئے آفندی سے مخاطب ہو کر کہا جو خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

”میں نے کیا سیکرٹ ایجنٹ بننا ہے ـــــ بس یوں سمجھے کہ شاید قدرت کو میری زندگی منظور تھی کہ اب تک سانس لے پھر رہا ہوں“ ـــــ آفندی نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

”آفندی بھائی نے واقعی بے پناہ ہمت، حوصلے اور جذبے سے کام لیا ہے ورنہ اس بار وہ کرنل جانسن ہمیں لے ڈوبا تھا“ ـــــ صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اسی نے بارکش کالونی کی کوٹھی سے نکل کر جانے سے لے کر اب تک کی پوری تفصیلات سنا دیں اور عمران کی نظروں میں بھی آفندی کے لئے تحسین کے آثار ابھر آئے۔

”اچھا اب ہمیں تو بتاؤ گے کہ وہ میکالے والا راز کہاں ہے یا ہم سے بھی ہاتھ جڑوانے کا ارادہ ہے۔ ظاہر ہے اتنے تو کر نہیں سکتے اس لئے ہاتھ ہی جوڑ سکتے ہیں“ ـــــ عمران نے کہا اور آفندی بے اختیار ہنس پڑا۔

”آپ جیسے لوگوں کو بتانے کے لئے تو میں نے اس قدر بے پناہ تشدد کا مقابلہ کیا ہے اور میں آپ سب کا بے حد احسان مند بھی ہوں کہ میری وجہ سے آپ نہ صرف پاکیشیا سے آئے بلکہ آپ نے اپنی زندگیاں بھی داؤ پر لگا دیں“ ـــــ آفندی نے انتہائی تشکرانہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”ہماری زندگیوں کو چھوڑو وہ تو ہماری ہیں ہی نہیں وہ تو ملک و قوم کی ہیں۔ تم مجھے اصل بات بتاؤ ہمارے پاس وقت بہت کم ہے اور جس طرح اب تک کام ہوا ہے مجھے یقین ہے کہ ایکریمیا کی کوئی نہ کوئی ایجنسی باقاعدہ مقابلے کے لئے میدان میں کود چکی ہو گی“ ـــــ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”میں نے اس فلم کو واقعی اپنے گھر میں چھپایا ہوا ہے۔ میرے گھر کے تیسرے کمرے میں ایک تخت پوش پڑا ہوا ہے جس پر میں نماز پڑھتا تھا اس تخت پوش کے پچھلے پائے اور تخت پوش کے اوپر والے حصے کے درمیان ایک رخنہ موجود ہے۔ میں نے فلم اس رخنے میں ڈال دی تھی اور مجھے یقین ہے کہ اگر وہ تخت پوش وہاں موجود ہے تو وہ فلم بھی وہاں موجود ہو گی“ ـــــ آفندی نے جواب دیا۔

”اب وہ گھر کہاں ہے ـــــ یہ بھی بتا دو“ ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”پاکیشیائی سفارت خانے سے دائیں ہاتھ پر ایک سڑک جاتی ہے اس سڑک پر ہانگ اسکوائر نامی ایک کالونی ہے۔ اس کالونی میں گھر ہے تینتیس نمبر بلاک ایکس“ ـــــ آفندی نے جواب دیا۔

”اوکے نعمانی اور صدیقی اب تم نے میک اپ میں وہاں جاؤ گے اور وہاں سے یہ فلم لے آؤ گے۔ میں اس دوران اس

شارٹن انٹرپرائزز کے مینجنگ ڈائریکٹر سر ہنری سے انٹرویو
کرلوں اور چوہان تم یہیں آفندی کے ساتھ رہو گے۔ فلم حاصل
ہوجانے کے بعد ہم سب سے پہلے آفندی کو پاکیشیا بھجوانے کا
بندوبست کریں گے"۔۔۔۔ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے
کہا۔

"میں ساتھ جاؤں ۔۔۔ نعمانی اور صدیقی کے"۔۔۔۔ نعمانی
نے پوچھا۔

"نہیں ۔۔۔ ہوسکتا ہے وہاں کوئی نگرانی ہو رہی ہو۔ تم یہیں
رہو گے"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا اس کمرے
سے باہر نکل آیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ نئے میک اپ اور لباس
میں اس کوٹھی سے کار میں باہر نکلا اور اس طرف کو مڑ گیا جدھر
چیرنگ اسکوائر تھا۔ اس نے چہرے پر ٹیکساس کے ایک مشہور
کا میک اپ کیا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر بعد کار چیرنگ اسکوائر کی
منزلہ عمارت کے کمپاؤنڈ گیٹ میں داخل ہوگئی۔ ایک سائیڈ پر
پارکنگ کے لئے جگہ مخصوص تھی اور وہاں لمبی لمبی اور رنگ برنگی
کی ہر ماڈل اور ہر ملک کی کاروں کی اس قدر کثرت تھی کہ جیسے
وہاں کاروں کا میلہ لگا ہوا ہو۔ عمران نے کار ایک خالی جگہ پر
روکی اور پھر اسے لاک کر کے وہ تیز تیز قدم اٹھاتا عمارت کے
مین گیٹ میں داخل ہوگیا۔ گراؤنڈ فلور پر تو بڑی بڑی سپر سٹورز
تھیں اور دفاتر اوپر والی منزلوں میں تھے۔ ایک سائیڈ پر بورڈ
لگا ہوا تھا جس پر ہر کمپنی کے دفتر کا نام اور فلور نمبر موجود

تھے۔ شارٹن انٹرپرائزز کا دفتر تیسری منزل پر تھا اور پوری
تیسری منزل ہی ان کی تحویل میں تھی کیونکہ اس منزل پر اور کسی
کمپنی کا دفتر موجود نہ تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ کمپنی کا کاروبار
بےحد وسیع ہے۔ عمران سائیڈ پر موجود لفٹ کی طرف بڑھا اور
تیسری منزل پر پہنچتے ہی اس نے ایک طرف دروازے پر مینجنگ
ڈائریکٹر سر ہنری کی خوبصورت نیم پلیٹ بھی لگی ہوئی دیکھ لی۔
دروازے کے باہر ایک باوردی چپڑاسی موجود تھا۔ عمران بڑے
پروقار انداز میں چلتا ہوا اس دروازے کی طرف بڑھا تو چپڑاسی
نے نہ صرف اسے بڑے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا بلکہ دروازہ بھی
کھول دیا اور عمران سر کے اشارے سے سلام کا جواب دیتے
ہوئے اندر داخل ہوگیا۔ یہ ایک ہال نما کمرہ تھا جس میں جدید اور
قیمتی صوفے اور کرسیاں موجود تھیں۔ ایک طرف ایک کاؤنٹر سا
بنا ہوا تھا جس پر چار لڑکیاں سامنے رکھے ہوئے ٹیلیفونوں میں
مصروف تھیں۔ ایک سائیڈ پر دو ادھیڑ عمر آدمی بیٹھے ہوئے
تھے۔ کاؤنٹر سے آگے ایک اور دروازہ تھا۔ جس پر صرف سر ہنری
کی نیم پلیٹ تھی۔

عمران اندر داخل ہوتے ہی سیدھا کاؤنٹر کی طرف بڑھ
گیا۔

"یس سر فرمائیے"۔۔۔۔ ایک لڑکی نے چونک کر عمران
کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"لارڈ ہنری سے کہو کہ ٹیکساس سے لارڈ آرتھر ان سے

ملاقات کے لئے آئے ہیں۔ ہم تفریحی دورے پر آئے تھے۔ ہم نے سوچا کہ لارڈ ہنری سے ہی ملتے جائیں "۔۔۔۔ عمران نے انتہائی باوقار لہجے میں کہا۔

" اوہ سر ۔۔ اس کا مطلب ہے کہ آپ کا وقت مخصوص نہیں ہے ۔۔ مگر سر۔۔۔۔۔ "۔۔۔۔ لڑکی نے قدرے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

" یہ لارڈ ہنری کی خوش قسمتی ہے مادام کہ ہم خود چل کر یہاں آ گئے ہیں ورنہ ہمارا فون ملنے پر لارڈ ہنری سر کے بل چلتا ہوا کنگ ہوٹل میں پہنچ جاتا "۔۔۔۔ عمران نے انتہائی نخوت بھرے لہجے میں کہا۔

" اوہ سر ۔۔ یس سر "۔۔۔۔ لڑکی عمران کے منہ سے ساتھ ساتھ کنگ ہوٹل کا سن کر بے حد مرعوب ہوگئی تھی کیونکہ یہ ہوٹل بڑے بڑے نامور لارڈز اور ارب پتی افراد کی رہائش کے طور پر مشہور تھا۔ اس نے جلدی سے ایک سائیڈ پر رکھے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور ایک نمبر پریس کر دیا۔

" یس "۔۔۔۔ دوسری طرف سے ایک بھاری اور بارعب آواز سنائی دی۔

" سر لارڈ آرتھر آف ٹیکساس یہاں تشریف لائے ہیں۔ آپ سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں "۔۔۔۔ لڑکی نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" لارڈ آرتھر آف ٹیکساس اور یہاں میرے دفتر میں۔ اوہ مائی گاڈ۔ میں خود آ رہا ہوں انہیں لینے "۔۔۔۔ دوسری طرف سے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ لڑکی رسیور رکھنے کے ساتھ ساتھ انتہائی مرعوبانہ انداز میں عمران کو دیکھنے لگی۔ وہ تصور بھی نہ کر سکتی تھی کہ کوئی شخص اس دنیا میں ایسا بھی ہو سکتا ہے جس کے استقبال کے لئے لارڈ ہنری جیسا نک چڑھا اس طرح دوڑتا ہوا آئے گا۔ حالانکہ وہ بڑوں بڑوں کو گھاس نہ ڈالتا تھا۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور عمران یہ دیکھ کر واقعی حیران رہ گیا کہ ایک نوجوان جس کی کنپٹی کے کچھ بال سفید تھے تیزی سے باہر نکلا۔ اس کے باہر آتے ہی ساری لڑکیاں اور وہاں پہلے سے بیٹھے ہوئے افراد ایک جھٹکے سے کھڑے ہو گئے۔ عمران کا خیال تھا کہ لارڈ ہنری کوئی بوڑھا آدمی ہوگا لیکن یہ تو نوجوان تھا۔

" اوہ انکل آرتھر ۔۔ آپ اور یہاں۔ یہ تو میری انتہائی خوش قسمتی ہے۔ میں آپ کا بے حد مشکور ہوں۔ آئیے تشریف لائیے "۔۔۔۔ نوجوان نے بوکھلائے ہوئے انداز میں آگے بڑھ کر مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

" بس ہمارا دل چاہا کہ تم سے ملاقات ہو جائے۔ تمہارے والد سے تو ہماری پرانی رسم و راہ تھی "۔۔۔۔ عمران نے اس کی عمر اور اپنے میک اپ کئے ہوئے حلیئے کی عمر کے درمیان فرق اور لفظ انکل کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے کہا۔

" میں جانتا ہوں انکل ۔۔ بڑا دل چاہتا تھا آپ سے

ملاقات کے لیے لیکن بزنس کی مصروفیات کی وجہ سے وقت نہ نکال سکا۔ ڈیڈی بتاتے تھے کہ آپ کو ہسپانوی وائن بے حد پسند ہے میں وہ منگواتا ہوں "۔۔۔ نوجوان نے بڑے بااخلاق لہجے میں کہا۔ وہ اس وقت اندرونی کمرے میں پہنچ چکے تھے

"ارے رہنے دو فرزند ۔۔ میرے ڈاکٹروں نے مجھے ہر قسم کی شراب پینے سے منع کر دیا ہے۔ سچ پوچھو تو بڑھاپے میں صرف سانس چلتا رہتا ہے۔ زندگی جسے کہتے ہیں وہ موجود نہیں ہے۔ سناؤ بزنس کیسا جا رہا ہے "۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے انکل بہت اچھا جا رہا ہے۔ آپ کچھ تو پیئیں" ہنری نے کہا۔

"سادہ پانی منگوالو "۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور ہنری نے انٹر کام کا رسیور اٹھا کر سادہ پانی لانے کا کہہ دیا۔

"پچھلے دنوں مجھے ایک ایسی اطلاع ملی تھی جس نے مجھے پریشان کر دیا تھا"۔۔۔ عمران نے اپنے اصل مقصد پر آتے ہوئے کہا۔

"اوہ کیسی اطلاع ۔ انکل میں سمجھا نہیں "۔۔۔ ہنری نے چونک کر کہا۔

"مجھے بتایا گیا تھا کہ تمہارے بزنس کی آڑ میں حکومت ایکریمیا نے کوئی سائنس لیبارٹری بنائی ہوئی ہے۔ یہ تو بڑا

خطرناک کھیل ہو سکتا ہے "۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ارے یہ تو ٹاپ سیکرٹ ہے ۔۔ آپ کو کیسے پتہ چل گیا حیرت ہے "۔۔۔ ہنری کی آنکھوں اور چہروں پر بے پناہ حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"مجھ سے ایکریمیا کا کونسا راز چھپا رہ سکتا ہے لیکن یہ ہے خطرناک کھیل، کسی بھی وقت اس لیبارٹری پر روسیاہی ایجنٹس حملہ کر سکتے ہیں۔ اس طرح تم بھی ان کا نشانہ بن سکتے ہو "۔۔۔ عمران کے لہجے میں تشویش تھی۔

"ارے نہیں انکل ۔۔ آپ فکر نہ کریں۔ میں ان کا نشانہ نہیں بن سکتا۔ بلکہ مجھے تو فائدہ ہی فائدہ ہے۔ اس لیبارٹری کے اوپر میری زرعی ادویات کا مین گودام ہے۔ اتنا بڑا گودام کہ جس سے میں پورے ایکریمیا کو مال سپلائی کرتا ہوں اور آپ یہ سن کر حیران ہوں گے کہ ان ساری ادویات کی قیمت حکومت ادا کرتی ہے۔ وہاں اس کے آدمی تعینات ہیں۔ صرف نام میری کمپنی کا ہے۔ میری تو صرف چٹ جاتی ہے اور مال سپلائی ہو جاتا ہے۔ ایک لحاظ سے میرا اس گودام سے سرے سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے اور مجھے ادویات مفت مل جاتی ہیں۔ اس طرح میری کمپنی کو کروڑوں ڈالر مفت مل رہے ہیں "۔۔۔ ہنری نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ارے واہ ۔ پھر تو تم واقعی بے حد لکی بزنس مین ہو۔

ویری گڈ ۔۔۔ اس کا مطلب ہے بالکل ہی مفت کاروبار ہو رہا ہے۔

"لیکن یہ گودام ہوگا تو شہر سے دور کیونکہ لیبارٹریاں ایسی ہی جگہوں پر ہوتی ہیں۔ اس لئے تمہیں بار برداری کا خرچہ کافی پڑ جاتا ہوگا" ۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے ایک لڑکی ٹرے میں ایک خوبصورت گلاس اور ساتھ ہی منرل واٹر کی ایک بوتل رکھے اندر داخل ہوئی اور اس نے بڑے ادب سے ٹرے میز پر رکھ دی اور خود واپس چلی گئی۔

"ہاں ۔۔۔ لیکن بار برداری بھی مجھ پر نہیں پڑتی۔ وہ بھی حکومت کا خرچہ ہے کیونکہ میرا کوئی آدمی تو وہاں داخل ہی نہیں ہو سکتا۔ چیف منیجر کے دفتر سے حاصل کی جاتی ہے اور کام ہوتا رہتا ہے" ۔۔۔ ہنری نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے بوتل میں سے پانی گلاس میں ڈالا اور پھر بڑے ادب سے یہ گلاس اٹھا کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"شکریہ ۔۔۔ ویسے مجھے یہ سن کر بے حد حیرت ہوئی ہے کیونکہ ایکریمین حکام عام طور پر تو اتنی فیاضی نہیں کرتے" ۔۔۔ عمران نے پانی کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا اور ہنری کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"آپ کی بات درست ہے ۔۔۔ یہ تمام اخراجات ایکریمیا نہیں کر رہا بلکہ اسرائیل کر رہا ہے۔ اس لیبارٹری سے ان کا مفاد وابستہ ہے" ۔۔۔ ہنری نے کہا اور عمران بھی ہنس پڑا۔

"ارے واہ ۔۔۔ پھر تو تم نے واقعی میدان مارا ہے۔ یہودیوں سے کچھ نکلوا لینا کارے دارد ہے جبکہ تم نے ان سے پورا بزنس ہتھیا لیا ہے۔ ویری گڈ ۔۔۔ تمہاری صلاحیتیں واقعی قابل داد ہیں" ۔۔۔ عمران نے پانی کا آخری گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

"بس انکل اتفاق ہی ہے کہ وہ جگہ انہیں پسند آ گئی۔ میں نے دراصل اپنے زرعی ادویات کے پراجیکٹ کے لئے یہ وسیع و عریض لیبارٹری اپنی جاگیر کے مشرقی جنگل کو کٹوا کر بنوائی تھی۔ میرا خیال تھا کہ میں زرعی ادویات پر ریسرچ کے لئے بین الاقوامی لیبارٹری قائم کر دوں لیکن پھر انہوں نے یہ لے لی" ۔۔۔ ہنری نے جواب دیا۔

"اوہ پھر تو تمہاری رہائش گاہ قریب ہی ہوگی۔ تم تو ڈسٹرب ہوتے ہو گے" ۔۔۔ عمران نے سادہ سے لہجے میں کہا۔

"ارے نہیں انکل ۔۔۔ میں نے مغربی جنگل نہیں کہا مشرقی جنگل کہا ہے۔ جاگیر کے آخری کونے میں جارج فیلڈ کے علاقے کی بات کر رہا ہوں۔ وہ تو میری رہائش گاہ سے بہت دور ہے آپ آئیں میری طرف سے آپ کو دعوت ہے" ۔۔۔ ہنری نے کہا۔

"اچھا دوبارہ ٹیکساس سے یہاں آیا تو ضرور آؤں گا۔ فی الحال تو آج ہی میں واپس جا رہا ہوں۔ بس تم سے ملنے کو جی چاہا چلا آیا۔ اب اجازت دو" ۔۔۔ عمران نے کہا اور اٹھ

کھڑا ہوا۔

"مجھے معلوم ہے انکل کہ آپ جو فیصلہ کرلیں اس سے کسی صورت بھی نہیں ہٹتے ورنہ میں ضرور اصرار کرتا"۔۔۔ ہنری نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران ہنس پڑا۔ اس کے بعد ہنری اسے باہر دروازے تک آکر چھوڑ گیا اور عمران لفٹ سے ہوتا ہوا نیچے آیا اور چند لمحوں بعد اس کی کار خاصی تیز رفتاری سے واپس کوٹھی کی طرف بڑھی جارہی تھی۔ اس کی آنکھوں میں گہرا اطمینان تھا کیونکہ لیبارٹری کا محل وقوع وہ معلوم کرچکا تھا۔ ٹیکساس کے مشہور لارڈ کے بارے میں وہ پہلے سے اچھی طرح جانتا تھا کہ اس کے ایکریمیا کے تمام بڑے لارڈز سے گہرے تعلقات ہیں۔ اس لئے رونالڈ سے اس نے جب سنا کہ شارٹن انٹر پرائزز کا مینجنگ ڈائریکٹر کوئی لارڈ ہنری ہے تو اس نے لارڈ آرتھر کا میک اپ کرلیا۔ لارڈ آرتھر سے وہ کئی بار مل چکا تھا وہ ایک مشہور علمی و ادبی شخصیت تھے اس لئے وہ ان کا روپ نبھا بھی گیا تھا۔ اب یہ اور بات ہے کہ ہنری کا باپ لارڈ آرتھر کا گہرا دوست نکلا۔ اس طرح بات بن گئی۔

عمران کار دوڑاتا ہوا کالونی میں داخل ہوا اور پھر اس نے پھاٹک پر پہنچ کر ہارن دیا تو کوٹھی کا بڑا گیٹ خود بخود کھلتا چلا گیا۔ عمران کار اندر پورچ میں لے گیا لیکن کوٹھی کی پوزیشن دیکھ کر اسے ایسے احساس ہونے لگا جیسے یہاں کوئی گڑبڑ ہوچکی ہو لیکن پھر اس نے یہ سوچ کر کندھے جھٹکے کہ سب

کے اپنے اپنے کاموں پر چلے جانے کے بعد یقیناً چوہان اور آفندی آرام کر رہے ہوں گے۔ اس لئے خالی کوٹھی کی وجہ سے اسے احساس ہوا ہے۔ وہ کار کا دروازہ کھول کر نیچے اترا اور پھر دروازہ بند کرکے وہ برآمدے کی سیڑھیاں چڑھتا ہوا راہداری کی طرف بڑھنے ہی لگا تھا کہ یکلخت سائیں کی آواز سنائی دی اور اس سے پہلے کہ عمران سنبھلتا اس کی ناک پر ایک دھماکہ سا ہوا اور دوسرے لمحے عمران کا ذہن اتنی تیزی سے تاریک ہوگیا کہ شاید کیمرے کا شٹر بھی اتنی تیزی سے بند نہ ہوتا ہو۔

راسکو نے نیلے رنگ کی سپورٹس کار ایک رہائشی پلازہ کے کمپاؤنڈ گیٹ میں موڑی اور پھر اسے ایک طرف پارکنگ میں روک کر نیچے اترا۔ اس کے جسم پر بادامی رنگ کا قیمتی سوٹ تھا۔۔ تیز تیز قدم اٹھاتا ایک لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔ یہ بلڈنگ دس منزلہ تھی اور پوری کی پوری بلڈنگ رہائشی فلیٹس پر مبنی تھی۔ اس لئے یہاں لفٹوں میں عورتوں اور مردوں کی خاصی کثیر تعداد آجا رہی تھی۔ راسکو ایک لفٹ میں داخل ہوا اور جب لفٹ چوتھی منزل پر پہنچی تو وہ بھی کئی افراد کے ساتھ لفٹ سے باہر نکلا اور راہداری میں تیز تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھتا گیا۔ ایک دروازے کے سامنے جا کر وہ رک گیا۔ دروازے پر مائیک کارسٹن کے نام کی پلیٹ لگی ہوئی تھی اور راسکو کے چونکہ رونالڈ سے گہرے تعلقات تھے اس لئے اسے معلوم تھا کہ کارسٹن رونالڈ کا دست راست ہے

اور رونالڈ کی کوئی سرگرمی اس سے چھپی نہیں رہتی۔ اس نے فون پر معلوم کر لیا تھا کہ کارسٹن کلب سے اپنی رہائش گاہ پر گیا ہوا ہے کیونکہ دو گھنٹوں بعد اس کے کچھ دوست ہونولولو سے آنے والے ہیں اور وہ اپنی رہائش سے لباس بدل کر انہیں ایئرپورٹ لینے جائے گا۔ راسکو کارسٹن سے بھی اچھی طرح واقف تھا۔ کارسٹن بھی اسے رونالڈ کے دوست کی حیثیت سے بخوبی پہچانتا تھا۔ راسکو نے ہاتھ اٹھا کر دروازے پر دستک دی۔

"کون ہے۔۔۔" دوسری طرف سے کارسٹن کی [illegible] بھری آواز سنائی دی۔

"راسکو ہوں۔۔۔ دروازہ کھولو کارسٹن" [illegible] مخصوص لہجے میں کہا اور چند لمحوں بعد دروازہ کھل گیا۔ کارسٹن [illegible] شاید باتھ روم جا رہا تھا کیونکہ اس کے کاندھے پر تولیہ موجود تھا۔

"مسٹر راسکو۔۔۔ آپ اور یہاں۔۔۔ خیریت" [illegible] کارسٹن نے حیرت بھرے انداز میں کہا۔

"ہاں خیریت ہے۔۔۔" راسکو نے اندر داخل ہو کر دروازہ بند کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے تم سے چند باتیں پوچھنی ہیں۔ رونالڈ سے ملنے پاکیشیائی لوگ آئے ہیں۔ وہ پاکیشیائی لوگ اس وقت کہاں ہیں"۔۔۔ راسکو نے دروازہ بند کرتے ہی انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"پاکیشیائی لوگ۔۔۔ میں تو نہیں جانتا"۔۔۔ کارسٹن نے

حیرت بھرے لہجے میں کہا لیکن راسکو سے اس کی آنکھوں میں ابھر
آنے والی چمک چھپی نہ رہ سکی تھی اور دوسرے لمحے اس کا بازو
پوری قوت سے گھوما اور کارسٹن بری طرح چیختا ہوا اچھل کر
صوفے پر گرا اور پھر صوفے سمیت الٹ کر پیچھے جا گرا۔ پھر اس سے پہلے
کہ وہ اٹھتا راسکو نے اسے گردن سے پکڑ کر اوپر اٹھایا اور
جھٹکے سے اسے ایک طرف رکھے بیڈ پر پھینک دیا۔ کارسٹن کے
حلق سے ایک اور چیخ نکلی۔ راسکو جانتا تھا کہ کارسٹن صرف ایک
حد تک کام کرنے والا آدمی ہے۔ اس کا لڑنے بھڑنے والے
آدمی کی فیلڈ سمگلنگ سے کوئی تعلق نہیں ہے اس لیے وہ اس
کے لیے کسی قسم کا کوئی خطرہ نہ بن سکے گا اور وہی ہوا بیڈ پر گرتے
ہی راسکو نے جیسے ہی اس کے جسم پر اپنا ایک ہاتھ رکھا اور دوسرے
ہاتھ میں موجود سائلنسر لگے ریوالور کی نال اس نے کارسٹن کی کنپٹی
سے لگا دی۔ ایک ہاتھ سے تھپڑ مارتے ہی دوسرے ہاتھ سے
ریوالور نکال چکا تھا۔ کارسٹن کا پورا جسم خوف سے کانپنے لگا۔

"بولو کہاں ہیں وہ پاکیشیائی ــــ ورنہ۔۔۔۔۔۔" ـــــ راسکو
کا لہجہ اس قدر سرد تھا کہ کارسٹن نے بے اختیار چیمبرلین
ٹاؤن والا پتہ بتا دیا۔ اس کے منہ اور ناک سے خون نکل رہا تھا
اور چہرہ خوف اور دہشت سے زرد پڑ چکا تھا۔ اس کا پورا جسم بری
طرح کانپ رہا تھا۔

"کتنے آدمی ہیں" ـــــ راسکو نے اسی طرح غراتے
ہوئے کہا۔

"جب ـــ دو گئے تھے باس کے ساتھ ـــ مگر بعد میں
وہاں موجود چوکیدار شیفر نے بتایا تھا کہ تین اور آ گئے تھے پھر
باس وہاں کچھ دیر رہا۔ اس کے بعد وہ واپس آ گیا۔ اس کے
کہنے پر ابھی میں یہاں آیا ہوں" ـــــ کارسٹن نے جلدی جلدی
تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور اس کا فقرہ ختم ہوتے ہی راسکو نے
ٹریگر دبا دیا۔ چٹ کی آواز کے ساتھ ہی کارسٹن کی کھوپڑی سینکڑوں
ٹکڑوں میں تبدیل ہو گئی اور کارسٹن کا جسم ایک بار بری طرح کانپ
کر ساکت ہو گیا۔ راسکو نے ریوالور جیب میں ڈالا اور تیزی سے
ایک کونے میں پڑے ہوئے ٹیلی فون کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے
رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس" ـــــ دوسری طرف سے ایک بھاری آواز
سنائی دی۔

"پلیٹر ـــ میں راسکو بول رہا ہوں" ـــــ راسکو نے تیز
لہجے میں کہا۔

"یس باس" ـــــ دوسری طرف سے پلیٹر نے چونک
کر مودبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"پورے گروپ کو لے کر چیمبرلین ٹاؤن کی کوٹھی نمبر چالیس
پر پہنچ جاؤ۔ اس کے اندر پاکیشیا سیکرٹ سروس کے پانچ انتہائی
خطرناک ایجنٹ موجود ہیں۔ تم نے باہر سے اندر پہلے اسکیم زیرو
تھری فائر کرنا ہے اور پھر اندر جانا ہے۔ جتنے بھی افراد اندر
موجود ہوں ان کے ہاتھوں اور پیروں میں ہتھکڑیاں ڈال دینا"

میں خود وہاں پہنچ رہا ہوں لیکن میرے پہنچنے سے پہلے یہ کام مکمل ہو جانا چاہیے "۔۔۔۔ راسکو نے تیز تیز لہجے میں اُسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

" یس باس "۔۔۔۔ پیٹر نے جواب دیا۔

" انتہائی احتیاط سے کام کرنا وہ لوگ خطرناک ہیں "

راسکو نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اسے معلوم تھا کہ جس جگہ وہ موجود ہے وہاں سے چیمبرلین ٹاؤن کافی فاصلے پر ہے اور دن کے رش ہونے کی وجہ سے اسے وہاں تک پہنچنے میں کافی وقت لگ جائے گا جبکہ اس کا ہیڈ کوارٹر چیمبرلین ٹاؤن سے نزدیک تھا اس لئے پیٹر اپنے ساتھیوں سمیت پہلے پہنچ جائے گا۔ رسیور رکھ کر وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا اور دروازہ کھول کر وہ باہر نکلا اور تھوڑی دیر بعد اس کی نیلے رنگ کی کار انتہائی تیز رفتاری سے چیمبرلین ٹاؤن کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ اس کے چہرے پر مکمل اطمینان تھا کیونکہ اسے اپنے ساتھیوں کی کارکردگی پر مکمل بھروسہ تھا۔ وہ جانتا تھا کہ پیٹر اپنا کام بالکل درست انداز میں مکمل کرے گا اور جب وہ کوٹھی پر پہنچے گا تو پاکیشیائی ایجنٹ وہاں ہتھکڑیوں میں جکڑے بے ہوش پڑے ہوں گے۔ اس طرح سارا کیس ایک ہی وار میں ختم ہو جائے گا۔

چیمبرلین ٹاؤن کے پہلے چوک میں اس نے کار موڑی ہی تھی کہ دائیں طرف سے اسے ایک نوجوان نے ہاتھ دے کر روکا اور راسکو نے چونک کر کار ایک طرف کی اور پھر اسے روک لیا۔

اس کے ہونٹ بے اختیار بھنچ گئے تھے اور آنکھوں میں حیرت تھی کیونکہ ہاتھ دینے والا پیٹر تھا اور پیٹر کی یہاں موجودگی اور پھر اسے اس طرح روکنے کا مطلب تھا کہ کام میں کچھ گڑبڑ ہے۔ پیٹر تیزی سے آگے بڑھا اور پھر سائیڈ سیٹ کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گیا۔

" باس میں یہاں اس لئے آیا تھا کہ پہلے چوک پر ہی آپ سے ہدایات لے سکوں۔ ہم نے کوٹھی میں اسکیم زیرو تھری فائر کی لیکن جب ہم کوٹھی میں داخل ہوئے تو وہاں صرف تین افراد بے ہوش پڑے تھے۔ ایک مقامی تھا اور دو پاکیشیائی جبکہ آپ نے پانچ کہے تھے۔ اس کا مطلب ہے کہ باقی لوگ کوٹھی سے باہر ہیں اور کسی بھی وقت واپس آ سکتے ہیں۔ اب مزید کیا احکامات ہیں۔ ہم باہر رہ کر ان کا استقبال کریں یا اندر رہ کر "۔۔۔۔ پیٹر نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

" اوہ ٹھیک ہے ۔۔۔۔ میں خود جا کر اندر پوزیشن دیکھتا ہوں۔ باقی ساتھی کہاں ہیں "۔۔۔۔ راسکو نے پوچھا۔

" ایک اندر ہے باقیوں کو فی الحال باہر ہی رکھا ہوا ہے "۔۔۔۔ پیٹر نے کہا اور راسکو نے سر ہلاتے ہوئے کار آگے بڑھا دی۔ پھر اس نے چالیس نمبر کوٹھی سے کچھ دور ایک گلی میں کار روکی اور پیٹر سمیت نیچے آ گیا۔

" عقبی طرف سے چلیں ۔۔۔۔ وہاں ایک دروازہ ہے "۔۔۔۔ پیٹر نے کہا اور تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ کوٹھی

کے اندر تھے

"او کے ایسا کرو اس اوٹ کے پیچھے تم اور جانسن دونوں کھڑے ہو جاؤ۔ یہ بہترین جگہ ہے۔ مارکونی پھاٹک کے ساتھ کھڑا ہو گا اور وہ پھاٹک اس طرح کھولے گا کہ خود پھاٹک کے پٹ کی اوٹ میں آ جائے۔ میں سامنے والی زیر تعمیر کوٹھی میں موجود ہوں گا۔ ٹرانسمیٹر پر تمہیں اطلاع کروں گا۔ مقامی تو چوکیدار ہے پاکستانی دو ہیں اس لئے تین باہر گئے ہیں۔ ہو سکتا ہے وہ اکٹھے نہ آتے ہوں علیحدہ علیحدہ ہوں اس لئے پوری طرح ہوشیار رہنا اور جب یہ لوگ برآمدے میں پہنچیں تم نے ان کی ناک پر ڈیکوش فائر کرنا ہے۔ اس طرح وہ سنبھلنے سے پہلے ہی بے ہوش ہو جائیں گے ڈیکوش پسٹل موجود ہے ناں" ۔۔۔ راسکو نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"یس باس موجود ہے" ۔۔۔ پیٹر نے جواب دیا اور راسکو تیز تیز قدم اٹھاتا کوٹھی سے باہر نکلا اور سامنے موجود زیر تعمیر شدہ کوٹھی میں داخل ہو گیا۔ یہ کوٹھی دو منزلہ تھی اور اس کا صرف ڈھانچہ ہی بنا ہوا تھا۔ ابھی یہ فنشنگ نہ ہوئی تھی کام بند تھا۔ راسکو جیسے ہی اندر داخل ہوا ایک چوکیدار نما آدمی جو ایک طرف بیٹھا ہوا سگریٹ پی رہا تھا چونک کر اٹھا اور تیزی سے راسکو کی طرف بڑھنے لگا۔

"جی صاحب" ۔۔۔ چوکیدار نے حیرت بھرے لہجے میں راسکو کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"اس کا مالک کون ہے" ۔۔۔ راسکو نے بڑے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مادام مارکونی ہیں جناب" ۔۔۔ چوکیدار نے جواب دیا ہی تھا کہ راسکو کا ہاتھ گھوما اور چوکیدار کی کنپٹی پر ایک بڑا خوفناک گھونسا پڑا اور وہ ہلکی سی چیخ مار کر نیچے گر گیا۔ ایک لمحے کے لئے اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن پھر دھڑام سے نیچے گر کر ساکت ہو گیا۔

"وقت کا کوئی اندازہ نہیں ہو سکتا کہ یہ لوگ کب آ جائیں۔ اس لئے مجھے جلدی کرنی ہے" ۔۔۔ راسکو نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور جیب سے سائلنسر لگا ریوالور نکال کر اس نے اس کا رخ نیچے پڑے ہوئے چوکیدار کی طرف کیا اور ٹریگر دبا دیا۔ چٹ کی آواز کے ساتھ ہی گولی سائلنسر لگے ریوالور سے نکلی اور چوکیدار کی کھوپڑی کسی تربوز کی طرح سینکڑوں ٹکڑوں میں تبدیل ہو گئی۔ راسکو نے اس طرح اطمینان سے ریوالور واپس جیب میں ڈالا جیسے اس نے انسان کی بجائے کسی ضرر رساں کیڑے کو مارا ہو۔ اس کے چہرے پر ذرا سا بھی کسی قسم کا کوئی تاثر نہ تھا۔ سامنے ہی اوپر جانے والی سیڑھیاں نظر آ رہی تھیں اور راسکو بیک وقت دو دو سیڑھیاں پھلانگتا ہوا اوپر دوسری منزل میں پہنچ گیا۔ ایک بڑی سی کھڑکی جس میں ابھی فریم نہ لگا تھا سامنے والی کوٹھی کے رخ پر تھی۔ راسکو اس کی سائیڈ پر ہو کر کھڑا ہو گیا۔ یہاں سے وہ خود تو باہر سے نظر نہ آ سکتا تھا البتہ وہ کوٹھی کو اندر برآمدے اور بلڈنگ

تک بخوبی دیکھ سکتا تھا۔ کوٹھی خالی پڑی ہوئی تھی۔ اس نے اندرونی جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکال لیا یہ فکسڈ فریکوئنسی کا ٹرانسمیٹر تھا اور اس میں بار بار اوور کہنے کی بھی جھنجھٹ نہ تھا۔ راسکو اور اس کے ساتھی یہی ٹرانسمیٹر استعمال کرتے تھے کیونکہ اس کی رینج بھی خاصی وسیع تھی۔ راسکو نے ٹرانسمیٹر کا بٹن دبا دیا۔

"ہیلو پیٹر" ۔۔۔ راسکو نے کہا۔

"یس باس ۔۔ پیٹر بول رہا ہوں" ۔ دوسری طرف سے جواب ملا۔

"میں سامنے والی کوٹھی میں موجود ہوں اس لئے تمہیں آسانی سے بتا دوں گا کہ کتنے افراد آرہے ہیں۔ تم ہوشیار رہنا"۔ راسکو نے کہا۔

"یس باس" ۔۔ پیٹر کا جواب ملا اور راسکو نے بٹن آف کر دیا۔ ابھی بٹن آف کئے اسے زیادہ سے زیادہ پانچ منٹ ہی گزرے ہوں گے کہ ایک سیاہ رنگ کی کار مڑ کر پھاٹک کے سامنے رکی اور راسکو چونک پڑا۔ اس نے سائیڈ پہ ہو کر دیکھا اسے کار میں دو افراد بیٹھے ہوئے نظر آئے۔ وہ ہارن بجا رہے تھے۔

"پیٹر کار میں دو افراد ہیں" ۔۔ راسکو نے ٹرانسمیٹر کا بٹن دباتے ہوئے کہا۔ پھر پھاٹک کھلا اور کار سیدھی پورچ میں جا کر رکی اس کے دروازے کھلے اور دو مقامی آدمی نیچے اترے اور اپنے

میں باتیں کرتے ہوئے برآمدے کی سیڑھیاں چڑھ رہے تھے کہ اچانک دونوں لہرائے اور پھر وہیں سیڑھیوں میں ہی ڈھیر ہو گئے۔

"پیٹر ان دونوں کو اندر لے جاؤ اور ہتھکڑیاں لگا دو۔ ان کی کار عقبی سائیڈ پر کھڑی کر دو اور برآمدے میں ان کے گرنے سے پیدا ہونے والے تمام نشانات بھی مٹا دو۔ جلدی کرو۔ ابھی ایک آدمی اور رہتا ہے اور پتہ نہیں کہ وہ کس وقت آئے" ۔۔ راسکو نے تیز تیز لہجے میں کہا اور دوسری طرف سے بات سنے بغیر اس نے بٹن آف کر دیا اور پھر چند ہی لمحوں میں اس کی ہدایات پر عمل ہونا شروع ہو گیا۔ مکمل عملدرآمد ہونے میں چار منٹ لگ گئے اور اس کے بعد جب پیٹر اور اس کا ساتھی جانسن دوبارہ اپنی مخصوص جگہ پر چھپ گئے تو راسکو نے اطمینان کا سانس لیا۔ اسے خدشہ تھا تیسرے آدمی کے پہنچنے کا اور پھر دو چار منٹ کا ہی وقفہ پڑا تھا کہ ایک اور کار پھاٹک کے سامنے آکر رکی۔ اس میں ایک آدمی بیٹھا نظر آرہا تھا۔ اسے دیکھتے ہی راسکو نے ایک بار پھر ٹرانسمیٹر کا بٹن دبا دیا۔

"پیٹر آخری آدمی ہے ۔۔ انتہائی احتیاط سے کام کرنا" ۔۔ راسکو نے کہا اور بٹن آف کر دیا۔ اس کی نظریں کار پر جمی ہوئی تھیں جو پھاٹک کھلنے پر اب اندر جا رہی تھی اور پورچ میں کار رک گئی لیکن اندر بیٹھا ہوا آدمی چند لمحوں تک باہر نہ آیا تو راسکو نے ہونٹ بھینچ لئے لیکن پھر دروازہ کھلا اور جو آدمی باہر نکلا اسے دیکھ کر محاورتاً نہیں بلکہ حقیقتاً راسکو بری طرح اچھل پڑا

کیونکہ کار میں سے نکلنے والا ٹیکساس کا مشہور لارڈ آرتھر تھا۔ لارڈ آرتھر سے کون واقف نہ تھا۔ وہ تو بین الاقوامی شہرت کے آدمی تھے۔

"لارڈ یہاں آ گئے ... ان کا کیا تعلق" ---- راسکو نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اسی لمحے اس نے انہیں برآمدے کی سیڑھیوں پر لڑکھڑا کر گرتے ہوئے دیکھا۔

"پیٹر ... یہ لارڈ آرتھر ہیں۔ ٹیکساس کے مشہور لارڈ ... یہ تنہا یہاں کیسے آ گئے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ [illegible] آ گیا ہے" --- راسکو نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کرتے ہوئے کہا۔

"ہو سکتا ہے باس یہ میک اپ ہو کیونکہ لارڈ آرتھر کا یہاں اس طرح اکیلے آنا تو ناممکن ہے" ---- دوسری طرف سے پیٹر کی آواز سنائی دی۔

"اوہ ہاں اس کا تو مجھے خیال ہی نہ آیا تھا۔ تم انہیں اندر لے جاؤ اور پہلے ان کا میک اپ چیک کرو۔ جانسن کو کہہ دو کہ وہ ان کی کار کوٹھی کے عقب میں پہنچا دے۔ میں ابھی یہیں رکوں گا تاکہ اگر کوئی اور آتا ہے تو میں تمہیں بروقت اطلاع کر دوں" ---- راسکو نے کہا۔

"ٹھیک ہے باس" --- دوسری طرف سے پیٹر نے جواب دیا اور راسکو نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور پھر اس نے پیٹر اور

جانسن کو اوٹ سے نکل کر لارڈ آرتھر کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا۔ پیٹر نے جھک کر لارڈ کو اٹھایا اور کاندھے پر لاد کر اندر کی طرف بڑھ گیا جبکہ جانسن کار کی طرف بڑھ گیا اور چند لمحوں بعد کار ریورس ہو کر مڑی اور سائیڈ گلی سے ہوتی ہوئی عقب میں غائب ہو گئی۔ تھوڑی دیر بعد جانسن اس سائیڈ گلی سے واپس آتا دکھائی دیا اور وہ اندر جانے کی بجائے دوبارہ اسی اوٹ کی طرف بڑھ گیا اور راسکو نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا کیونکہ جانسن کو وہیں رہنا چاہئے تھا تاکہ اگر کوئی اور آ جائے تو اسے کور کر سکے اور تقریباً دس منٹ کے انتظار کے بعد اچانک راسکو کے ہاتھ میں موجود ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی آوازیں سنائی دیں اور راسکو نے بٹن دبا دیا۔

"ہیلو باس --- پیٹر بول رہا ہوں۔ میرا اندازہ درست نکلا ہے باس۔ یہ لارڈ آرتھر کے میک اپ میں پاکیشیائی ہے اور باس پہلے آنے والے دونوں کا بھی میں نے میک اپ صاف کر دیا ہے۔ وہ بھی ایشیائی ہیں" ---- ٹرانسمیٹر سے پیٹر کی آواز سنائی دی۔

"اوہ --- تو یہ بات ہے۔ ٹھیک ہے میں آ رہا ہوں" ---- راسکو نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے وہ مڑا اور پھر دوڑتا ہوا سیڑھیوں کی طرف بڑھنے لگا۔ پھر بیک وقت دو دو سیڑھیاں اترتے ہوئے وہ نیچے پہنچا جہاں چوکیدار کی لاش ابھی تک پڑی تھی۔ وہ اسے ایک نظر دیکھتا ہوا اس نو تعمیر شدہ کوٹھی سے نکلا اور سڑک کراس کرتا ہوا تیزی سے چالیس نمبر

کوٹھی کے پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔

"مارکونی پھاٹک کھولو"۔۔۔۔ راسکو نے باہر سے اونچی آواز میں کہا اور دوسرے لمحے پھاٹک کھل گیا اور راسکو تیزی سے اندر داخل ہوا اور پھر دوڑتا ہوا برآمدے میں پہنچ گیا۔ وہاں اب پیٹر اور جانسن موجود تھے۔

"اب کیا کرنا ہے باس"۔۔۔۔ پیٹر نے کہا۔

"بس اب انہیں اٹھاؤ اور اسی حالت میں ہیڈ کوارٹر لے چلو۔ میں چاہتا ہوں وہاں چیف کو بلوا کر اپنی کارکردگی انہیں دکھاؤں اور اس کے بعد انہیں گولیوں سے اڑا دوں"۔۔۔۔ راسکو نے اندر کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"یس باس"۔۔۔۔ پیٹر نے کہا اور مڑ کر وہ جانسن کو ہدایات دینے لگا۔ اسے ہدایات دینے کے بعد وہ راسکو کے پیچھے چلتا ہوا اس بڑے کمرے میں پہنچ گیا جہاں فرش پر چھ آدمی بیہوش پڑے ہوئے تھے جن میں سے پانچ پاکیشیائی اور ایک مقامی تھا۔

"اس کا میک اپ چیک کیا ہے"۔۔۔۔ راسکو نے اس مقامی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"یس باس۔۔۔۔ یہ مقامی ہے"۔۔۔۔ پیٹر نے جواب دیا۔

"او کے۔ یہ چوکیدار ہے اسے لے جانے کی ضرورت نہیں ہے"۔ راسکو نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر اس نے جیب

سے وہی سائیلنسر لگا ریوالور نکالا اور دوسرے لمحے چٹ کی آواز کے ساتھ ہی شیفر کی کھوپڑی بھی سینکڑوں ٹکڑوں میں تبدیل ہو گئی۔

"بس ٹھیک ہے۔۔۔۔ سنو ان سب کے ساتھ ساتھ یہاں موجود ان کا سامان بھی لے جانا"۔۔۔۔ راسکو نے دروازے کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

"باس۔۔۔۔ یہ تو پوری کوٹھی ہی سامان سے بھری ہوئی ہے۔ ہمیں کیا معلوم کونسا سامان ان کا ہے اور کونسا نہیں اور باس یہاں نیچے ایک تہہ خانے میں انتہائی جدید اسلحہ بھی کافی تعداد میں موجود ہے"۔۔۔۔ پیٹر نے راسکو کے پیچھے آتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے ہو گا۔۔۔۔ کیونکہ کوٹھی اسلحے کے سمگلر کی ہے۔ ٹھیک ہے بس انہیں ہی لے چلو۔ سپیشل ایجنسی نے وہ سیپ بھیج کر ہماری امداد کی ہے تو ہم بھی اس کوٹھی اور اس کے مالک کی نشاندہی کر کے انکی امداد کر دیں گے۔ اس طرح حساب برابر ہو جائے گا"۔۔۔۔ راسکو نے آگے بڑھتے ہوئے کہا اور پیٹر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"تم اب انہیں ڈارک روم میں رکھنا اور اچھی طرح باندھ دینا میں اب چیف کے پاس جا رہا ہوں وہاں سے انہیں ساتھ لے کر ہیڈ کوارٹر پہنچوں گا"۔۔۔۔ راسکو نے برآمدے میں پہنچ کر کہا اور پیٹر کے یس باس کہنے پر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا آگے کی طرف بڑھ گیا۔ کیونکہ اس کی کار تو دور ایک گلی میں تھی۔

عمران کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھلیں اور اس نے حیرت سے سر گھما کر ادھر اُدھر دیکھا۔ دوسرے لمحے اسے مکمل طور پر اس بات کا شعور ہو گیا کہ وہ اس رونالڈ والی کوٹھی کی بجائے ایک بڑے ہال نما کمرے میں لکڑی کے سٹریچر کے ساتھ بندھا ہوا کھڑا ہے۔ سٹریچر کے ساتھ چمڑے کی بیلٹیں تھیں جنہیں لکڑی کے سٹریچر کی عقبی طرف کلپ کیا گیا تھا اور عمران کے ہاتھ بھی عقبی طرف کر کے کلپ ہتھکڑی میں جکڑے ہوئے تھے اور یہ سٹریچر ایک دیوار کے ساتھ کھڑے تھے۔ اس طرح عمران اس سٹریچر کے ساتھ بندھا دیوار سے لگا کھڑا تھا۔ سائیڈ میں اس کے تینوں ساتھی نعمانی چوہان اور صدیقی کے ساتھ ساتھ آفندی بھی اس طرح سٹریچروں کے ساتھ بندھے کھڑے تھے اور ایک آدمی عمران کے ساتھ موجود آفندی کے بازو میں انجکشن لگا رہا تھا۔ نعمانی، چوہان اور صدیقی کی

گردنیں ڈھلکی ہوئی تھیں۔ گذشتہ منظر ایک لمحے میں عمران کے ذہن میں فلم کی طرح گھوم گیا کہ برآمدے کی سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اسے سرر کی تیز آواز سنائی دی تھی اور اس کے ساتھ ہی اس کی ناک پر دھماکہ ہوا تھا اور وہ بیہوش ہو گیا تھا۔ انجکشن لگانے والا اب سب سے آخر میں موجود چوہان کو انجکشن لگا کر واپس مڑ رہا تھا۔ اس ہال نما کمرے میں اس نوجوان کے علاوہ اور کوئی آدمی نہ تھا۔

"جناب ڈاکٹر صاحب ——— یہ تو بتاتے جائیے کہ ہم کس کی مہمان نوازی سے لطف اندوز ہو رہے ہیں؟" ——— عمران نے اسے آواز دیتے ہوئے کہا اور نوجوان چونک کر مڑا۔ اس کے انداز میں ہلکی سی حیرت کے آثار نمودار تھے۔

"تمہیں اتنی جلدی ہوش کیسے آ گیا۔ انجکشن کے بعد دس منٹ تک ہوش نہیں آ سکتا" ——— نوجوان نے عمران کے قریب پہنچ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس لئے تاکہ میں اس مہمان نوازی کا جلد از جلد شکریہ ادا کر سکوں" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ابھی تمہاری یہ مسکراتی ہوئی آنکھیں بے نور ہو جائیں گی۔ تم بلیو سٹار کے راسکو گروپ کی تحویل میں ہو اور باس راسکو انتہائی سرد مزاجی سے آدمیوں کی بوٹیاں اڑانے میں پورے ایکریمیا میں مشہور ہے" ——— اس نوجوان نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا اور تیزی سے مڑ کر اکلوتے بند دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"ہونہہ بلیو سٹار ——— راسکو ——— تو اس بار ہمارے مقابلے میں

ایکریمیا کی انتہائی ٹاپ ایجنسی اتری ہے"۔۔۔۔۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ بلیو سٹار سے گو اس کا آج تک واسطہ نہ پڑا تھا لیکن بلیو سٹار کے متعلق فائل اس کے پاس موجود تھی جس میں پانچ سال قبل تشکیل دی جانے والی اس تنظیم کے بارے میں باتیں موجود تھیں۔ اس کی یادداشت کے مطابق اس تنظیم کا مقصد دنیا بھر میں ہونے والی اہم دفاعی ریسرچ کا کھوج لگانے اور پھر ان فارمولوں کو اڑا کر ایکریمیا لانا تھا اور ان لیبارٹریوں کو اڑانا تھا جو ایکریمیا کے خیال کے مطابق ان کے لئے نقصان دہ ہو سکتی تھیں لیکن یہاں ان کے خلاف بلیو سٹار کو سامنے لے آنے کا مطلب تھا کہ ایکریمیا کے اعلیٰ حکام کو یہ اطلاع مل چکی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ان کے خلاف کام کر رہی ہے اور چونکہ بلیو سٹار پہلے کبھی پاکیشیا سیکرٹ سروس کے مقابلے میں نہ آئی تھی۔ اس لئے وہ اسے سامنے لائے ہیں اور واقعی اس نے انتہائی تیز رفتاری سے کام کیا ہے کہ وہ سب یہاں موجود ہیں۔

ان خیالات کے آتے ہی عمران نے اپنی کلائیوں کے گرد موجود کلپ ہتھکڑی کھولنے کی کوشش شروع کر دی۔ کلپ ہتھکڑی عام طور پر انتہائی مؤثر سمجھی جاتی تھی کیونکہ وہ بند تو خود ہو جاتی ۔۔۔۔ لیکن اسے کھولنے کے لئے درمیانی جوڑ میں ایک بٹن ہوتا تھا اور چونکہ کلائیوں میں یہ ہتھکڑی ہوتی تو ہاتھ کی انگلیاں وہاں تک نہ پہنچ سکتی تھیں اس لئے اسے کوئی خود نہ کھول سکتا تھا لیکن عمران نے اس کے لئے خاص طور پر کافی طویل

پریکٹس کی تھی کیونکہ یورپ اور ایکریمیا میں ان کلپ ہتھکڑیوں کا رواج بے حد تھا اس لئے اس نے فوراً ہی اپنے ہاتھوں کو مخصوص انداز میں آگے پیچھے کیا اور پھر دائیں ہاتھ کی درمیانی بڑی انگلی کا سرا آسانی سے درمیانی بٹن تک پہنچ گیا۔ اس میں گُر کی بات ہاتھوں کو مخصوص انداز میں آگے پیچھے کرنے والی تھی ورنہ تو کسی طور بھی انگلی بٹن تک نہ پہنچ سکتی تھی۔ دوسرے لمحے کھٹاک کی آواز سنائی دی اور عمران کی دونوں کلائیاں آزاد ہو گئیں اور ہتھکڑیاں ایک جھٹکے سے نیچے جا گریں۔ اب چمڑے کے سٹریچر کے عقب میں موجود کلپ کھول لینا اس کے لئے مشکل کام نہ تھا۔ اس لئے جب اس نے ساتھ موجود اپنے ساتھیوں کے کراہنے کی آوازیں سنیں وہ سٹریچر سے آزاد ہو چکا تھا۔

" اوہ عمران صاحب ہم کہاں ہیں "۔۔۔۔۔ اس کے ساتھیوں کی آوازیں سنائی دیں۔

" ہم ایکریمیا کی سب سے ٹاپ سیکرٹ ایجنسی بلیو سٹار کے مہمان ہیں "۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے اس نے آفندی کے ساتھ موجود نعمانی کی ہتھکڑی کھولی اور پھر چمڑے کے کلپ بھی کھول دیئے۔

" باقی ساتھیوں کو جلدی سے آزاد کراؤ۔ نجانے یہ لوگ کس وقت آ جائیں۔ میں باہر دیکھتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ دروازہ باہر سے بند نہ ہوگا "۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور خود ایک کلپ ہتھکڑی اٹھائے تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کی

توقع کے عین مطابق دروازہ باہر سے بند نہ تھا۔ عمران نے آہستہ سے دروازہ کھولا اور باہر جھانکا۔ یہ ایک بند راہداری تھی جس کے دائیں طرف آخر میں سیڑھیاں اوپر جا رہی تھیں۔ ابھی عمران جھانک ہی رہا تھا کہ اس نے سیڑھیوں والے حصے کی طرف سے آوازیں سنیں اور پھر دو آدمیوں کی ٹانگیں سیڑھیاں اترتی دکھائی دیں۔ عمران نے جلدی سے سر اندر کر لیا اور ہونٹوں پر انگلی رکھ کر ساتھیوں کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا اس وقت تک سب آزاد ہو چکے تھے اور پھر سب دبے پاؤں چلتے ہوئے عمران کے سامنے سے گزر کر دروازے کی طرف دیوار سے پشت لگا کر کھڑے ہو گئے۔ اب راہداری میں سے قدموں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ آنے والے دو تھے۔ چند لمحوں بعد یہ آوازیں دروازے کے سامنے آ کر ایک لمحے کے لئے رکیں، دوسرے لمحے دروازہ کھل گیا۔ سب چونکہ بائیں سائیڈ والی دیوار کے ساتھ کھڑے تھے اس لئے یہ دونوں اندر آ کر ہی انہیں دیکھ سکتے تھے۔ دوسرے لمحے ایک ادھیڑ عمر آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے ایک لمبا تڑنگا نوجوان تھا۔

"ارے یہ کیا!" ——— دونوں کے حلق سے بیک وقت آوازیں نکلی ہی تھیں کہ عمران کا وہ ہاتھ جس میں کلپ ہتھکڑی موجود تھی، بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور اس ادھیڑ عمر کے ساتھ موجود لمبا تڑنگا ایکریمین چیخ مار کر لڑکھڑاتا ہوا دو قدم آگے کی طرف بڑھتا گیا لیکن وہ واقعی خاصا جاندار آدمی تھا کہ لوہے کی اس قدر پُر قوت ضرب کھا کر بھی وہ نیچے نہ گرا تھا

اور عمران نے یکلخت اچھل کر آگے کی طرف لڑکھڑا کر بڑھتے ہوئے اس لمبے تڑنگے آدمی کی پشت پر زوردار فلائنگ جڑ دی اور لڑکھڑاتا ہوا ایکریمین اس بار اچھل کر منہ کے بل نیچے گرا۔ اس کے ساتھ موجود ادھیڑ عمر آدمی یہ صورتحال دیکھتے ہی تیزی سے مڑ کر دروازے کی طرف دوڑ رہا تھا کہ نعمانی نے اسے ٹکر رسید کی اور وہ سیدھا اچھل کر اس طرف کو گیا جدھر پہلا آدمی گرا تھا اور اس کے ساتھ چٹ کی آواز کے ساتھ ہی اس ادھیڑ عمر کے حلق سے بھیانک چیخ نکلی اور وہ دھپ سے مڑ کر اٹھتے ہوئے اس ایکریمین کے اوپر جا گرا۔ عمران اس دوران قلابازی کھا کر سیدھا کھڑا ہوا تھا اور دوسرے لمحے وہ ایک بار پھر بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھا اور پھر کھٹاک کی آواز کے ساتھ سائیلنسر لگا ریوالور اڑتا ہوا دیوار سے جا ٹکرایا۔ یہ ریوالور جوان آدمی کے ہاتھ میں تھا اور جیسے عمران نے لات مار کر گرا دیا تھا۔ پہلی گولی جو اس نے چلائی تھی لیکن ادھیڑ عمر درمیان میں آ جانے سے اس کا شکار بن گیا تھا۔

"دروازہ بند کر دو نعمانی"۔ عمران نے چیخ کر کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ ادھیڑ عمر آدمی کو اس ایکریمین کے اوپر سے ہٹانے کیلئے جھکا ہی تھا کہ وہ تڑپتا ہوا ادھیڑ عمر اس طرح اچھل کر اس سے ٹکرایا کہ عمران سنبھل ہی نہ سکا اور وہ نیچے گرا لیکن اسی لمحے چوہان کی لات بجلی کی سی تیزی سے گھومی اور وہ ایکریمین جس نے اس ادھیڑ عمر کو عمران پر اچھالا تھا چیخ مار کر نیچے گرا لیکن نیچے گرتے ہی اس کا نچلا جسم کسی قوس کی صورت میں گھوما اور دوسری ضرب لگانے کے لئے پر تولنے والا چوہان بھی چیختا ہوا اچھل کر نیچے جا گرا لیکن اسی دوران صدیقی نے

دیوار کے ساتھ پڑا ہوا سائیلنسر لگا ریوالور اٹھا کر اس آدمی کی کھوپڑی سے لگا دیا۔

"خبردار اگر ذرا بھی حرکت کی تو کھوپڑی اڑا دوں گا"۔۔۔۔

صدیقی نے غراتے ہوئے کہا اور اچھل کر کھڑا ہوتا ہوا وہ ایکریمین باوجود صدیقی کے حکم کے بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور ریوالور صدیقی کے ہاتھ سے نکل کر ایک بار پھر ایک دھماکے سے دروازے دیوار سے جا ٹکرایا۔ صدیقی لڑکھڑاتا ہوا دو قدم پیچھے ہٹا ہی تھا کہ اس ایکریمین نے واقعی انتہائی تیز رفتاری سے اس پر چھلانگ لگا دی اور دوسرے لمحے صدیقی اس کے ہاتھوں پر اٹھتا ہوا نعمانی سے جا ٹکرایا جو اس دوران اس آدمی کی طرف بڑھ رہا تھا۔

"گڈ شو۔۔۔۔ اچھے لڑاکے ہو"۔۔۔۔ اچانک عمران کے حلق سے تحسین آمیز آواز نکلی اور صدیقی کو کھا کر نعمانی پر پھینکنے والے ایکریمین نے یکلخت دروازے کی طرف چھلانگ لگائی لیکن دوسرے لمحے وہ چیختا ہوا منہ کے بل عین دروازے کے سامنے ایک دھماکے سے جا گرا۔ اس بار چوہان نے جو ایک طرف گر کر اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا اس کی ٹانگوں میں ٹانگ اڑا دی تھی اور پھر اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا عمران نے یکلخت اسے گھسیٹ کر ایک جھٹکے سے ہال کے درمیان میں پھینک دیا۔

"صدیقی اس نے تمہیں اٹھا کر پھینکا ہے اس لئے یہ تمہارا شکار ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور خود تیزی سے اس دیوار کی طرف دوڑ پڑا جدھر وہ ریوالور گرا تھا۔

"ہاں عمران صاحب۔۔۔۔ یہ میرا شکار ہے"۔۔۔۔ صدیقی نے دانت پیستے ہوئے کہا اور قدم بڑھاتا اس ایکریمین کی طرف بڑھنے لگا جو واقعی بجلی کی سی تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہونے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ اس کی آنکھیں غصے کی شدت سے سرخ ہو رہی تھیں اور چہرہ پھڑک رہا تھا۔

"تیار ہو جاؤ مسٹر۔۔۔۔ تاکہ تمہیں حسرت نہ رہے کہ تم پر سنبھلنے سے پہلے وار ہوا ہے"۔۔۔۔ صدیقی نے بڑے سرد لہجے میں کہا۔

"خیال رکھنا۔۔۔۔ یہ اچھا لڑاکا ہے"۔۔۔۔ عمران نے ریوالور اٹھا کر مڑتے ہوئے کہا اور واقعی اس ایکریمین نے جس تیز پھرتی اور تیزی سے صدیقی پر حملہ کیا تھا اس سے عمران کی بات کی تصدیق ہوتی تھی۔ صدیقی نے یکلخت اچھل کر اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کی تھی لیکن اس ایکریمین کے جسم میں تو واقعی پارہ بھرا ہوا تھا اور اس کے ساتھ ساتھ وہ مارشل آرٹ کے فن سے بھی پوری طرح واقف تھا کیونکہ صدیقی کے اچھلتے ہی اس کا جسم کسی لٹو کی طرح فضا میں ہی گھوما اور صدیقی کی پسلیوں پر اس قدر زوردار ضرب لگی کہ صدیقی کے حلق سے نکلنے والی کراہ سے کمرہ گونج اٹھا اور عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے کیونکہ صدیقی کی کارکردگی اس ایکریمین کے مقابلے میں واقعی ناکارہ ثابت ہو رہی تھی۔ صدیقی کے ساتھی بھی ہونٹ بھینچے کھڑے تھے لیکن دوسرے لمحے ان کے ستے ہوئے چہرے یکلخت کھل اٹھے جب

ضرب کھا کر نیچے گرتا ہوا صدیقی کا جسم یکلخت کسی سپرنگ کی
طرح قلابازیاں کھاتا ہوا فضا میں اٹھا اور پلک جھپکنے میں اس
ایکریمین کی گردن میں اس کی دونوں ٹانگیں پڑیں اور صدیقی کا جسم
ایک لمحے کے لئے جھٹکا کھا کر زمین کی طرف بڑھا ہی تھا کہ
دوسرے لمحے وہ گولی کی رفتار سے دوبارہ اوپر کو اٹھا اور پھر کمرہ
اس ایکریمین کے حلق سے نکلنے والی زوردار چیخ سے نہ صرف
گونج اٹھا بلکہ اس کا جسم ایک زوردار دھماکے سے اچھل کر پوری
قوت سے فرش پر گرا۔ صدیقی پر تو شاید جنون سوار ہو گیا تھا۔ اس
کے ہاتھ پلک جھپکنے میں زمین پر ٹکتے نظر آئے پھر اس کا جسم
تیر کی طرح فضا میں اٹھ کر پھر نیچے کی طرف آتا اور اس کے
ساتھ ہی اس کی ٹانگوں میں جکڑے ہوئے ایکریمین کا جسم یکلخت
کسی اکڑے ہوئے تختے کی طرح فضا میں اٹھ کر زوردار دھماکے
سے فرش سے جا ٹکراتا۔ اس ایکریمین نے گو صدیقی کی ٹانگوں پر
ہتھیلی کی ضربیں لگانے کی کوششیں کی تھیں لیکن صدیقی اس
قدر تیزی سے اچھل اور گر رہا تھا کہ جب تک ایکریمین کے ہاتھ
سمٹتے وہ اسے زمین سے پوری قوت سے ٹکرا چکا ہوتا۔ اس طرح
ایکریمین کی کوششیں ایک بار بھی کامیاب نہ ہوئیں اور زیادہ
سے زیادہ دو منٹ کے اندر وہ چار پانچ بار صدیقی کے اس
خوفناک اور انتہائی پھرتیلے داؤ کی وجہ سے پوری قوت سے پختہ
فرش سے ٹکرایا اور پھر اس کا جسم ایک جھٹکے سے ڈھیلا پڑ
گیا۔ اس کا چہرہ بار بار فرش سے ٹکرانے کی وجہ سے بری طرح

زخمی ہو چکا تھا۔ ناک پچک چکی تھی اور نہ صرف منہ اور ناک
سے خون بہنے لگا تھا بلکہ پورا چہرہ ہی خون سے بھر گیا تھا۔

دوسرے لمحے صدیقی ایک بار پھر اچھلا لیکن اس بار اس
نے اپنی ٹانگیں کھول دیں اور پھر فضا میں ہی وہ قلابازی کھا کر
سیدھا ہو گیا۔

”ویل ڈن صدیقی۔ [illegible] اگر تم دوسری بار اس سے مار کھا جاتے
تو میں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ ٹریگر دبا کر تمہیں اس اچھل کود سے
ہمیشہ کے لئے نجات دلا دوں“ ۔۔۔ عمران نے اس بار
انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”شکریہ عمران صاحب۔ [illegible] پہلی بار میں اس سے
مار کھا گیا تھا کہ مجھے احساس ہی نہ تھا کہ یہ اس قدر پھرتیلا ثابت
ہو سکتا ہے“ ۔۔۔ صدیقی نے قدرے شرمندہ سے لہجے میں
جواب دیتے ہوئے کہا۔

”دوسرا چانس قسمت پر منحصر ہوتا ہے صدیقی۔ یہ بات ہمیشہ یاد رکھنا“
عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور فرش پر ساکت پڑے ہوئے اس ایکریمین
کی طرف بڑھ گیا۔ [illegible] اس کے دونوں بازو پیچھے کئے۔

”[illegible] باندھ دو۔ یہ لو
ساؤنڈ پروف کمرہ تھا اس [illegible] کے باوجود
کوئی مداخلت نہیں ہوئی لیکن باہر اس کے اور آدمی بھی موجود
ہوں گے۔ بس ذرا ان کی گوشمالی کر آؤں پھر اطمینان سے تمہارے
سے مذاکرات ہوں گے“ ۔۔۔ عمران نے کہا اور عمران کے

جلدی سے آگے بڑھ کر ایک کلپ ہتھکڑی اس ایکریمین کی کلائیوں میں ڈالی اور عمران اسے چھوڑ کر تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"ہم آئیں عمران صاحب"۔۔۔۔۔ چوہان نے کہا۔

"نہیں نہیں رکو ۔۔۔ سائیلنسر لگا ریوالور ہونے کی وجہ سے میں اکیلا ہی کافی ہوں"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور آگے بڑھ کر دروازہ کھولا اور تیزی سے باہر نکل گیا۔

"بہت خوب صدیقی تم نے واقعی کمال کر دیا ہے۔ اس قدر خوفناک اور مشکل داؤ اس قدر پھرتی اور خوبصورتی سے لگایا ہے کہ طبیعت خوش ہو گئی ہے"۔۔۔۔۔ عمران کے باہر جاتے ہی چوہان اور نعمانی دونوں نے تیزی سے صدیقی کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور چوہان نے تو واقعی صدیقی کو گلے لگا لیا۔

"ویسے مجھے تو اب تک اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آرہا کہ ایسے بھی لڑائی ہوتی ہے۔ مجھے تو یوں لگ رہا تھا جیسے دو انسانوں کی بجائے دو بجلیاں چمک رہی ہوں"۔۔۔۔۔ ایک طرف خاموش کھڑے ہوئے آفندی نے بھی آگے بڑھتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں تجسس کے ساتھ ساتھ شدید حیرت بھی موجود تھی۔

"شکریہ آفندی صاحب ۔۔۔ ہمارا تو یہ روز کا کام ہے قسمت سے گیا تو زندہ ہے ورنہ مر گئے"۔۔۔۔۔ صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ عمران تو آپ سے اس طرح ناراض ہو رہا تھا جیسے آپ نے کوئی کارنامہ ہی سرانجام نہیں دیا۔ کیا یہ تم سے بھی بڑا لڑاکا ہے۔ میرے خیال میں تو تم سے بڑا لڑاکا اور کوئی ہو ہی نہیں ہو سکتا"۔۔۔۔۔ آفندی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور اس بار چوہان اور نعمانی دونوں ہی بے اختیار ہنس پڑے۔

"عمران صاحب کو آپ نے کبھی لڑتے نہیں دیکھا ہو گا آفندی صاحب ۔۔۔ جس کام پر میں نے پانچ منٹ لگائے ہیں اگر عمران چاہتا تو پانچ سیکنڈ بھی نہ لگتے۔ وہ لڑتا تھوڑی ہے وہ تو کرامات دکھاتا ہے"۔۔۔۔۔ صدیقی نے کہا اور آفندی نے اس انداز میں سر ہلا دیا جیسے اسے صدیقی کی بات پر یقین نہ آرہا ہو۔

"کمال ہے ۔۔۔ میرے ساتھ جب اس کی نشستیں ہوتی تھیں تو یہ ادب کا نقاد ہوتا تھا اور جو شخص ادب کو اس قدر گہرائی میں سمجھتا ہو وہ یہ لڑنے بھڑنے والا کام کیسے کر سکتا ہے۔ مجھے تو یقین نہیں آرہا"۔۔۔۔۔ آفندی نے کہا۔

"آفندی بھائی ۔۔۔ عمران کی بات چھوڑیں وہ چاہے تو موت اور زندگی کی جنگ لڑتے وقت بھی آپ سے ادب پر انتہائی خوبصورت بحث کر سکتا ہے"۔۔۔۔۔ اس بار چوہان نے جواب دیا اور آفندی کندھے اچکا کر رہ گیا۔

اس دوران نعمانی اس ایکریمین کو ایک سٹریچر کے ساتھ چمڑے کی بیلٹوں سے باندھ چکا تھا اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے

دوران مزید گفتگو ہوتی دروازہ کھلا اور وہ سب چونک کر دروازے کی طرف مڑے ہی تھے کہ عمران کو اندر آتے دیکھ کر مطمئن ہو گئے۔

"دس افراد تھے' چھ اکٹھے ایک کمرے میں ہاتھ لگ گئے تھے ورنہ تو شاید ایک ایک کر کے ان کا خاتمہ کرتے کافی دیر لگ جاتی"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کمال ہے اس ریوالور کا ۔۔۔ میگزین کافی بڑا ہے۔ ایک گولی تو یہاں چلی تھی اس کے باوجود دس گولیاں نکل آئیں"۔ چوہان نے کہا۔

"ہاں یہ سپیشل ریوالور ہے۔ پندرہ گولیوں کا چیمبر ہے۔ ایک ابھی موجود ہے' تین گولیاں شاید کہیں باہر ہی چلا چکا ہے۔ بہرحال اب میں اس سے پوچھ گچھ کرتا ہوں۔ چوہان اور نعمانی دونوں باہر جا کر اس اڈے کی تلاشی لیں گے اور صدیقی وہاں پڑی ہوئی مشین گن اٹھا کر پہرہ دے گا"۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"کیوں نہ اسے بھی باہر لے جایا جائے اس طرح سے سب مل کر پہرہ دے سکتے ہیں"۔۔۔ نعمانی نے کہا۔

"نہیں ۔۔۔ اس ادھیڑ عمر کی لاش یہاں موجود ہے اور یہ پہلے بتا سکے گا کہ یہ لاش کس کی ہے۔ اب لاش کو کہاں گھسیٹتے پھریں گے"۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور نعمانی اور اس کے ساتھی باہر کو لپک گئے جبکہ آفندی بھی ان کے

ساتھ ہی باہر چلا گیا۔ عمران وہی سائلنسر لگا ریوالور اٹھائے سٹریچر سے بندھے اس ایکریمین کی طرف بڑھ گیا۔ وہ چند لمحے غور سے اسے دیکھتا رہا جیسے پہچاننے کی کوشش کر رہا ہو لیکن پھر اس نے اس انداز میں کندھے جھٹکائے جیسے وہ کسی نتیجے پر پہنچ گیا ہو' پھر اس نے اس کی تلاشی لی اور دوسرے لمحے ایک جیب سے ایک مائیکرو فلم نکل آنے پر اس کی آنکھوں میں چمک سی ابھر آئی۔ اس نے فلم اپنی جیب میں ڈالی اور پھر ریوالور کو نال سے پکڑ کر اس کا دستہ اس ایکریمین کے چہرے پر زور سے مارنا شروع کر دیا۔ تیسری ضرب پر ایکریمین کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی اور عمران نے دستے کو اسی کے لباس سے صاف کیا اور پھر ریوالور کو دستے سے پکڑ لیا چونکہ اس ایکریمین کا چہرہ بری طرح خون آلود تھا اس لئے دستے پر بھی خون لگ گیا تھا جسے اس نے اس کے لباس سے ہی صاف کیا تھا۔ چند لمحوں بعد اس ایکریمین کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں اور اس کا جسم بے اختیار جھٹکے کھانے لگا۔ شاید وہ لاشعوری طور پر ابھی تک اپنے آپ کو لڑائی میں شامل سمجھ رہا تھا لیکن پھر جب اسے مکمل طور پر اس بات کا شعور آ گیا کہ وہ لڑائی میں شامل نہیں ہے بلکہ بندھا ہوا ہے تو اس کے ہونٹ بھینچ گئے اور وہ انتہائی سخت نظروں سے سامنے کھڑے عمران کو دیکھنے لگا۔

"یار اس قدر سخت نظروں سے نہ دیکھو میں ذرا کمزور دل کا آدمی ہوں ایسا نہ ہو خوف سے بیہوش ہی ہو جاؤں"۔۔۔

عمران نے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"تم تو بندھے ہوئے تھے پھر آزاد کیسے ہو گئے۔ تمہارے ہاتھ بھی ہتھکڑیوں میں جکڑے ہوئے تھے چیف کے آنے سے پہلے میں نے خود آ کر تم لوگوں کو چیک کیا تھا اور پھر ہی تمہیں ہوش میں لانے کے انجکشن لگانے کے لئے کہا تھا"۔۔۔ اس ایکریمین نے حیرت سے آنکھیں جھپکاتے ہوئے کہا۔ عمران نے دیکھا کہ اس حالت میں بھی اس کے چہرے یا آنکھوں میں خوف کے تاثرات نہ تھے صرف حیرت موجود تھی اور وہ سمجھ گیا کہ یہ ایکریمین یقیناً انتہائی تربیت یافتہ شخص ہے اور اب اسے حقیقت میں صد فیصدی مہارت کا ادراک ہو رہا تھا جس نے اس ٹائپ کے ایجنٹ کو اس قدر جلدی بیکار کر دیا تھا۔

"ہم تو صرف اس لئے آزاد ہوئے تھے کہ بلیو سٹار کے چیف کا پوری گرمجوشی سے استقبال کر سکیں لیکن تم نے تو خود ہی اپنے چیف کو گولی مار دی"۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"کاش مجھے ایک لمحہ پہلے احساس ہو جاتا کہ تم آزاد ہو چکے ہو تو میں دیکھتا کہ تمہاری یہ زبان کس طرح چلتی ہے"۔۔۔ اس ایکریمین نے بری طرح دانت پیستے ہوئے کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"سنو۔۔۔ میرا وعدہ ہے کہ اگر تم مجھے صحیح صحیح صرف اتنا بتا دو کہ تم اس کوٹھی تک کیسے پہنچ گئے جہاں ہم موجود تھے تو

میں تمہیں زندہ چھوڑ دوں گا تاکہ مجھے معلوم ہو سکے کہ کیا رونالڈ نے غداری کی ہے"۔۔۔ عمران نے یکلخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔۔۔ رونالڈ کو تو شاید ابھی تک علم ہی نہ ہو گا کہ کیا ہوا ہے۔ سپیشل ایجنسی کے چیف نے تمہاری وہ کال ٹیپ کر لی تھی جس میں تم نے عجیب و غریب الفاظ میں آپس میں باتیں کی تھیں اس دوران کیس بلیو سٹار کو ریفر ہو گیا۔ اور چیف نے یہ کیس میرے گروپ کے سپرد کر دیا۔ شاٹوف نے ہماری ایجنسی میں کیس ریفر ہونے کے بعد یہ ٹیپ ہمیں بھجوا دی۔ گو اس ٹیپ کی باتیں تو میں کبھی نہ سمجھ سکا تھا لیکن میں رونالڈ کی آواز پہچان گیا تھا کیونکہ رونالڈ سے میرے ایک اور حوالے کی نسبت سے گہرے تعلقات ہیں۔ اس پر میں رونالڈ کے نائب کارسٹن کے فلیٹ پر گیا اور پھر میں نے اس سے اس کوٹھی کا پتہ اگلوا لیا۔ پھر اس کے بعد تمہیں آسانی سے ٹریپ کر لیا گیا اور نتیجے میں تم یہاں پہنچ گئے۔ بس مجھ سے زندگی میں پہلی بار یہ حماقت ہوئی کہ میں نے تمہیں وہیں گولیوں سے اڑا دینے اور تمہاری لاشیں چیف کے سامنے پیش کرنے کی بجائے تمہیں زندہ چیف کے سامنے پیش کرنے کا سوچ لیا۔ چیف ہیڈ کوارٹر میں موجود نہ تھا اس لئے ان کی آمد کا مجھے انتظار کرنا پڑا اور پھر چیف میرے اصرار پر یہاں آیا اور باقی صورت حال بہرحال تم جانتے ہی ہو"۔۔۔ ایکریمین نے بڑے سادہ سے لہجے میں پوری

بات بتا دی۔

"تو تمہارا نام راسکو ہے"۔۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا کیونکہ انجکشن لگانے والے نے اسے پہلے بتا دیا تھا کہ وہ راسکو گروپ کے ہیڈ کوارٹر میں ہیں۔

"ہاں۔۔۔ کیا تم نے میرے ساتھیوں کو مار دیا ہے"۔۔۔۔ راسکو نے یکلخت چونکتے ہوئے کہا۔ شاید اسے پہلی بار خیال آیا تھا کہ عمران کے ساتھی یہاں موجود نہیں ہیں۔ لازماً وہ باہر چلے گئے ہیں اور باہر جانے کا مطلب یہی ہو سکتا ہے کہ باہر موجود اس کے ساتھی ہلاک ہو چکے ہیں۔

"اگر تمہارے ساتھیوں کی تعداد دس تھی تو پھر تو مجھے افسوس ہے کہ تمہارے تمام ساتھی مر چکے ہیں۔ ہاں اگر اس سے زیادہ ہے تو پھر اور بات ہے"۔۔۔۔ عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے، میرے بیکار ہو جانے کے بعد میرے ساتھیوں کا یہی حشر ہو سکتا تھا۔ بہرحال میں اپنی شکست تسلیم کرتا ہوں۔ تم چاہو تو بے شک مجھے گولی مار سکتے ہو"۔۔۔۔ راسکو نے ایک لمحہ خاموش رہ کر بڑے دلیرانہ لہجے میں کہا اور عمران مسکرا دیا۔

"گڈ شو۔۔۔ تم واقعی ایک بہادر انسان ہو۔ بے فکر رہو میں تمہیں زندگی بچانے کا ایک موقع ضرور دوں گا، حالانکہ تمہارے اس ریوالور میں ابھی ایک گولی موجود ہے"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جیسے تمہاری مرضی۔۔۔ میں اب کیا کہہ سکتا ہوں"۔۔۔۔ راسکو نے اسی طرح سادہ سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم نے اپنے چیف کو یہیں سے فون کیا تھا"۔۔۔۔ عمران نے چند لمحوں بعد پوچھا۔

"ہاں پہلے میں خود وہاں گیا تھا لیکن چیف موجود نہ تھا۔ اس لئے میں یہاں واپس آ گیا اور پھر یہاں سے فون کر کے میں نے انہیں اطلاع دی اور ان کے یہاں آنے پر اصرار کیا اور وہ میرے اصرار پر چلے آئے لیکن ایک بات بتا دوں، اگر تم مجھ سے یہ پوچھو کہ بلیو سٹار کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے تو وہ میں ہرگز نہیں بتاؤں گا"۔۔۔۔ راسکو نے تیز لہجے میں کہا۔

"مجھے کیا ضرورت ہے ہیڈ کوارٹر پوچھنے کی، میرا بلیو سٹار سے کیا واسطہ، میں تو صرف اس لئے آیا تھا کہ آفندی کو بچا کر اس سے وہ فلم حاصل کی جا سکے جو میکالے نے اسے دی تھی اور میں واپسی کا پروگرام بنانے کے لئے گیا تھا لیکن اس دوران تم خود ہی ٹپک پڑے۔ اب میں نے وہ فلم تم سے حاصل کر لی جو تم نے میرے ساتھیوں کی تلاشی سے حاصل کی ہوگی۔ اس لئے اب آفندی اور اپنے ساتھیوں سمیت یہاں سے واپس چلا جاؤں گا"۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ۔۔۔ تو کیا تم اس لیبارٹری کو تباہ نہ کرو گے"۔۔۔۔ راسکو نے چونک کر اس طرح کہا جیسے یہ الفاظ لاشعوری طور پر اس کے منہ سے نکل گئے ہوں اور اس کے ساتھ ہی اس نے انتہائی سختی سے ہونٹ بھینچ لئے۔

"سنو راسکو — مجھے معلوم ہے کہ اس راز کا تعلق زیرو ون لیبارٹری سے ہے اور زیرو ون لیبارٹری کا محل وقوع بھی مجھے معلوم ہو گیا ہے لیکن یہ ہمارا درد سر نہیں ہے۔ ہم یہ فلم یا راز روسیاہ بھجوا دیں گے پھر روسیاہ والے جانیں اور لیبارٹری جانے"۔ عمران نے جواب دیا۔

"اگر تمہیں واقعی اس سے دلچسپی نہیں ہے تو کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ تم ہمارے ساتھ معاہدہ کر لو۔ جس قدر رقم تم چاہو ہم تمہیں ادا کرنے کے لئے تیار ہیں تم وہ فلم یہاں سے ساتھ مت لے جاؤ۔ میرا یہ وعدہ کہ اگر روسیاہ والے ڈائریکٹ ہم سے کچھ لے لیں تو بے شک لے لیں۔ تمہارا نام درمیان میں نہ آئے گا"۔ راسکو نے چونک کر قدرے تیز لہجے میں کہا۔

"کتنی رقم دے سکتے ہو"۔ — عمران نے پوچھا۔

"جس قدر مناسب تم کہو"۔ — راسکو نے اس بار مسرت بھرے لہجے میں جواب دیا۔

"لیکن تمہارا چیف تو مارا گیا ہے۔ اب رقم تو تمہارا نیا چیف ہی دے سکتا ہے اور نئے چیف کی تعیناتی میں تو خاصا وقت لگ سکتا ہے"۔ — عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نہیں — میں خود سیکنڈ چیف ہوں۔ چیف کی عدم موجودگی میں بلیو سٹار کو میں خود کنٹرول کرتا ہوں اور یہ بھی طے ہے کہ چیف کی ریٹائرمنٹ یا موت کی صورت میں راسکو ہی بلیو سٹار کا چیف ہو گا اس لئے تم فکر نہ کرو میرے پاس پورے اختیارات موجود

ہیں۔ تم رقم بتاؤ"۔ — راسکو نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"میں پہلے رقم بتا کر اپنی بات ہلکی نہیں کر سکتا۔ جب تک مجھے یقین نہ آ جائے کہ تم واقعی سیکنڈ چیف ہو یا چیف کی موت کی صورت میں چیف کے مکمل اختیارات رکھتے ہو"۔ — ویسے تمہاری اطلاع کے لئے بتا دوں کہ اس فلم کی بھاری قیمت میں روسیاہ سے بھی حاصل کر سکتا ہوں"۔ — عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"میں تمہاری بات سمجھ گیا ہوں اس لئے تم اس میں دلچسپی نہ لے رہے تھے۔ تمہارا ملک پسماندہ ایشیائی ملک ہے اس لئے تمہیں رقم سے زیادہ دلچسپی ہو گی۔ تم فکر نہ کرو میں تمہیں روسیاہ سے زیادہ رقم دوں گا"۔ — راسکو نے چونک کر کہا۔ اس کی آنکھوں میں ابھر آنے والی چمک بتا رہی تھی کہ جیسے وہ عمران کی نصرت کو اچھی طرح سمجھ گیا ہو۔

"لیکن مجھے کیسے یقین آئے کہ تم واقعی رقم ادا کر سکتے ہو"۔ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"تم جس طرح چاہو میں تمہیں یقین دلا سکتا ہوں"۔ — راسکو نے کہا۔

"اگر کیس تمہاری ایجنسی کو ریفر ہو گیا ہے تو پھر تو لیبارٹری کی حفاظت بھی تو تمہاری ایجنسی ہی کر رہی گی"۔ — عمران نے کہا۔

"ہاں ہماری ایجنسی کا ایکشن گروپ کر رہا ہے۔ مگر تم یہ

بات کیوں کر رہے ہو۔ کیا تمہیں پھر لیبارٹری سے دلچسپی پیدا
ہو گئی ہے"۔۔۔ راسکو نے چونک کر کہا۔
"مجھے اس سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے اور پھر ایسی جدید
سائنسی لیبارٹریوں کے بارے میں ہمارا علم بے حد محدود ہے
کیونکہ ہم جس ملک سے تعلق رکھتے ہیں وہاں ابھی سائنس نے
اتنی ترقی نہیں کی۔ میرا مقصد صرف تمہارے اختیارات کو چیک
کرنا ہے تاکہ مجھے یقین ہو سکے کہ تم واقعی رقم کی ادائیگی کر سکتے
ہو"۔۔۔ عمران نے بڑے بے نیازانہ لہجے میں کہا۔
"اوہ لیکن لیبارٹری کی حفاظت سے میرے اختیارات کا کیا
تعلق"۔۔۔ راسکو نے چونک کر کہا۔
"ظاہر ہے اس ایکشن گروپ کا کوئی انچارج بھی ہوگا اور
جو اس قدر اہم لیبارٹری کا انچارج ہو سکتا ہے۔ وہ یقیناً بلیو
سٹار کا اہم آدمی ہوگا۔ اگر تم فون پر اس سے بات کرو اور اسے
کوئی ایسا حکم دو جو عام حالات میں نہ دیا جا سکتا ہو اور وہ تمہاری
بات مان لے تو میں سمجھ جاؤں گا کہ چیف کے بعد تم واقعی
بااختیار ہو"۔۔۔ عمران نے سادہ سے لہجے میں کہا۔
"اوہ یہ کونسا مشکل کام ہے۔ مجھے آزاد کر دو اور فون مجھے
دو میں ابھی ثابت کر دیتا ہوں"۔۔۔ راسکو نے جلدی
سے کہا۔
"ٹھیک ہے۔۔۔ لیکن جب تک مجھے یقین نہ آجائے گا
کہ تم بااختیار ہو میں تمہارے ہاتھ آزاد نہیں کروں گا۔ البتہ میں

تمہیں اوپر لے جاتا ہوں اور فون ملا کر اس کا رسیور تمہارے
کان سے لگا دوں گا۔ تم بات کر لینا جواب میں خود سن لوں
گا"۔۔۔ عمران نے کہا۔
"ٹھیک ہے مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے"۔۔۔ راسکو
نے کہا اور عمران نے ریوالور جیب میں ڈالا اور پھر اس نے
سٹریچر کے ساتھ موجود چمڑے کی بیلٹس کے کلپ کھولنے شروع
کر دیئے۔ چند لمحوں بعد راسکو کا جسم سٹریچر سے آزاد ہو چکا تھا
البتہ اس کے ہاتھ ویسے ہی عقب میں بندھے ہوئے تھے۔ عمران
نے اسے بازو سے پکڑا اور اسے ساتھ لے کر وہ اس کمرے سے
باہر نکل کر راہداری میں چلتا ہوا سیڑھیاں چڑھ کر اوپر پہنچ گیا۔
وہاں اس کے ساتھی موجود تھے۔ وہ راسکو کو اس طرح ساتھ آتے
دیکھ کر چونک پڑے۔ ایک فون برآمدے میں بھی موجود تھا۔
"نمبر بتاؤ میں ملاتا ہوں"۔۔۔ عمران نے راسکو کا بازو
چھوڑ کر فون کا رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔
"اوہ سوری۔۔۔ مجھے تو اس بات کا خیال ہی نہیں آیا کہ
لیبارٹری کا نمبر تو مجھے معلوم ہی نہیں کیونکہ میں تو اس لیبارٹری
میں کبھی گیا ہی نہیں۔ البتہ ٹرانسمیٹر پر بات ہو سکتی ہے۔ انھوں
کی کوڈ فریکوئنسی مخصوص ہے۔ یہاں تیسرے کمرے کی الماری کے
اندر ٹرانسمیٹر موجود ہے تم وہ منگوا لو۔ فریکوئنسی میں بتا دیتا ہوں
تم کال ملا لو بات میں کر لوں گا"۔۔۔ راسکو نے کہا۔
"اوکے۔۔۔ مجھے کیا اعتراض ہے۔ چوہان جا کر الماری

سے ٹرانسمیٹر لے آؤ"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور چوہان تیزی سے راہداری کی طرف مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک ٹرانسمیٹر تھا۔ پھر راسکو نے جو فریکوئنسی بتائی وہ عمران کے اشارے پر چوہان نے ایڈجسٹ کی اور پھر بٹن دبا دیا۔ ٹرانسمیٹر اس نے اٹھا کر راسکو کے سینے تک بلند کر دیا۔

" ہیلو ہیلو۔۔ راسکو کالنگ اوور"۔۔ راسکو نے بار بار یہی فقرہ دوہرانا شروع کر دیا۔

"یس انتھونی اٹنڈنگ اوور"۔۔۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی لیکن لہجہ مودبانہ تھا۔

" انتھونی ۔۔ چیف ایک اہم کام میں مصروف ہیں اس لئے انہوں نے مجھے کہا ہے کہ میں تم سے موجودہ صورت حال کی رپورٹ لوں اوور"۔۔ راسکو نے تیز لہجے میں کہا۔

" یس سر۔۔۔ یہاں حالات بالکل نارمل ہیں۔ ویسے ہم پوری طرح چوکنا ہیں اوور"۔۔ دوسری طرف سے اسی طرح مودبانہ لہجے میں جواب دیا گیا۔

" او۔ کے ۔ اوور اینڈ آل"۔۔۔۔ راسکو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی چوہان نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔

" اب تمہیں یقین آ گیا کہ میں نے جو کچھ کہا ہے سچ کہا ہے"۔ راسکو نے امید بھرے لہجے میں کہا۔

" ہاں واقعی ٹھیک ہے ۔۔ میں اپنے ساتھیوں سے مشورہ

کر لوں۔ اس کے بعد بات کرتا ہوں ۔ چوہان مسٹر راسکو کو دوبارہ اسی تہہ خانے میں لے جاؤ اور تم خود وہیں رکو"۔۔۔۔ عمران نے چوہان سے کہا اور چوہان نے آگے بڑھ کر راسکو کو بازو سے پکڑا اور نیچے تہہ خانے کی طرف لے گیا۔

" یہاں کی تلاشی لی تم نے ۔۔ کیا کیا ہے یہاں"۔۔۔۔ عمران نے نعمانی سے مخاطب ہو کر کہا۔

" یہ تو پورا ہیڈ کوارٹر ہے عمران صاحب ۔ اسلحہ، ٹرانسمیٹر سائنسی آلات، ہر قسم کی چیزیں موجود ہیں"۔ نعمانی نے کہا۔

" یہاں مائیکرو پروجیکٹر ہے"۔۔۔ عمران نے کہا۔

" ہاں ایک کمرے میں موجود ہے ۔ وہاں اور بھی ایسی مشینیں ہیں"۔۔۔ نعمانی نے جواب دیا۔

" او۔ کے ۔۔ صدیقی تم اور آفندی یہاں رکو اور ہوشیار رہنا میں آ رہا ہوں"۔۔۔ عمران نے ایک طرف رکھا ہوا ٹرانسمیٹر اٹھایا اور نعمانی کے ساتھ چلتا ہوا آگے بڑھ گیا ۔ نعمانی اسے ایک تہہ خانے میں لے گیا تو عمران کے چہرے پر وہاں موجود مشینری دیکھ کر مسرت کے آثار ابھر آئے۔ ایک طرف ایک جدید مائیکرو پروجیکٹر بھی موجود تھا۔ عمران نے جیب سے وہی مائیکرو فلم نکالی جو اس نے راسکو کی تلاشی کے دوران اس کی جیب سے حاصل کی تھی اور اسے پروجیکٹر میں فٹ کرنے کے بعد اس نے نعمانی کو لائٹس آف کرنے کے

لئے کہا۔ لائٹس آف ہوتے ہی عمران نے پروجیکٹر آن کر دیا اور پھر سامنے دیوار پر سکرین روشن ہو گئی۔ چند لمحوں بعد اس پر ایک نقشہ سا ابھر آیا۔ عمران غور سے اس نقشے کو دیکھتا رہا نقشہ ہاتھ سے بنایا گیا تھا لیکن بنانے والا شاید نقشہ نویسی میں کافی مہارت رکھتا تھا اس لئے نقشہ بہترین انداز میں بنا ہوا تھا۔ نقشہ کافی دیر تک سکرین پر ٹھہرا رہا اور عمران اسے غور سے دیکھتا رہا۔ وہ ایک نظر میں سمجھ گیا تھا کہ نقشہ لیبارٹری کا اندرونی نقشہ ہے اور اسے واقعی بے حد مہارت سے بنایا گیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی منظر بدلا اور اب ایک اور نقشہ ابھر آیا۔ عمران نے اسے بھی غور سے دیکھا اور وہ سمجھ گیا کہ یہ بیرونی نقشہ ہے۔ اس میں باقاعدہ مارکنگ موجود تھی اور ڈرائنگ کا نام ایک پوائنٹ پر لکھا ہوا تھا۔ اس سے آگے نام اور مارکنگ موجود تھی۔ کچھ دیر بعد یہ نقشہ ہٹا اور اس کے ساتھ ہی کچھ الفاظ اور ہندسے ابھر آئے اور پھر رک رک کر یہ الفاظ اور ہندسے بدلتے رہے۔ عمران خاموش بیٹھا اسے دیکھتا رہا۔ چند لمحوں بعد لمبی در قطاروں میں لکھے ہوئے ہندسے سکرین پر فوکس ہو گئے اور کافی دیر تک رہے اور اس کے بعد سکرین صاف ہو گئی۔ عمران نے پروجیکٹر کا بٹن آف کیا اور نعمانی کو لائٹس آن کرنے کے لئے کہا۔ نعمانی نے لائٹس آن کر دیں۔

" عمران صاحب ۔۔۔ یہ وہی فلم ہے جو میں اور صدیقی لے آئے تھے "۔۔۔۔ نعمانی نے کہا۔

" ہاں "۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا اور پھر پروجیکٹر سے فلم نکال کر اس نے جیب میں ڈال لی۔

" سنو ۔۔۔ ہم نے اس لیبارٹری کو تباہ کرنا ہے تاکہ اس پروجیکٹ کا خاتمہ کیا جا سکے۔ وہاں بلیو سٹار کا ایکشن گروپ حفاظت کر رہا ہے جس کا چیف انتھونی ہے مگر مسئلہ یہ ہے کہ نہ ہی راسکو اور نہ ہی اس کے مردہ چیف کا قد و قامت ہم میں سے کسی سے ملتا جلتا اس لئے ہم ان کے میک اپ میں تو نہیں جا سکتے ورنہ مسئلہ بالکل ہی آسان ہو جاتا۔ اب صرف ایک ہی صورت ہے کہ ہم راسکو کے بچے میں ٹرانسمیٹر پر اس انتھونی سے مزید ایسی معلومات حاصل کریں جس سے ہم اندر داخل ہو سکیں"۔ عمران نے ایک سائیڈ پر موجود میز پر رکھا ہوا وہ ٹرانسمیٹر اٹھا لیا جو وہ اپنے ساتھ لے آیا تھا۔

" اس کا مطلب ہے کہ وہاں فل ریڈ کرنا ہوگا۔ اسلحہ تو یہاں موجود ہے ہر قسم کا "۔۔۔۔۔ نعمانی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" نہیں ۔۔۔ اس فلم میں میکالے نے جو کوڈ استعمال کیا ہے وہ ہے ایس کوڈ ہے۔ گو میکالے نے آخر میں اس کی باقاعدہ "کی" بھی دے دی ہے تاکہ اس کوڈ کو سمجھا جا سکے لیکن ہے ایس کوڈ کو میں ویسے بھی اچھی طرح سمجھتا ہوں۔ اس لئے بغیر حل کئے مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ لیبارٹری کے حفاظتی انتظامات انتہائی سخت ہیں اور یہ ایکشن گروپ بھی اوپر موجود زرعی ادویات کے گودام تک ہی محدود ہوگا۔ اندر یہ بھی نہ جا سکتا ہوگا۔ اس

لئے اگر فل ریڈ کیا بھی تو ہم باہر ہی اُلجھ جائیں گے"۔

عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر پر وہی فریکوئنسی دوبارہ ایڈجسٹ کی جو انتھونی کی تھی اور بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو ۔۔۔ راسکو کالنگ اوور"۔۔۔ عمران نے راسکو کے لہجے میں کہا۔

"یس انتھونی اٹنڈنگ اوور"۔۔۔ چند لمحوں بعد ہی انتھونی کی طرف سے جواب مل گیا۔

"انتھونی ۔۔۔ وہاں تمہارے ساتھ کتنے افراد ہیں اوور"۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"پورا گروپ ہے جناب ۔۔۔ کیوں اوور"۔۔۔ دوسری طرف سے انتھونی نے چونک کر کہا۔

"پھر ٹھیک ہے ۔۔۔ تمہاری وہاں کچھ دیر کی عدم موجودگی سے کوئی فرق نہ پڑے گا۔ سنو ایک انتہائی اہم ترین اطلاع ملی ہے۔ باس اس وقت میرے ہیڈ کوارٹر میں موجود ہے۔ تم ایسا کرو کہ پروفیسر فنگس کو لے کر یہاں میرے ہیڈ کوارٹر آ جاؤ۔ اس اطلاع کا تعلق براہ راست پروفیسر فنگس سے ہے اور پروفیسر فنگس سے اس معاملے میں بات کرنا انتہائی اہم ہے۔ صورتحال ایسی ہے کہ باس نہ خود لیبارٹری کے اندر جا سکتا ہے اور نہ اپنے ہیڈ کوارٹر میں پروفیسر کو بلا سکتا ہے اس لئے وہ یہاں میرے ہیڈ کوارٹر میں آ گیا ہے۔ تم پروفیسر کو ساتھ لے کر فوراً

یہاں پہنچ جاؤ اوور"۔۔۔ عمران نے راسکو کے لہجے میں کہا۔

"اوہ مگر پروفیسر فنگس تو لیبارٹری سے باہر نہیں آتا۔ پھر میں اسے کیسے لے آؤں اوور"۔۔۔ انتھونی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سنو ۔۔۔ اسے باس کا پیغام دو اور اُسے بتا دو کہ جو فلم میکالے نے چوری کی تھی اس فلم کے سلسلے میں ایک اہم ترین مسئلہ پر بات کرنی ہے۔ اُسے صرف مزید اتنا کہہ دینا کہ فلم میں ایکس وائی کو تیسری دھائی کی چوتھی اکائی سے ضرب دینے کی بات کی گئی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ بات سنتے ہی وہ تمہارے ساتھ دوڑا چلا آئے گا اوور"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ذرا پھر بتائیں کیا کہنا ہے اوور"۔۔۔ انتھونی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یاد کر لو ۔۔۔ ایکس وائی کو تیسری دھائی کی چوتھی اکائی سے ضرب دینی ہے اوور"۔۔۔ عمران نے رک رک کر کہا تاکہ انتھونی یاد کر لے۔

"اس کا کیا مطلب ہے جناب اوور"۔۔۔ انتھونی کے لہجے میں اور زیادہ حیرت تھی۔

"مطلب کا تو مجھے بھی علم نہیں ہے۔ یہ کوئی سائنسی مسئلہ ہے۔ یہ فلم میں نے پاکیشیائی ایجنٹوں سے برآمد کر کے باس کو بھیجی اور باس نے اسے ماہرین کو بھجوا دیا۔ وہاں سے باس

کو کچھ بتایا گیا تو باس پریشان ہو گیا اور اب اس سلسلہ میں باس پروفیسر سے خفیہ طور پر بات کرنا چاہتا ہے، اوور" عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب — میں بات کرتا ہوں اوور" — انختونی نے کہا۔

" وہاں سے روانگی سے پہلے مجھے کال ضرور کر لینا، اوور" عمران نے کہا۔

"یس سر — میں ہیلی کاپٹر ٹرانسمیٹر سے بات کر لوں گا اوور" — دوسری طرف سے انختونی نے کہا اور عمران نے اوکے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

" آؤ اب اوپر چلیں۔ میں نے ایک کوشش تو کی ہے۔ اگر کامیاب رہی تو پھر لیبارٹری میں گئے بغیر ہمارا مقصد حل ہو جائے گا" — عمران نے کہا اور واپس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ اوپر پہنچ گئے۔ عمران وہ ٹرانسمیٹر ساتھ ہی لے آیا تھا۔ پھر وہ سیدھا اس کمرے میں گیا جہاں اس نے میز پر ٹیلیفون پڑا ہوا دیکھا تھا۔ اس کے ساتھ ہی ٹیپنگ سسٹم بھی تھا اور اس سسٹم کو دیکھ کر ہی عمران نے راسکو سے پوچھا تھا کہ کیا اس نے اپنے باس سے بات یہاں سے کی تھی اور راسکو نے اس کا اقرار کیا تھا۔ عمران نے جدید ٹیپ ریکارڈر کے مختلف بٹن دبائے اور اس میں سے سر ر سر ر کی

تیز آوازیں نکلنے لگیں جب یہ آوازیں رک گئیں تو عمران نے ایک اور بٹن دبا دیا، دوسرے لمحے اس ریکارڈر سے راسکو کی آواز سنائی دی۔

" ہیلو ہیلو — میں راسکو بول رہا ہوں جناب اپنے ہیڈ کوارٹر سے" — راسکو کا لہجہ مؤدبانہ تھا۔

" یس چیف سپیکنگ" — دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی اور عمران کے ہونٹ بھینچ گئے۔ پھر دونوں کے درمیان ہونے والی گفتگو ریکارڈ سے نکلتی رہی پھر عمران نے ٹیپ آف کر دیا۔

اسی لمحے ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں اور عمران نے چونک کر ٹرانسمیٹر کو دیکھا اور پھر اس کا بٹن آن کر دیا۔

" ہیلو ہیلو — انختونی کالنگ سیکنڈ چیف اوور" — انختونی کی آواز ٹرانسمیٹر سے نکلی۔

" یس راسکو اٹینڈنگ اوور" — عمران نے راسکو کے لہجے میں کہا۔

" سر پروفیسر فنگاس نے لیبارٹری سے باہر آنے سے انکار کر دیا ہے البتہ انہوں نے کہا ہے کہ ان کی بات فون پر چیف سے کرائی جائے۔ آپ والا فقرہ سن کر وہ بے حد پریشان ہو گئے ہیں اور فوری بات کرنا چاہتے ہیں۔ کیا آپ کے ہیڈ کوارٹر کے فون کا نمبر انہیں دوں یا چیف کا اوور" — انختونی نے کہا۔

"جب چیف یہاں موجود ہیں تو یہاں کا نمبر ہی دو گے۔ ٹھیک ہے تم انہیں کہو کہ وہ فون کریں۔ میں اس دوران باس کو اطلاع کر دیتا ہوں پھر وہ خود ہی بات کر لیں گے اوور"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے سر۔ اوور اینڈ آل"۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور رابطہ ختم ہو گیا۔

"شکر ہے کال آنے سے پہلے میں نے چیف کی آواز سن لی ورنہ تو بڑی مشکل ہو جاتی"۔۔۔ عمران نے ٹرانسمیٹر آف کرتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"لیکن یہ فقرہ کیا تھا اور اب وہ پروفیسر تو یہاں آ نہیں رہا پھر۔۔۔"۔۔۔ نعمانی نے قدرے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"ذرا اس پروفیسر سے بات ہو جائے پھر ہی کوئی فیصلہ ہو سکتا ہے کہ آئندہ کا لائحہ عمل کیا بنتا ہے"۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

چند لمحوں بعد ہی ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ہیلو ہیلو۔۔۔ پروفیسر فنگس بول رہا ہوں۔ زیرو ون لیبارٹری سے"۔۔۔ ایک بوڑھی مگر انتہائی خشک سی آواز سنائی دی۔

"یس چیف آف بلیو سٹار اٹنڈنگ یو"۔۔۔ عمران کے منہ سے ویسی ہی آواز نکلی جیسے اس نے ٹیپ میں چیف کی سنی تھی۔

"چیف آپ نے مجھے وہاں کیوں بلایا ہے۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ میں اس وقت پروجیکٹ کے تکمیلی مراحل میں انتہائی مصروف ہوں اور ایسے وقت میں لیبارٹری سے باہر نہیں جا سکتا اور دوسری بات یہ کہ یہ فقرہ جو آپ کے ماتحت نے مجھے بتایا ہے، یہ آپ کو کیسے معلوم ہوا"۔۔۔ پروفیسر کی خشک آواز سنائی دی۔

"پروفیسر مجھے آپ کی مصروفیات کا پوری طرح احساس ہے لیکن میری ماہرین سے بات ہوئی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ فلم میں اس میکالے نے کوڈ میں بتایا ہے کہ اس نے کسی اہم مشین میں گڑبڑ کر دی ہے۔ ایسی گڑبڑ جس سے اصلی مشن کسی صورت بھی پورا نہ ہو سکے گا۔ اس گڑبڑ کا ذکر اس نے اپنی فلم میں کیا ہے اور یہ فقرہ بھی انہوں نے مجھے بتایا ہے کہ یہ فقرہ بھی اس فلم میں شامل تھا اور اس کا مطلب مجھے یہی بتایا ہے کہ سپر کمپیوٹر کے مین پاور سپلائی میں گڑبڑ کی گئی ہے"۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ لیکن کیا اس گڑبڑ کی بھی نشاندہی کی گئی ہے"۔۔۔ پروفیسر نے اسی طرح خشک لہجے میں پوچھا۔

"جی ہاں۔۔۔ انہوں نے مجھے بتایا ہے کہ فلم میں یہ بتایا گیا ہے کہ سپر کمپیوٹر کی تھرڈ ون لائن کو ڈبل چارج کر دیا گیا ہے آپ کو یہاں بلانے کا مقصد یہی تھا کہ اس پوائنٹ پر آپ

سے تفصیلی ڈسکس کر لینے کے بعد اگر آپ چاہیں تو بیسک کمپیوٹر کے سب سے بڑے ماہر کو لیبارٹری بھیجا جائے تاکہ وہ اس کو چیک کر کے صحیح کر سکے کیونکہ میکالے نے فلم میں کہا ہے کہ یہ ایسی گڑبڑ ہے جسے بیسک کمپیوٹر سائنس کا کوئی ماہر ہی دور کر سکتا ہے" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

" اس میکالے کو یقیناً علم نہ ہوگا کہ پروفیسر فنگس بیسک کمپیوٹر سائنس پر اتھارٹی ہے۔ اول تو اس نے صریحاً بکواس کی ہے اگر تھرڈ ون لائن کو ڈبل چارج کیا جاتا تو مجھے معلوم نہ ہو جاتا ہونہہ نانسنس ۔۔۔ نجانے ان لوگوں کو خواہ مخواہ کا سسپنس پھیلانے کا کیا شوق ہوتا ہے" ۔۔۔ پروفیسر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" میں نے جناب ان ماہرین سے بھی بات کی تھی کیونکہ میں ذاتی طور پر جانتا ہوں کہ ایسی گڑبڑ آپ کی نظروں سے بھلا کیسے اوجھل رہ سکتی ہے لیکن انہوں نے بتایا کہ یہ ایسی گڑبڑ ہے جس کا پتہ صرف اس وقت لگ سکتا ہے جب فائنل لے آف کو آن کیا جاتا ہے اور عام طور پر یہ کام سب سے آخر میں ہوتا ہے اس لئے پہلے اس کا پتہ نہیں چل سکتا" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

" اوہ ہاں ۔۔۔ ٹھیک ہے عام طور پر یہی ہوتا ہے لیکن پروفیسر فنگس اسے پہلے بھی چیک کر سکتا ہے۔ ٹھیک ہے تم مطمئن رہو اور ان احمق ماہرین کو بھی کہہ دو کہ وہ فکر نہ کریں

پروفیسر فنگس ان کی طرح احمق نہیں ہے۔ گڈ بائی" ۔۔۔ پروفیسر نے چہکتے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ اور عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

" لو بھئی نعمانی فون پر ہی سارا مسئلہ حل ہو گیا۔ اب ہمیں لیبارٹری جانے کی ضرورت نہیں رہی" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے نعمانی سے مخاطب ہو کر کہا جو خاموش کھڑا یہ عجیب و غریب گفتگو سن رہا تھا لیکن اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ اس کے پلے ایک بات بھی نہیں پڑی۔

" کیا مطلب ۔۔۔ میری سمجھ میں تو کچھ بھی نہیں آیا" ۔۔۔ نعمانی نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

" میں نے اس بوڑھے پروفیسر کو چکر دے دیا ہے جو اپنے آپ کو کمپیوٹر سائنس میں اتھارٹی بتا رہا تھا۔ اب یہ خود اپنے ہاتھوں سے اس سپر کمپیوٹر کو تباہ کر بیٹھے گا۔ کمپیوٹر کی تھرڈ ون لائن کو اگر ڈبل چارج کر دیا جائے تو واقعی جب کمپیوٹر اپنے فائنل ٹارگٹ پر پہنچتا ہے تو مشن کی تکمیل کے لئے جب فائنل لے آف یعنی آخری بٹن دبایا جاتا ہے تو تھرڈ ون لائن ڈبل چارج ہونے کی وجہ سے کمپیوٹر کی الیکٹرونک سپلائی میں یکلخت زبردست فلیش ہو جاتا ہے اور نتیجہ یہ کہ پورا کمپیوٹر اپنی فیڈنگ سمیت اس طرح تباہ ہو جاتا ہے کہ یوں سمجھو کہ اسے سوائے کباڑیوں کے پاس بھیجنے کے اور کوئی چارہ نہیں رہتا" ۔۔۔ عمران نے باہر کے دروازے کی طرف رخ کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن عمران صاحب ـــ ظاہر ہے وہ لائن ڈبل چارج تو نہیں ہوئی، پھر۔۔۔۔۔۔" ـــ نعمانی نے ساتھ چلتے ہوئے کہا۔

"یہی تو اصل راز کی بات تھی جس کے لئے مجھے اتنا لمبا چوڑا کھڑاگ پھیلانا پڑا ہے۔ ظاہر ہے تھرٹی ون لائن ڈبل چارج نہیں ہوئی لیکن پروفیسر کو یہی معلوم ہے کہ وہ ڈبل چارج ہو چکی ہے ابھی فائنل لے آف کرنے میں دیر ہے اور پروفیسر لازماً اسے فوری طور پر چیک کرے گا اور اس کی چیکنگ کا اب واحد طریقہ یہ ہے کہ وہ الیکٹرونک سپلائی لائن میں ایکسس میٹر اسی لائن سے آگے رکھ کر چیک کرے گا اور جیسے ہی ایکسس میٹر لائن سے آگے رکھ کر وہ الیکٹرونک سپلائی کھولے گا سپلائی اس میٹر میں سے گزر کر جب آگے سپر کمپیوٹر کے الیکٹرونک سیل میں جائے گی۔ میٹر تو بتا دے گا کہ تھرٹی ون لائن ڈبل چارج نہیں ہوئی لیکن میٹر کی وجہ سے سپلائی لائن میں اعشاریہ ایک ہزار ایک پاور کا فرق پڑ جائے گا۔ کیونکہ اعشاریہ ایک ہزار ایک پاور میٹر کو چلاتی ہے۔ آگے وہ اب فارمولا فیڈ کر چکا ہے۔ اس پاور کی کمی سے فیڈنگ کے انتہائی حساس ترین پرزے کوڈ تبدیل کر جائیں گے۔ اس طرح بظاہر پروفیسر تو مطمئن ہو جائے گا کہ میکالے نے بکواس کی ہے لیکن جب وہ فائنل لے آف کو مشن کی تکمیل کے لئے آن کرے گا تو سپر کمپیوٹر کوڈ بدل جانے کی وجہ سے وہ لٹ۔ دل ریز ز باہر ہی نہ نکالے گا جبکہ وہ سپر چارج ہو چکی ہوں گی۔ نتیجہ یہ کہ یہ سپر کمپیوٹر مع اس جگہ کے جہاں یہ فٹ ہو گا اس طرح پلک جھپکنے میں جل

کر راکھ ہو جائے گا جیسے وہاں آسمانی بجلی گر گئی ہو" ـــ عمران نے باہر برآمدے تک آتے ہوئے پوری تفصیل بتا دی۔

"اوہ کمال ہے ـــ آپ نے تو صرف فون پر چند باتیں کر کے یہودیوں کا یہ خوفناک ترین منصوبہ ہی خاک میں ملا دیا ہے، حیرت ہے ـــ مگر عمران صاحب آپ نے کمپیوٹر سائنس میں اس قدر گہرائی میں کیسے سٹڈی کر لی ہے" ـــ نعمانی کے چہرے پر بے پناہ حیرت تھی اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"اسی معاملے میں میں آغا سلیمان پاشا کا شاگرد ہوں" ـــ عمران نے ہنستے ہوئے کہا اور ہاتھ میں پکڑا ہوا ٹرانسمیٹر وہیں برآمدے میں رکھ کر اس نے اس تہہ خانے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا جہاں راسکو اور تیو ہان موجود تھے۔

"آغا سلیمان پاشا ـ ـ آپ کا مطلب ہے سلیمان جو آپ کا باورچی ہے" ـــ نعمانی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں اس نے بھی ایک سپر کمپیوٹر اپنے ذہن میں فٹ کرایا ہوا ہے جس میں باقاعدہ فیڈنگ ہے کہ اتنے بجے ناشتہ، اتنے بجے کھانا، اتنے بجے چائے اور ساتھ ہی مہنگائی کا رونا، تنخواہ اور بونس الاؤنس سب کچھ فیڈ ہے اور مجھے اس سپر کمپیوٹر کو اس طرح کنٹرول کرنا پڑتا ہے کہ مجھے بغیر تنخواہ اور اخراجات کئے کھانا بھی مل جائے اور چائے بھی۔ جب کوئی آدمی اس قدر خوفناک کمپیوٹر کو مستقل ڈیل کر رہا ہو تو یہ بیچارے کمپیوٹر اس کے سامنے کیا حیثیت رکھتے ہیں" ـــ عمران نے کہا اور

لغمانی بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

وہ جب اندر داخل ہوئے تو چوہان اور راسکو زمین پر بچھے ہوئے سٹریچروں پر خاموش بیٹھے ہوئے تھے شاید چوہان نے دیوار سے کھڑے کئے ہوئے سٹریچروں کو زمین پر بچھا کر اس پر راسکو کو بھی بٹھا دیا اور خود بھی بیٹھ گیا۔

"واقعی مرد بیچارے تو بولتے ہی نہیں اگر تم دونوں کی جگہ دو عورتیں ہوتیں تو تہہ خانہ گونج رہا ہوتا۔" ——— عمران نے اندر داخل ہوتے ہی مسکرا کر کہا۔

"تمہارا یہ آدمی تو بولتا ہی نہیں ہے۔ میں نے بات کرنے کی بہت کوشش کی لیکن اس نے ایک بات کا جواب بھی نہیں دیا۔ مجبوراً میں بھی خاموش ہو گیا۔" ——— راسکو نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اسے نوکری مل گئی ہے۔ اس لئے اب اسے مزید انٹرویو دینے کی کیا ضرورت ہے اور ویسے بھی اس قدر انٹرویو دینے کے بعد نوکری ملی ہے کہ یہ اب انٹرویو کے لفظ سے ہی فیڈ اپ ہو چکا ہے۔" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور چوہان بھی مسکرا دیا۔ عمران نے آگے بڑھ کر راسکو کو بازو سے پکڑا اور کھڑا کر دیا۔

"اچھا مسٹر راسکو ——— اب رقم کی بات چیت ہو جائے۔" ——— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"پہلے تم یہ بتاؤ کہ تم نے اتنی دیر کیوں لگا دی ہے۔" ———

راسکو نے چونک کر کہا۔

"دراصل رقم کے معاملے میں میرے ساتھی کسی نتیجے پر نہ پہنچ رہے تھے۔ اب کیا کریں زمانہ ہی ایسا مہنگائی کا آ گیا ہے کہ ضروریات پوری کرنے کے لئے قارون کا خزانہ بھی کم پڑتا ہے۔" عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"لیکن دیکھو ——— رقم مناسب ہی مانگنا۔ بہرحال ہم بھی کسی کو جواب دہ ہیں۔" ——— راسکو نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"میرے ساتھی تو دس ملین ڈالرز طلب کر رہے ہیں لیکن میرا خیال ہے کہ آٹھ ملین ڈالر ٹھیک رقم ہے۔ تمہارا کیا خیال ہے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آٹھ ملین ڈالر ——— اوہ نہیں یہ تو بہت بڑی رقم ہے۔ میں تو زیادہ سے زیادہ ایک ملین ڈالر دے سکتا ہوں۔ اس سے زیادہ ایک ڈالر بھی نہیں۔" ——— راسکو نے کہا۔

"اوکے ——— پھر تمہارا اور ہمارا سودا نہیں ہو سکتا۔ ہم جا رہے ہیں۔" ——— عمران نے انتہائی روکھے لہجے میں کہا۔

"اچھا دو ملین ——— بس اس سے زیادہ نہیں مل سکتے۔" راسکو نے جلدی سے کہا۔

"سوری راسکو ——— چونکہ تم نے میری بات نہیں مانی اس لئے اب پچاس ملین میں بھی سودا نہیں ہو گا۔ میں نے چونکہ تم سے وعدہ کیا ہے کہ تمہیں زندہ چھوڑ دوں گا اس لئے دیکھو ہم تمہیں زندہ چھوڑ کر جا رہے ہیں ——— آؤ ساتھیو۔" ——— عمران

نے خشک لہجے میں کہا اور دروازے کی طرف مڑ گیا لیکن اسی
لمحے راہداری میں سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی دی اور
وہ سب چونک پڑے۔ دوسرے لمحے صدیقی دروازے میں نمودار
ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ٹرانسمیٹر تھا اور ٹرانسمیٹر میں سے مسلسل ٹوں
ٹوں کی آوازیں نکل رہی تھیں۔

"کال آئی ہے عمران صاحب ___ میں نے سوچا کہ میں آپ
کو ٹرانسمیٹر لا دوں" ___ صدیقی نے ٹرانسمیٹر عمران کی طرف
بڑھاتے ہوئے کہا۔

"راسکو کا منہ بند کرو نعمانی" ___ عمران نے تیز لہجے
میں کہا اور نعمانی نے جو راسکو کے ساتھ کھڑا تھا بجلی کی سی تیزی
سے ایک ہاتھ سے جیب سے رومال نکالا اور دوسرا ہاتھ لگا کر
اس نے راسکو کے جبڑے پر مارا ضرب لگنے سے جیسے ہی
راسکو کا منہ کھلا اس نے رومال اس میں ٹھونسنا شروع کر دیا۔ ٹرانسمیٹر
سے مسلسل ٹوں ٹوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ عمران نے
ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو ___ انتھونی کالنگ اوور" ___ انتھونی کی
آواز سنائی دی۔

"یس راسکو اٹنڈنگ یو۔ اوور" ___ عمران کے حلق
سے راسکو کی آواز نکلی اور اصل راسکو کی آنکھیں اپنی آواز عمران
کے حلق سے نکلتی سن کر حیرت سے پھیلتی گئیں۔

"باس ___ پروفیسر فنگس چیف سے فوری بات کرنا چاہتے

ہیں۔ کیا چیف ابھی تک آپ کے ہیڈ کوارٹر میں ہیں یا واپس
چلے گئے ہیں۔ اوور" ___ دوسری طرف سے انتھونی کی
آواز سنائی دی۔

"ابھی تک تو یہیں ہیں۔ اوور" ___ عمران نے جواب
دیا۔

"ٹھیک ہے میں پروفیسر کو بتا دیتا ہوں۔ وہ باس کو فون
کر لیتے ہیں اوور" ___ دوسری طرف سے انتھونی نے کہا۔

"او۔ کے ___ پروفیسر سے کہو دو تین منٹ بعد فون کریں۔ چیف
باتھ روم میں ہیں۔ اوور اینڈ آل" ___ عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر
آف کر کے ایک طرف زمین پر رکھ دیا۔

"صدیقی جا کر برآمدے سے فون لے آؤ۔ یہاں بھی فون کا
پوائنٹ موجود ہے" ___ عمران نے صدیقی سے مخاطب
ہوتے ہوئے کہا۔

اور صدیقی سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔ عمران ہونٹ بھینچے
خاموش کھڑا تھا۔ چند لمحوں بعد صدیقی واپس آیا تو اس کے
ہاتھ میں فون اور تار موجود تھا۔ اس نے فون نیچے رکھا اور پھر
تار پوائنٹ سے منسلک کر دیا۔ چند لمحوں بعد ہی گھنٹی بج اٹھی
اور صدیقی نے رسیور اٹھا کر عمران کے ہاتھ میں دے دیا۔

"یس چیف سپیکنگ" ___ عمران نے کہا۔

"میں پروفیسر فنگس بول رہا ہوں۔ تم اپنے ماہرین کو اطلاع
دے دو کہ اس احمق میکالے کی بات غلط ثابت ہوئی ہے۔

میں نے چیک کر لیا ہے۔ تھرٹی ون لائن ڈبل چارج نہیں ہوئی۔ وہ او۔ کے ہے "۔۔۔۔ پروفیسر فنگس نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اوہ ۔۔ پروفیسر آپ نے کیسے چیک کیا ہے۔ کیا ایلیکس میٹر سے چیک کیا ہے "۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"ایلیکس میٹر کی مجھے کیا ضرورت ہے۔ میری لیبارٹری دنیا کی جدید ترین لیبارٹری ہے۔ میں نے آٹومیٹک سسٹم پر اسے چیک کیا ہے اور ویسے بھی ایلیکس میٹر اس پوزیشن میں نہیں لگایا جا سکتا تھا ورنہ الیکٹرانک سپلائی میں کمی کی وجہ سے کوڈ بدل جاتا تو سارا مشن ہی تباہ ہو کر رہ جاتا "۔۔۔۔ پروفیسر فنگس کی آواز سنائی دی اور عمران کے ہونٹ بے اختیار بھنچ گئے۔

"او۔ کے پروفیسر ۔۔ چلو کم از کم مکمل تسلی تو ہو گئی۔ شکریہ" عمران نے کہا۔

"سنو ۔ اب مجھے مزید ڈسٹرب نہ کرنا سمجھے "۔۔۔۔ دوسری طرف سے انتہائی کرخت لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے جھک کر رسیور کریڈل پر رکھ دیا لیکن اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ پروفیسر کے ساتھ ہونے والی اس گفتگو سے اس کی ساری پلاننگ ختم ہو چکی ہے۔

"شکر ہے پروفیسر نے فون کر دیا ورنہ ہم تو اسے احمق بنا رہے تھے اور بن خود رہے تھے۔ میرے تصور میں بھی نہ تھا کہ آٹومیٹک سسٹم بھی اس لیبارٹری میں موجود ہو گا۔ بہرحال اب اس لیبارٹری کو تباہ کرنا لازمی ہو گیا ہے "۔۔۔۔ عمران نے

بڑبڑاتے ہوئے انداز میں کہا۔ اس کی پیشانی پر شکنیں پھیلی ہوئی تھیں۔

"اس کے منہ سے رومال نکالو نعمانی "۔۔۔۔ عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا اور نعمانی نے راسکو کے منہ سے رومال باہر نکال دیا۔

"یہ تم نے کیا چکر چلا رکھا ہے۔ تم میری اور چیف کی نقل کیسے کر لیتے ہو۔ تم نے تو شاید چیف کی آواز بھی نہیں سنی پھر "۔۔۔۔ راسکو نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"سنو راسکو ۔۔۔ اب صورت حال بدل گئی ہے۔ اب ہمیں تمہاری یہ زیرو ون لیبارٹری تباہ کرنی پڑے گی اور تمہارے چیف کی زیادہ دیر تک گمشدگی خفیہ نہیں رہ سکتی۔ وہاں ہیڈ کوارٹر میں سب کو معلوم ہو گا کہ چیف یہاں آیا ہے۔ اس لئے اب اس کے سوا اور کوئی صورت نہیں کہ تمہیں بھی گولی مار دی جائے اور شاید یہ ایک گولی ریوالور میں بچی ہی تمہارے لئے تھی "۔۔۔۔ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور جیب سے ریوالور نکال لیا۔

"مگر تم نے وعدہ کیا تھا "۔۔۔۔ راسکو نے ہونٹ بھینچے ہوئے کہا۔

"اوہ ہاں ۔۔۔ میں نے واقعی وعدہ کیا تھا اور ویسے بھی تم بہادر انسان ہو۔ اس لئے یہ وعدہ ہر صورت میں پورا ہونا چاہیے۔ او۔ کے۔ وعدہ پورا ہو گا راسکو "۔۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور ریوالور دوبارہ جیب میں ڈال لیا۔

"نعمانی اس کی ہتھکڑی اسے دروازے کے قریب لے جا کر کھول دو اور سنو راسکو ہم یہاں سے جا رہے ہیں۔ میں یہ دروازہ باہر سے بند کر دوں گا۔ ٹیلی فون بھی یہیں موجود ہے۔ اور ٹرانسمیٹر بھی۔ تم اپنی زندگی آسانی سے بچا سکتے ہو اس طرح میرا وعدہ پورا ہو جائے گا لیکن اس کے بعد کیا ہوتا ہے اس کی ذمہ داری مجھ پر نہ ہو گی بلکہ تمہارے اپنے آئندہ اقدام پر ہو گی" ——— عمران نے خشک لہجے میں کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ نعمانی نے سر ہلاتے ہوئے راسکو کو بازو سے پکڑا اور اسے دروازے کے قریب لے گیا۔ پھر اس کا منہ اس نے دروازے کی مخالف سمت میں کیا اور کلپ ہتھکڑی کا بٹن کھول کر اس نے راسکو کو زور سے آگے کی طرف دھکیلا اور دوسرے لمحے وہ تیزی سے دروازے سے باہر آ گیا۔ عمران، صدیقی اور چوہان پہلے ہی دروازے سے باہر جا چکے تھے لیکن عمران دروازے کے قریب ہی رکا ہوا تھا۔ جیسے ہی نعمانی باہر آیا۔ عمران نے دروازہ کھینچ کر بند کیا اور پھر اسے باہر سے لاک کر دیا۔

"یہ آپ نے کیا کیا ہے عمران صاحب، اس طرح تو یہ ہمیں لیبارٹری تک پہنچنے ہی نہ دے گا" ——— نعمانی نے قدرے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"وعدہ، وعدہ ہی ہوتا ہے مسٹر نعمانی" ——— عمران نے خشک لہجے میں کہا اور تیزی سے قدم بڑھاتا سیڑھیوں کی طرف بڑھتا گیا۔

ایکشن گروپ کا چیف انتھونی ایک کمرے میں موجود کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سامنے میز پر ایک بڑی سی مشین موجود تھی جس پر بے شمار رنگ برنگے بلب جل بجھ رہے تھے۔ درمیان میں ایک بڑی سی سکرین تھی جو چار حصوں میں تقسیم تھی اور ہر حصے میں مختلف تصاویر نظر آ رہی تھیں۔ یہ مشین راؤنڈ اباؤٹ ٹیلی چیکنگ مشین کہلاتی تھی۔ لیبارٹری کے اوپر زرعی ادویات کی پیکنگ اور اسے سٹاک کرنے کا ایک کافی بڑا کارخانہ بنا ہوا تھا۔ لیکن لیبارٹری کے اندر جانے اور باہر آنے کا کوئی راستہ اس کارخانے سے ہو کر نہ گزرتا تھا۔ وہ بالکل علیحدہ اور خفیہ تھا۔ جس کا علم اس کارخانے میں تعینات مخصوص سکیورٹی کے افراد کو ہی تھا۔ اس کارخانے میں دو شفٹیں کام کرتی تھیں اور خصوصی سکیورٹی کے افراد اس کی حفاظت کرتے تھے۔ کارخانے میں کام

کرنے والے شہر سے آتے جاتے تھے لیکن کارخانے کے جس
حصے میں وہ کام کرتے تھے وہ یہاں سے کافی دور تھا اور وہ حصہ
زمین دوز لیبارٹری سے کافی دور تھا۔ جس جگہ لیبارٹری تھی اس
کے اوپر زرعی ادویات کے بڑے بڑے گودام تھے جو بند رہتے
تھے لیکن ان گوداموں کی حفاظت کے لئے انتہائی جدید سائنسی
آلات فٹ تھے اور ان گوداموں کے ساتھ ہی ایک علیحدہ عمارت
سکیورٹی کے لئے بنائی گئی تھی۔ گوداموں میں ادویات کی سٹوریج
اور وہاں سے ان کی ڈلیوری آٹومیٹک مشینوں سے ہوتی تھی۔ اس
سارے عمل میں کوئی آدمی مداخلت نہ کرتا تھا اور ان مشینوں کو کنٹرول
بھی کارخانے سے ہی کیا جاتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ ان گوداموں
تک نہ کوئی آدمی آتا تھا اور نہ جاتا تھا۔ گوداموں کے اوپر اور ہر
طرف سائنسی آلات فٹ تھے۔ اگر کوئی آدمی وہاں کسی طرح بھی
آتا تو اس مشین پر نظر آجاتا تھا اور اسے یہیں بیٹھے بیٹھے ہلاک یا
گرفتار کیا جاسکتا تھا۔ اس لحاظ سے لیبارٹری کی حفاظت کا نظام
انتہائی حد تک فول پروف ہو کر رہ گیا تھا۔ ایکشن گروپ کا انچارج
چیف کے حکم پر جب یہاں پہنچا تھا تو اس سے پہلے سکیورٹی کے
سارے عملے کا تعلق ملٹری انٹیلی جنس سے تھا لیکن ملٹری
انٹیلی جنس کو ایکشن گروپ کے آنے کے بعد فارغ کر دیا گیا تھا۔
یہاں ایسا فون تو موجود تھا جس سے لیبارٹری کے اندر لیبارٹری
کے انچارج پروفیسر فنگس سے بات کی جاسکتی تھی لیکن یہاں
سے بیرونی دنیا کے ساتھ رابطہ صرف ٹرانسمیٹر سے ہی ہو سکتا

تھا۔ البتہ لیبارٹری کے اندر سے پروفیسر فنگس نہ صرف ایکریمیا
بلکہ دنیا میں جہاں جی چاہے فون کر سکتا تھا۔ انتھونی کے ساتھیوں
کی تعداد دس تھی اور وہ سب مختلف پوائنٹس پر ڈیوٹی دے رہے
تھے جبکہ اس کمرے میں جسے آپریشن روم کہا جاتا تھا انتھونی خود
موجود رہتا تھا۔ اس سکرین پر نظر آنے والے چاروں حصوں میں
ان گوداموں کے اردگرد کا وسیع علاقہ بیک وقت نظر آتا رہتا تھا۔
اس طرح یہاں بیٹھے بیٹھے انتھونی سارے حالات سے باخبر
رہتا تھا۔ ویسے انتھونی کے نقطہ نظر سے یہاں ان کی ضرورت ہی
نہ تھی کیونکہ یہاں اگر کوئی حملہ بھی کرتا تو وہ لیبارٹری کے اندر تو کسی
صورت جا ہی نہ سکتا تھا لیکن بہرحال چونکہ چیف کے احکامات
تھے اس لئے وہ اپنے ساتھیوں سمیت یہاں موجود تھا۔ ساتھ ہی
ایک دوسری میز پر ٹرانسمیٹر اور فون موجود تھا۔

انتھونی کی نظریں سکرین پر جمی ہوئی تھیں کہ ٹرانسمیٹر سے ٹوں
ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں اور انتھونی نے چونک کر ٹرانسمیٹر کی طرف
دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر اس کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو راسکو کالنگ انتھونی اوور" ۔۔۔۔ سیکنڈ چیف
راسکو کی تیز آواز سنائی دی۔

"یس انتھونی اٹنڈنگ اوور" ۔۔۔۔ انتھونی نے
جواب دیا۔

"انتھونی سنو۔ زبردست چکر ہو گیا ہے۔ ان پاکیشیائی
ایجنٹوں کو جن کی طرف سے لیبارٹری پر حملے کا خطرہ تھا میں

نے بیہوش کر کے اپنے ہیڈ کوارٹر میں قید کر دیا تھا اور پھر
چیف کو بلایا تا کہ ان کے سامنے انہیں گولیوں سے اڑا دیا جائے
مگر جیسے ہی چیف اور میں بلیو روم میں داخل ہوئے ان لوگوں
نے ہم پر حملہ کر دیا۔ وہ نجانے کس طرح ہوش میں بھی آ گئے تھے
اور انہوں نے کلپ ہتھکڑیاں بھی کھول لی تھیں، اچانک حملہ
کر کے انہوں نے چیف کو قتل کر دیا اور مجھے زخمی کر دیا۔ میں
بیہوش ہو گیا۔ اس کے بعد جب مجھے ہوش آیا تو ان کا لیڈر علی
عمران ٹرانسمیٹر پر تم سے میرے لہجے میں بات کر رہا تھا۔ انہوں
نے میرے منہ میں رومال ٹھونس رکھا تھا۔ اس لئے میں بول نہ سکا
تمہارے ساتھ بات کرنے کے بعد اس نے برآمدے سے فون
منگوایا اور پھر اس کا پوائنٹ بلیو روم میں لگا دیا۔ اس کے بعد
اس نے فون پر کسی پروفیسر فنگس سے چیف کے لہجے میں بات
کی اور پروفیسر فنگس سے بات کرنے کے بعد وہ تیزی سے کمرے
سے نکل کر چلے گئے۔ میں نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو
چمڑے کی بیلٹس سے چھڑوایا اور پھر منہ سے رومال نکال کر
جب میں ان کے پیچھے گیا تو ہیڈ کوارٹر میں موجود نہ تھے جب کہ
میرے پورے گروپ کی لاشیں پڑی ہوئی ہیں۔ میں نے اس
لئے تمہیں کال کی ہے کہ تمہارے ساتھ اس نے کیا چکر چلا رکھا
تھا اور یہ پروفیسر فنگس کون ہے جس سے وہ چیف کی آواز میں
بات کر رہا تھا۔ اوور"۔۔۔۔ راسکو نے تیز تیز لہجے میں بات
کرتے ہوئے کہا اور انتھونی کا چہرہ حیرت کی شدت سے

بُری طرح بگڑ گیا تھا۔

"کیا ۔۔۔ کیا مطلب۔ کیا ٹرانسمیٹر اور فون پر باتیں کرنے
والا کوئی اور آدمی تھا اور چیف قتل ہو چکا ہے۔ اوور"۔۔۔۔
انتھونی نے اس طرح بات کی جیسے حیرت کی شدت سے وہ
اچانک دھماکے سے پھٹ پڑا ہو۔

"ہاں۔ اوور"۔۔۔۔ راسکو نے کہا۔

"اوہ ویری سیڈ ۔۔۔ مگر ۔۔۔ اوہ ۔۔۔ پھر میں کیسے یقین
کر لوں کہ اس بار آپ واقعی بول رہے ہیں۔ مجھے تو آواز اور
لہجے میں ذرا برابر بھی فرق محسوس نہیں ہو رہا۔ پھر میری مخصوص
فریکوئنسی اور میرے نام کا اسے کیسے علم ہو گیا۔ اب یہ ضروری
ہے کہ آپ سپیشل کوڈ دوہرائیں۔ اوور"۔۔۔۔ انتھونی نے
نے تیز لہجے میں کہا۔

"تمہاری بات درست ہے۔ واقعی ان حالات میں تمہیں بھی
سوچنا چاہیے تھا۔ اگر مجھے ہوش نہ آ جاتا اور میں اپنے کانوں
سے اس کی باتیں نہ سنتا تو مجھے بھی قطعی یقین نہ آتا کہ کوئی
شخص اس طرح بھی کسی کے لہجے اور آواز کی نقل اتار سکتا
ہے۔ بہرحال سپیشل کوڈ سن لو۔ وائٹ ایگل ون تھری ون زیرو
اوور"۔۔۔۔ دوسری طرف سے راسکو نے کہا اور انتھونی
نے ایک طویل سانس لیا۔

"کوڈ درست ہے جناب"۔۔۔۔ انتھونی نے کہا اور
ساتھ ہی اس نے اپنے ساتھ ہونے والی تمام گفتگو اور پھر

پروفیسر کے دوبارہ فون کرنے کی بات بھی بتا دی ۔

" اوہ ۔۔۔ تو پروفیسر فنگس لیبارٹری انچارج ہے ۔ فون پروفیسر نے براہ راست کیا ۔ اس کا مطلب ہے کہ تمہیں ان کے درمیان ہونے والی گفتگو کا کوئی علم نہ ہوگا ۔ اوور " ۔۔۔ راسکو نے تیز لہجے میں کہا ۔

" ظاہر ہے جناب ۔۔۔ اگر معلوم ہوتا تو بتا نہ دیتا ۔ اوور " انتھونی نے جواب دیا ۔

" اچھا تم ایسا کرو کہ پروفیسر فنگس کا ڈائریکٹ فون نمبر بتاؤ میں خود پروفیسر سے بات کرتا ہوں ۔۔۔ یہ بے حد ضروری ہے ۔ نجانے اس شخص نے کیا چکر چلا دیا ہو ۔ اوور " ۔۔۔ راسکو نے کہا اور جواب میں انتھونی نے فون نمبر بتانے کے ساتھ یہ بھی بتا دیا کہ یہ فون نمبر اسے پہلے معلوم نہ تھا اس نے بھی پروفیسر فنگس سے پوچھا تھا ۔

" اچھا سنو ۔۔۔ چیف کے قتل کے بعد اب بلیو سٹار کا میں فل چیف ہوں ۔ اس لئے ابھی تم نے وہیں رہنا ہے ، اور پہلے سے زیادہ محتاط رہنا ہے جب تک یہ ایجنٹ پکڑے نہ جائیں ۔ اوور " ۔۔۔ راسکو نے تیز لہجے میں کہا ۔

" یس چیف ۔ اوور " ۔۔۔ انتھونی نے جواب دیا ۔

" اوور اینڈ آل " ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور انتھونی نے ڈھیلے ہاتھوں سے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کیا اور پھر کرسی کی پشت سے اس کی کمر ٹک گئی ۔ اس کے چہرے

پر ابھی تک حیرت کا شدید عنصر موجود تھا ۔ اسے ابھی تک یقین نہ آرہا تھا کہ کوئی شخص راسکو کے لہجے اور آواز کی اس قدر کامیاب نقل بھی کر سکتا ہے لیکن ظاہر ہے جب چیف خود ایسا کہہ رہا ہے تو پھر ایسا ہی ہوگا اور ظاہر ہے ، اس کے سوا وہ اور کر بھی کیا سکتا تھا اس لئے اس نے دوبارہ سامنے موجود سکرین پر نظریں جما دیں ۔

سیڑھیوں کے قریب پہنچ کر عمران یکلخت رک گیا اور پھر
سرگوشی کے انداز میں ساتھ آنے والے نعمانی سے مخاطب ہوا۔
"سنو — تم جا کر اس دروازے کے قریب کھڑے ہو جاؤ۔
میں نے دروازہ لاک کرتے وقت جان بوجھ کر اس کا کی ہول بند
نہیں کیا۔ اس طرح کمرہ اب مکمل طور پر ساؤنڈ پروف نہیں ہے
یہ راسکو اگر ٹرانسمیٹر پر بات کرے تو اسے بات کرنے دینا لیکن
اگر وہ پہلے فون کرے تو پھر اسے کی ہول سے فوری گولی مار دینا۔ ٹرانسمیٹر
اور فون دونوں دروازے کے بالکل سامنے موجود ہیں۔ ہاں
ٹرانسمیٹر کال کے بعد اگر وہ فون کرے تو اسے کرنے دینا پھر
میرے پیغام کا انتظار کرنا" — عمران نے سرگوشی کرتے
ہوئے کہا اور ساتھ ہی جیب سے وہی سائیلنسر لگا ریوالور
نکال کر نعمانی کے ہاتھ میں دیا اور خود تیزی سے سیڑھیاں چڑھتا

ہوا اوپر آ گیا۔ صدیقی اور چوہان کو اس نے اپنے ساتھ آنے کا
اشارہ کر دیا تھا۔ عمران تیز تیز قدم اٹھاتا اس کمرے میں پہنچ گیا
جہاں پر فون موجود تھا جس کے ساتھ جدید قسم ٹیپنگ سسٹم
فٹ تھا۔ فون خاموش تھا۔ عمران ساتھ رکھی کرسی پر خاموشی
سے بیٹھ گیا۔ اس کے چہرے پر اس وقت گہری سنجیدگی کے تاثرات
نمایاں تھے۔ چوہان، صدیقی بھی خاموشی سے بیٹھ گئے جبکہ آفندی
پہلے سے یہاں بیٹھا ہوا تھا پھر تقریباً دس منٹ بعد ٹیلی فون میں
سے ڈائل گھمانے کی مخصوص آوازیں سنائی دینے لگیں اور عمران چونک
کر سیدھا ہو گیا۔ آوازیں مسلسل آتی رہیں جب آخری آواز آئی تو
عمران نے ہاتھ بڑھا کر فون سیٹ کے نیچے لگے ہوئے ایک بٹن
کو آف کر دیا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے اپنے کان سے
لگا لیا۔ چند لمحوں تک گھنٹی کی آواز سنائی دیتی رہی پھر رسیور
اٹھا لیا گیا۔

"یس پروفیسر فنگس سپیکنگ" — دوسری طرف
سے پروفیسر فنگس کی آواز سنائی دی۔

"پروفیسر صاحب — میں چیف آف بلیو سٹار بول رہا ہوں
— سیکرٹری دفاع — سر براؤن آپ سے ایک ایمرجنسی
معاملے میں بات کرنا چاہتے ہیں — ہولڈ کریں" — عمران
نے چیف کے لہجے میں کہا اور پھر مائیک پر ہاتھ رکھ کر وہ چوہان
سے مخاطب ہوا۔

"جاؤ چوہان — نعمانی سے کہو کہ اس راسکو کا خاتمہ کر دے

"فوراً" ——— عمران نے تیز لہجے میں کہا اور چوہان بجلی کی سی تیزی سے مڑا اور دوڑتا ہوا کمرے سے نکل گیا۔

"ہیلو پروفیسر فنگس ——— میں براؤن بول رہا ہوں" ——— عمران نے ہاتھ مائیک سے ہٹا کر ایک بھاری مگر بلغم زدہ آواز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"یس لارڈ براؤن ——— بتائیے ——— کیا بات ہے" ——— پروفیسر کی خشک آواز سنائی دی۔

"پروفیسر ——— مجھے چیف نے بتایا ہے کہ آپ نے میکالے کی فلم میں موجود رپورٹ کو غلط ثابت کر دیا ہے۔ کیا یہ درست ہے" ——— عمران نے کہا۔

"ہاں ——— کیوں اس میں غلط کیا بات ہو سکتی ہے" ——— پروفیسر کے لہجے میں حیرت تھی۔

"پروفیسر آپ نے کونسی لائن چیک کی تھی" ——— عمران نے پوچھا۔

"تھرڈ ون ——— کیوں" ——— پروفیسر کے لہجے میں اور حیرت ابھر آئی۔

"اوہ ——— اس لئے میں نے فون کیا ہے دراصل بلیو سٹار کے چیف سے غلطی ہوئی۔ انہوں نے آپ کو غلط لائن بتا دی۔ میکالے نے اپنی فلم میں ایکس تھرڈ ون لائن کی بات کی تھی۔ ایکس کا لفظ چیف کو یاد نہ رہا کیونکہ وہ اس لائن کے آدمی نہ تھے" ——— عمران نے کہا۔

"ایکس تھرڈ ون ——— اوہ تو کیا ایکس تھرڈ ون کو ڈبل چارج کیا گیا ہے ——— اوہ ویری سیڈ ——— اس کی چیکنگ تو اس پوزیشن میں ناممکن ہے۔ وہ تو واقعی فائنل نے آف کے وقت چیک ہو سکتی ہے" ——— پروفیسر نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"مجھے بھی یہی بتایا گیا تھا لیکن پروجیکٹ کی اہمیت کے پیش نظر میں نے فوری طور پر ایکریمیا کے ماہر ترین کمپیوٹر اتھارٹیز سے ڈسکس کی تو ہاک یونیورسٹی کے ڈاکٹر مارکن کلف نے اس کی چیکنگ کا مخصوص طریقہ بتایا ہے" ——— عمران نے کہا۔

"اوہ ڈاکٹر مارکن کلف ——— وہ تو واقعی کمپیوٹر پر دنیا بھر میں سب سے بڑی اتھارٹی ہیں۔ کیا طریقہ بتایا ہے انہوں نے" ——— پروفیسر کی آواز سنائی دی۔

"وہ لائن پر ہیں ——— میں آپ کا رابطہ ان سے کرا دیتا ہوں۔ آپ خود ان سے ڈسکس کر لیں کیونکہ ان کی بتائی ہوئی مخصوص اصطلاحات میری سمجھ میں تو نہیں آ رہی تھیں۔ میں نے سوچا کہ کہیں میں بھی چیف کی طرح کوئی غلطی نہ کر جاؤں" ——— عمران نے جواب دیا۔

"اوہ یہ ٹھیک ہے ——— اس طرح میں ان سے تفصیل سے ڈسکس کر لوں گا" ——— پروفیسر نے کہا اور عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد ایک مختلف آواز میں بات شروع کی۔ ایسی آواز جس میں ہلکی سی کرختگی موجود تھی اور وہ ہر لفظ کو

کھینچ کھینچ کر بول رہا تھا۔

"ہیلو پروفیسر فنگس ——— میں کلف بول رہا ہوں"۔——— عمران نے کہا۔

"یس ڈاکٹر کلف ——— یہ کیا چکر چل گیا ہے۔ کبھی کچھ بتایا جاتا ہے کبھی کچھ"۔——— پروفیسر فنگس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ایسے پروجیکٹس میں ایسا ہی ہوتا ہے۔ پروفیسر مجھے بتایا گیا ہے کہ تم نے پہلے تھرڈ ون لائن کو آٹھورک سسٹم سے چیک کیا ہے"۔——— عمران نے کہا۔

"ہاں ——— کیونکہ اس وقت پراجیکٹ تقریباً تکمیل کے قریب ہے"۔——— دوسری طرف سے پروفیسر نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ——— اس صورت میں ایکس تھرڈ ون کی چیکنگ کا ایک ہی طریقہ رہ جاتا ہے اور یہ طریقہ بھی میں نے ابھی حال ہی میں دریافت کیا ہے۔ ابھی میں نے اس پر ریسرچ پیپر لکھنا ہے۔ اس کے لئے زیرو ون بیس لائن کو بیس سے علیحدہ کر لو، اور پھر زیرو ون لائن کو ایکس تھرڈ ون کے پہلے پوائنٹ سے جوڑ دو اور فائنل لے آف آن کر دو۔ اگر تو ایکس تھرڈ ون ڈبل چارج ہو گی تو سکرین ریڈ فلیش کرے گی اور اگر نہیں ہو گی، تو سکرین صاف رہے گی۔ بتاؤ کیسا طریقہ دریافت کیا ہے میں نے ——— اس سے ساری فیڈنگ اور پورا پراجیکٹ بھی محفوظ رہے گا اور چیکنگ بھی ہو جائے گی"۔——— عمران نے کہا۔

"اوہ ویری سٹرینج آئیڈیا ڈاکٹر ——— لیکن زیرو ون کو بیس سے علیحدہ کرتے ہی کہیں ساری فیلڈنگ واش نہ ہو جائے"۔——— پروفیسر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور عمران نے زور دار قہقہہ لگا دیا۔

"گڈ پروفیسر ——— واقعی یہ سوال تم جیسا ماہر ہی کر سکتا ہے لیکن میں نے کہا ہے کہ زیرو ون کو ایکس تھرڈ ون کے پہلے پوائنٹ سے جوڑ دو۔ پہلے پوائنٹ سے جوڑنے کا مطلب بھی یہی ہے کہ میموری قطعی واش آؤٹ نہیں ہو سکے گی اور اسے دوبارہ فلیش آسانی سے کیا جا سکے گا"۔——— عمران نے کہا۔

"اوہ یس ڈاکٹر ——— بالکل ٹھیک ہے۔ اب بات سمجھ میں آگئی ہے۔ ٹھیک ہے میں ابھی چیک کرتا ہوں"۔——— پروفیسر نے مطمئن لہجے میں کہا۔

"تم فون ہولڈ رکھنا پروفیسر ——— میں تمہاری رپورٹ کا انتظار کروں گا تاکہ میری بھی تسلی ہو جائے"۔——— عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے"۔——— دوسری طرف سے پروفیسر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ایک بار پھر مائیک کو ہاتھ سے بند کر دیا اور وہ نعمانی اور چوہان کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"کیا ہوا"۔——— عمران نے نعمانی سے پوچھا۔

"اس نے پہلے ٹرانسمیٹر پر انتھونی سے بات کی۔ کال ختم

کرنے کے بعد اس نے فون کے نمبر ڈائل کیے لیکن پھر وہ بار بار نمبر ڈائل کرنے لگا ۔۔۔۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اس کا فون یکلخت ڈیڈ ہو گیا ہو۔ اسی لمحے چوہان نے پیغام دیا" اور میں نے اسے گولی مار دی۔ اس کی کھوپڑی کی ہول کے سامنے تھی۔ وہ اُڑ گئی ہے"۔۔۔۔ نعمانی نے تفصیلی رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

" اس نے دوبارہ ٹرانسمیٹر کال تو نہیں کی"۔۔۔۔ عمران نے سنجیدگی سے پوچھا۔

" نہیں وہ اس کی طرف مڑ ہی رہا تھا کہ میں نے فائر کر دیا"۔ نعمانی نے جواب دیا۔

راسکو اگر کال کر دیتا تو میرا سارا کھیل خراب ہو جاتا کیونکہ لازماً وہ انھتونی سے کہتا کہ اس کا فون ڈیڈ ہو گیا ہے اور یہ بات اگر پروفیسر تک پہنچ جاتی تو ساری صورت حال بگڑ جاتی، بہرحال میں نے اسے زندہ بھی چھوڑ دیا تھا اور زندگی بچانے کا ایک موقع بھی دیا تھا۔ وہ اگر ٹرانسمیٹر پر انھتونی کو کال کرنے کی بجائے پہلے ٹیلی فون پر مین ہیڈ کوارٹر فون کر کے کسی آدمی کو بلا لیتا تو پھر واقعی ہمیں یہاں سے بھاگنا پڑتا لیکن انسانی نفسیات سے نہیں بھاگ سکتا۔ مجھے معلوم تھا کہ وہ سب سے پہلے انھتونی سے بات کرے گا کیونکہ اس کے ذہن میں یہی تجسس زیادہ قوی انداز میں موجود تھا کہ میں نے پہلے باہر رہ کر انھتونی اور پروفیسر سے کیا باتیں کی ہیں اور اس آئیڈیلے

پر میں نے رسک لیا تھا۔ میں دراصل پروفیسر کا براہ راست فون نمبر بھی معلوم کرنا چاہتا تھا اور یہ بھی چاہتا تھا کہ پروفیسر کو یا اس انھتونی کو یہاں کی صورت حال کا علم بھی نہ ہو اس لئے میں نے اسے انھتونی کو کال کرنے دی اور جب اس نے انھتونی سے فون نمبر معلوم کر کے پروفیسر کو فون کیا تو میں نے اس مین فون سے ایکسٹینشن کی لائن کاٹ دی۔ اس طرح اس کا فون ڈیڈ ہو گیا اور میری براہ راست کال آن ہو گئی"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" لیکن آپ نے یہ کیا سائنسی چکر چلا دیا ہے، جب لیبارٹری کا پتہ لگ گیا تھا تو اس پر ریڈ کر دیتے"۔۔۔۔ نعمانی نے کہا۔

" میں نے میکالے والی فلم میں اس کے اندرونی اور بیرونی نقشے دیکھے ہیں۔ اس کا حفاظتی نظام مکمل فول پروف ہے اور ہمیں اس میں داخل ہونے کے لئے طویل منصوبہ بندی اور وقت چاہیے تھا، تب تک تو یقیناً ایکریمیا اپنی پوری فوج اس لیبارٹری کے گرد حصار بنانے کے لئے لے آتا۔ اس لئے میں نے یہ شارٹ کٹ بال پھینکی ہے۔ اب اگر اس شارٹ کٹ پر پروفیسر بولڈ ہو گیا تو ٹھیک ورنہ پھر لانگ کٹ کا سوچیں گے"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور نعمانی اور دوسرے ساتھی بے اختیار مسکرا دیئے۔

" آپ تو مجھے اس ڈاکٹر کلف سے بھی بڑی اتھارٹی لگ رہے ہیں کمپیوٹر سائنس پر"۔۔۔۔ اس بار صدیقی نے

ہنستے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر کلف اس مضمون پر واقعی اتھارٹی ہے اور یہ جو کچھ میں نے کہا ہے اس کے ریسرچ پیپر پڑھنے پر ہی کہا ہے۔ کمپیوٹر سائنس کے سبجیکٹ پر وہ میرا استاد ہے۔ پورے تیس گز کی پگڑی بندھائی تھی' اس کے سر پر اور آدھی دکان حلوائی کی خالی کی تھی۔ اس نے تب جا کر مجھے شاگرد بنایا تھا"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور کمرہ ان کے قہقہوں سے گونج اٹھا۔

"تو آپ واقعی اس کے براہ راست شاگرد ہیں یا کتابی شاگردی کی بات کر رہے ہیں"۔۔۔۔ نعمانی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"نہیں۔۔۔۔ میں اس سے کئی بار یونیورسٹی میں مل چکا ہوں۔ اس لئے تو مجھے اس کا لہجہ' آواز اور انداز کا علم ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور نعمانی نے سر ہلا دیا۔ اسی لمحے عمران نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر انہیں خاموش رہنے کے لئے کہا۔

"یس پروفیسر۔۔۔۔ میں لائن پر ہوں' کیا رزلٹ رہا"۔۔۔۔ عمران نے پہلے کی طرح ہر لفظ کو لمبا کھینچ کھینچ کر بولتے ہوئے کہا۔

"پروفیسر۔۔۔۔ سکرین پر ریڈ فلیش آیا ہے۔ اس کا مطلب ہے اس میکالے کی رپورٹ درست ہے لیکن اب اسے ٹھیک کیسے کیا جائے"۔۔۔۔ پروفیسر کی انتہائی پریشان سی آواز سنائی دی۔

"اوہ۔۔۔۔ یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے پروفیسر' بالکل گھبرانے والی بات نہیں ہے۔ اصل مسئلہ تو چیکنگ کا تھا' زیرو لائن دوبارہ

جوڑ دی ہے"۔۔۔۔ عمران نے انتہائی مطمئن لہجے میں کہا۔ پروفیسر کی رپورٹ سن کر اس کے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ ابھر آئی تھی ایسی مسکراہٹ جیسے کسی کھلاڑی نے شدید مقابلے کے بعد کوئی سخت میچ جیت لیا ہو۔

"ہاں۔۔۔۔ وہ تو میں نے فوراً جوڑ دی تھی۔۔۔۔ لیکن"۔۔۔۔ پروفیسر نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"فائنل بے آف کی تھرڈ وائر کو کاٹ کر فائنل بے آف آن کر دو۔۔۔۔ مسئلہ ختم۔۔۔۔ پھر تھرڈ وائر کو جوڑ لینا اور اپنا کام شروع کر دینا"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"تھرڈ وائر۔۔۔۔ مگر وہ تو ٹو ون کی ایگزاسٹنگ وائر ہے۔ اس کا اس سے کیا تعلق"۔۔۔۔ پروفیسر نے اور زیادہ الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اصل مسئلہ تو ٹو ون ریزز کو بلاک کرنا ہے ورنہ وہ ڈلیور ہو جائیں گی۔ وہ بلاک ہو گئیں تو پھر فائنل بے آف آن ہوتے ہی ایکس تھرٹی ون لائن کی چارجنگ خود بخود ہو جائے گی۔ اس طرح ساری گڑبڑ ہی ختم ہو جائے گی اور تمہارا مقصد بھی پورا ہو جائے گا"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اوہ ہاں۔۔۔۔ واقعی یہ آئیڈیا بنتا ہے' ٹھیک ہے شکریہ ڈاکٹر میں ابھی کرتا ہوں"۔۔۔۔ اس بار پروفیسر نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"فون بند نہ کرنا۔۔۔۔ میں تمہاری رپورٹ کا انتظار کروں گا۔

تاکہ میری مکمل تسلی ہو جائے "۔۔۔۔ عمران نے کہا۔
"ٹھیک ہے ڈاکٹر ۔۔۔ میں ابھی رپورٹ دیتا ہوں "۔۔۔
پروفیسر نے کہا اور لائن پر ایک بار پھر خاموشی طاری ہوگئی۔
"لو بھئی ۔۔۔ اب سارے اکٹھے ہو جاؤ اور اپنے کانوں
سے پروفیسر فنگس کی رپورٹ سن لو تاکہ تمہیں بھی یقین آجائے
کہ میں اپنے استاد ڈاکٹر کلف کا واقعی شاگرد رشید ہوں "۔۔۔
عمران نے مائیک پر ایک بار پھر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔
"کیا مطلب ۔۔۔ اب کیا ہوگا "۔۔۔ نعمانی ، صدیقی اور
چوہان تینوں نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔
" پلاؤ کھائیں گے ہم اور پروفیسر فنگس اور اس فول پروف
لیبارٹری کا خاتمہ ہوگا "۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
اور ابھی اس کا فقرہ مکمل ہی ہوا تھا کہ فون کے رسیور سے ایک
خوفناک دھماکے کی اونچی آواز سنائی دی اور وہ سب بے اختیار
اچھل پڑے اور عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور کریڈل پر
ڈال دیا۔
"کیا مطلب ۔۔۔ یہ دھماکہ "۔۔۔ ان تینوں کے چہروں
پر سوالیہ نشان موجود تھا۔
" ہاں ۔۔۔ یہ دھماکہ ابھی تو لیبارٹری میں ہوا ہے اور اس
دھماکے سے ابھی تو زیرو ون لیبارٹری مکمل طور پر تباہ ہوئی
ہے لیکن جلد ہی یہ دھماکے اسرائیل اور دنیا بھر کے یہودیوں
کے دلوں میں بھی ہوں گے جب وہ یہ خبر سنیں گے کہ مسلم ممالک

اور خاص طور پر مسلمانوں کے مقدس ترین مقامات کے خلاف ہونے
والی بھیانک سازش اپنے انجام کو پہنچ گئی ہے۔ اب نہ ڈاکٹر فنگس
دوبارہ زندہ ہوگا اور نہ دوبارہ ایسا پراجیکٹ بنے گا۔ آؤ اب چلیں
یہاں سے بہت استعمال کر لیا ہم نے بیچارے راسکو کا ہیڈ کوارٹر
ویسے بھی باہر آفندی صاحب اکیلے بور ہو رہے ہوں گے "۔۔۔
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور سب ساتھیوں کے چہرے
عمران کی بات سن کر مسرت سے کھل اٹھے
" آپ نے کمال کر دیا یعنی اتنی آسانی کے ساتھ یہیں کھڑے
کھڑے پورا پروجیکٹ مع لیبارٹری کے اڑا دیا۔ اگر میں نے یہ دھماکہ
نہ سنا ہوتا تو کم از کم میں تو یقین نہ کرتا "۔۔۔ چوہان نے انتہائی
حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
" اچھا ۔۔۔ مختلف آوازیں نکال نکال کر میرے گلے کی ساری
گراریاں خراب ہوگئی ہیں اور تم کہہ رہے ہو اتنی آسانی سے سیکرٹ
ہارٹ ختم ہوگیا ہے "۔۔۔ عمران نے روٹھنے کے سے انداز میں
کہا اور سب ساتھی بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔

ختم شد